طریق النجات

از افاضات عالیہ فاضل اجل عارف اکمل منبع فیوضات
قدسی صفات، معرفت وحقیقت دستگاہ، آیۃ من آیات اللہ
شد ازمن حضرت مولنا قبلہ محمد حسن صاحب مجددی فاروقی دامت برکاتہم

مع اردو ترجمہ

از عالیجناب فضائلمآب مولانا مولوی حکیم حافظ حضرت آقا
محمد ہاشم صاحب مجددی ابن حضرت مصنف ممدوح عم فیضہم

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمي بن سعيد استانبولي

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

HAKİKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57 Tel: 523 45 56
Fatih/İSTANBUL-TURKEY
1983

Marfat.com

قال السيد العلامة احمد الطحطاوى فى حاشية الدر المختار قال كثير من المفسرين ان المراد من الذين فرقوا دينهم اهل البدع والشبهات من هذه الامة وروى عمر رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعائشة رضى الله تعالى عنها ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا اصحاب البدع واصحاب الاهوآء من هذه الامة قال تعالى وان هذا صراطى مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم اى الطرق المختلفة التى هى ماعدا الطريقة مثل اليهودية والنصرانية وسائر الملل والاهوآء والبدع فتقعوا فى الضلالة وقال تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا قال بعض المفسرين المراد من حبل الله الجماعة لانه عقبه بقوله ولا تفرقوا والمراد من الجماعة عند اهل العلم اهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع فى الضلالة وخرج عن نصرة الله تعالى ودخل فى النار لان اهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ من جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فيما يدخله فى النار فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله وحفظه وتوفيقه فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فى مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فى هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار اه قال فان قلت ما وقوفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس ذلك بالادعاء والتشبث باستعمال الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الاحاديث فى امور رسول الله صلى الله عليه وسلم واحواله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل الامام البخارى ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل المشرق والمغرب على صحة ما اوردوه فى كتبهم من امور النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله تعالى عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذى تمسك بهديهم واقتفى اثرهم واهتدى بسيرهم فى الاصول والفروع فيحكم بانه من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين الحق والباطل والمميزبين من هو على صراط مستقيم وبين من هو على السبيل الذى على يمينه وشماله قال واختلاف العلماء من السلف والخلف فى تكفير اهل الاهوآء والبدع ولا شك ان من كان مذهبه وبدعته مؤديا الى الكفر وهو غير متأول فيه فهو كافر بالاجماع واما من كان منهم فى مذهبه وبدعته على طريق التأويل والاجتهاد والخطأ المفضى الى الهوى والبدعة من تشبيه اونعت بجارحة اونفى صفات كمال عما لا يليق به سبحانه وتعالى اختلاف السلف والخلف فى تكفيره فقال بعضهم اهل الاهوآء كلهم كفار وهذا قول كثير من السلف والفقهاء والمتكلمين من الخلاف ومنهم من صوب التكفير الذى قالوا به ومنهم من ابى اخراجهم من سواد المسلمين وهوا كثر الفقهاء والمتكلمين فقالوا هم فساق عصاة ضلال ويورثهم من المسلمين ويحكم لهم باحكامهم قال ابن الهمام فى شرح الهداية نعم يقع فى كلام اهل المذاهب تكفير كثير منهم ولكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون بل من غيرهم ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول عن المجتهدين عدم تكفيرهم اه واما قوله عليه الصلاة والسلام (ان بنى اسرآئيل تفرقت على اثنتين وسبعين ملة وتفترق امتى) يعنى امة الاجابة المؤمنين به صلى الله عليه وسلم (على ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار الا واحدة وهى ما انا عليه واصحابى) قال التوربشتى فى شرح المصابيح المراد من الامة هنا من يجمعهم دآئرة الدعوة من اهل القبلة لانه اضافهم الى نفسه فقال امتى واكثر ما ورد من الحديث على هذا الاسلوب المراد منه اهل القبلة والمعنى انهم تفرقوا فرقا تتدين كل واحدة منها بخلاف ما تتدين به الاخرى وقوله كلهم فى النار الا واحدة يعنى كلهم يفعلون ويعتقدون ما هو موجب دخول النار فان كان كفرا وماتوا عليه دخلوا النار لا يخرجون منها ابدا وان لم يكن كفرا فهو الى الله تعالى ان شاء عفا عنهم وان شاء عذبهم ثم يخرجهم من النار ويدخلهم الجنة واستشكل ظاهر قوله عليه الصلاة والسلام كلهم فى النار بانه ان اريد التأبيد فيها لا يصح لان من مات من اهل البدع على الايمان فلا بد من دخول الجنة وان اريد ان دخولهم محتم وان كانوا يخرجون لا يصح لان المؤمن العاصى فى مشيئة الله تعالى وان اريد انهم مستحقون لدخولها وهم فى المشيئة فعصاة اهل السنة كذلك فما وجه التخصيص واجيب بان التخصيص لشدة مؤاخذتهم بالعذاب فان عذابهم فى النار يكون اشد عذابا من عصاة الفرقة الناجية لسوء اعتقادهم فى طريقة نبيهم وبان الكل مجموعى لا جميعى اى مجموع هذه الفرق فى النار ومجموع هذه الفرقة فى الجنة ولا يلزم ان يكون كل الفرق فى النار ولا كل الفرقة فى الجنة من غير سابقة عذاب

Marfat.com

طریق النجات

از افاضات عالیہ فاضل اجل عارف اکمل منبع فیوضات،
قدسی صفات، معرفت و حقیقت دستگاہ آیۃ من آیات اللہ
مرشد الزمن حضرت مولٰنا قبلہ محمد حسن صاحب مجددی فاروقی دامت برکاتہم

مع اُردو ترجمہ

از عالیجناب فضائلمآب مولانا مولوی حکیم حافظ حضرت آقا
محمد ہاشم صاحب مجددی ابن حضرت مصنف و عم محمد فیضہم

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمى بن سعيد استانبولى

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

يطلب من المكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥٧
استانبول - تركيه
١٤٠٣ هجرى ١٩٨٣ ميلادى

تنبيه

من اراد ان يطبع هذه الرسالة وحدها او يترجمها الى لغة اخرى فله من الله الاجر الجزيل ومنى الشكر الجميل وكذلك جميع كتبي كل مسلم مأذون بطبعها بشرط جودة الورق والتصحيح

Marfat.com

52892

Baskı: İhlâs Matbaacılık ve Dağıtım A.Ş.
Cağaloğlu-İST. Tel: 520 97 82

1983

Marfat.com

فہرستِ مضامین طریق النجات

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ از مترجم	۱	شعر و خوش طبعی	۱۳۵
تمہید	۵	ذم تمسخر و کذب	۱۳۶
عقائد	۳	مذمت غیبت	۱۳۷
محبت آل و اصحاب	۴۸	چغلی کی مذمت	۱۳۹
ادلۂ اربعہ	۶۲	شکم پری کی مذمت	۱۴۱
ضرورت تقلید	۶۹	فضیلت جوع	۱۴۲
تعریف و تقسیم بدعت	۸۴	منجیات	۱۴۴
اعمال بدنیہ	۸۹	فضیلتِ صبر	۱۴۴
نماز کا بیان	۹۳	فضیلتِ شکر	۱۴۸
روزے کا بیان	۱۰۴	امید و بیم	۱۵۲
حج کا بیان	۱۰۷	خوف کا بیان	۱۵۵
زکوٰۃ کا بیان	۱۱۴	بیان زہد و فقر	۱۵۹
اعمال روحانیہ	۱۱۹	مدح توکل	۱۶۲
ذم غضب	۱۲۴	محبتِ الٰہی	۱۶۵
ذم کینہ و حسد	۱۲۷	فضیلت رضا	۱۷۰
ذم بخل و محبت مال	۱۲۸	فضیلت اخلاص	۱۷۶
ذم حرص و طمع و مدح قناعت	۱۲۹	فضیلت صدق	۱۸۲
ذم بخل	۱۳۰	انتخاب حکم	۱۸۴
ذم ریاء	۱۳۱	مناجات	۲۲۵
ذم کبر	۱۳۲	رسالہ تنویر در بیان مسئلہ تقدیر	۲۲۷
آفات لسانیہ	۱۳۳	قصیدۂ تائیہ	۲۴۶
ذم بدزبانی	۱۳۴	مسئلہ روح	۲۴۸
		تقریظات علمائے کرام	۲۵۰

Marfat.com

نحمدہٗ ونصلی ونسلم

عرضِ مُترجم

ناظرینِ محترم! مسلمانوں پر ادبار و پستی کا جو ہلاکت آفرین دور آجکل گذر رہا ہے اسکی تباہی و بربادی کا حوصلہ شکن احساس کچھ اہلِ نظر حضرات ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ مجازاً تعداد افراد چاہے مسلمانوں کی کچھ ترقی ہو رہی ہو لیکن اس واضح حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ بحیثیت قوم و ملّت مسلمان تنزل کے تاریک گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔ معاش اور معاد کے جتنے صیغے اور سلسلے ہیں سب میں وہ اَوجِ کمال سے حضیضِ زوال کی طرف اپنی ہی بدکرداری اور بد دماغی کی وجہ سے حرکت کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ ایک صاحبِ بصیرت تنزل کی اس زہریلی ہوا کو پھیلتے ہوئے دیکھکر پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اگر حفاظتِ الٰہی کا تریاق نہ ہوتا تو یقیناً مسلمان آج سے بہت پہلے عرصۂ حیات کو طے کئے ہوئے دیکھے جاتے!

ادبار و فلاکت کے اس مرضِ مزمن کی اذیتوں سے اگرچہ اب وہ خوگر ہو گئے ہیں اور ایک عرصہ سے شدائد و مصائب کے پے در پے ورود نے ان کے اعضاء کو بے حس سا بنا دیا ہے۔ لیکن خنجرِ قدرت نے اس دور میں ان کے دیرینہ زخموں پر کچھ ایسے پیہم چرکے لگائے ہیں کہ ان میں دوبارہ تازہ خون بھر آیا ہے اور رگوں میں احساس کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ خدا خدا کر کے اب انہیں اتنا معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہم بھی کوئی وجود رکھتے ہیں اور ہمیں بھی دنیا میں رہنا ہے۔

مقامِ مسرت ہے کہ پھر ایک مرتبہ مداوا و معالجہ کا خیال ان کے دماغ پر مستولی ہو گیا ہے اور طویل علالت کی کمزوریوں نے انہیں اپنی زائل شدہ طاقت حاصل کرنے

Marfat.com

کیلئے ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ ہمدرد مصلحین نے اپنے نظریہ کے ماتحت مختلف تشخیصیں کیں۔ اور مختلف نسخے تجویز فرمائے۔ علمی پستی کو دیکھ کر بعض علم دوست حضرات نے کالج کھلوائے۔ اقتصادی تنزل کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض اہلِ دولت جوازِ سود کے فتوے دینے لگے۔ اسی طرح جس شعبے سے جس کو زیادہ دلچسپی تھی اسی نے وہیں کوتاہی محسوس کر کے اسی کی ترقی میں کوشش کی۔

لیکن افسوس کہ مریضِ جان بلب کی حالت دن بدن ابتر و نازک ہوتی گئی اور "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کا مصرعہ واقعتہً ثابت ہوتا گیا۔

وجہ کیا ہے کہ طریق علاج میں غلطی کی گئی۔ اور اصل مرض کی اہمیت کو نظر انداز کر کے ازالہ عوارض ہی کو کافی سمجھا گیا۔ اور اس برگزیدہ حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف اور فطری تعلیمات کو قبول کرانے ہی ناقص عقل کے گورکھ دھندوں میں مریض کو اُلجھا کر مرض کی کیفیت و نوعیت کو اور بھی پیچیدہ بنا دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے دنیا کو رو رہے تھے۔ اب اس کے ساتھ دین بھی کھو بیٹھے۔

اس بنا پر تجربہ کار نباضوں نے جن کی معاملہ فہم نظر مرض کی تہ تک پہونچ گئی ہے۔ معاملہ کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے تہیہ کر لیا اور فیصلہ فرما دیا کہ ان حالات میں کیوں پھر اس اکسیری نسخے کو نہ آزمایا جائے۔ جس نے صاحب فراش مریض عرب کو ایک آن میں ایسا تندرست و توانا جوانمرد بنا دیا تھا۔ کہ سارے عالم کے رستموں کو اس نے گرد کر دیا۔ وہ نسخہ کوئی معمولی اور پوشیدہ نسخہ نہیں۔ وہ نسخہ وہی ہے جس کو طبیب عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفحۂ دہر پہ دنیا کے سب سے زیادہ مقبول نسخے (قرآن) کی صورت میں چھوڑا ہے۔ اس نسخے کے اسرار سمجھانے والے بھی دنیا میں اپنے اپنے مذاق اور استعداد کے موافق مختلف پیدا ہوئے۔ یعنی بعض نے اس کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کیا۔ اور بعض نے اس کو مادیات کی ایک کتاب جانا۔ اور بعض نے اس کو محض روحانیات ہی کا سنگم سمجھا۔ لیکن افسوس کہ یہ تیر بہدف نسخہ ان سب صورتوں میں نہ کچھ ایسا زیادہ مؤثر اور نہ ایسا کایا کلپ ثابت ہوا۔ جیسا کہ پہلے پہل اس نسخہ بنانے والے کامل طبیب دانائے حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ پر اکسیر بنا تھا

Marfat.com

بات کیا تھی کہ وہ اپنے اصلی اوزان اور ترکیب کے ساتھ نہیں بنایا جاتا تھا۔ بلکہ پھر اپنی ناتجربہ کاری سے۔ اور اپنی کوتاہ عقل کے بل بوتے پر یا تو بعض اجزاء کو بالکل بدل دیا جاتا تھا۔ یا ان میں تغیر و تبدل کر کے نسخہ کی اصلیت کو بگاڑ دیا جاتا تھا۔

اب جبکہ مریض قوم کی حالت قریب الموت تھی تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اسی نسخہ حیات بخش و جانفزا کی ترکیب و ترتیب کے لئے اپنے بندوں میں سے (حضرت) مصنف کتاب طریق النجات کا شرح صدر فرمایا۔ جنہوں نے اس کے اسرار و رموز کو نہایت سہل طریقہ پر اسی زبان میں کھول دیا اور مسلمانوں کے سامنے وہ نسخہ اصلی صورت میں لا کر ایسا روشن لائحہ عمل پیش کیا ہے جس کو دستور العمل بنانے کے بعد معاش اور معاد کے سب شعبے ایسے ہی مکمل اور اعلیٰ ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ اس کو پہلی بار آزمانے کے زمانے (خیر القرون) میں شاندار اور بلند پایہ ہوئے تھے۔

مجھ جیسے بے مایہ کو انہیں کا ارشاد ہوا کہ اسکا ترجمہ سلیس اردو میں ہو جائے۔ چنانچہ میں نے ارشاد کی تعمیل کو سعادتِ دارین سمجھکر اپنی بساط کے موافق اس کام کو ختم کیا ہے اور جو کچھ مجھ سے بن پڑا ہے ناظرین کے سامنے ہے۔ اس سہل و ممتنع کام کی الجھنوں اور دشواریوں کا کچھ وہی حضرات بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں جنکو کبھی عربی سے اردو ترجمہ کرنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ عربی کی طرز تحریر۔ جملوں کی ترکیب محاورہ کی نوعیت۔ غرضیکہ ہر ایک چیز اردو سے بالکل مختلف اور جداگانہ واقع ہوئی ہے۔ اب اگر تحت اللفظ ترجمہ کیا جائے تو شاید گلابی اردو کی طرح ایک عجیب مضحکہ خیز صورت اختیار کر لے۔ اور اگر متن سے قطع نظر کی جائے تو ترجمے کی شان باقی نہیں رہتی۔ اور بہت ممکن ہے کہ اصل و ترجمے کے مابین مغائرت کی ایک عمیق خلیج حائل ہو جائے۔ چنانچہ انہی مجبوریوں سے میں نے جہاں تک ہو سکا ہے اپنی کوشش اس میں صرف کی ہے کہ ترجمہ متن کے قریب قریب ہونے کے باوجود بامحاورہ بھی ہو۔ اور اصل مطلب بھی فوت نہ ہونے پائے۔ اسی لئے بعض جگہ کچھ جملے بڑھائے گئے ہیں۔ اور کہیں بین القوسین (بریکٹ) سے کام لیا گیا ہے لیکن قرآن مجید کی آیات

Marfat.com

اور حدیثوں کے ترجمے دستورِ عام کے مطابق اکثر تحت اللفظ ہی لکھ دیئے گئے ہیں"
کمال احتیاط و محنت کے باوصف پھر بھی ممکن ہے کہ کہیں غلطیاں یا خامیاں
رہ گئی ہوں. خطا کار بندہ سے خطائیں ہی سرزد ہوتی ہیں۔
امید ہے کہ معزز ناظرین صفتِ خطا پوشی سے متصف ہو کر مجھے دعائے خیر سے
یاد فرمائیں گے۔ کیا عجب کہ ذرہ نواز سرکار اِس ناچیز خدمت کے صلہ میں اس اکسیر
کے ایک ذرّے سے میرے مس قلب کو کندن بنا دے۔ ؎

نظرت کیمیا است گر نگری
کہ مس قلب من چو زر گردد

وجئنا ببضاعة مزجاة فاوف لنا الكيل وتصدق علينا ان الله يجزي المتصدقين۔

فقط والسلام

حافظ محمد ہاشم مجددی

ٹنڈہ سائیں داد ضلع حیدرآباد سندھ
۲۵ - جون سنہ ۱۹۳۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر اسئلک العصمۃ والسداد واعوذبک من الزیغ والالحاد سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد ن المصطفی صاحب قاب قوسین او ادنی کما یلیق بعظیم شانہ ویکون احری وعلی اٰلہ واصحابہ البررۃ التقی وعلی من تبعھم بالاحسان والرضی

اما بعد فاعلم وفقک اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضی وجنبک عما تضل وتطغی ان مبنی النجاۃ الاخرویۃ علی الاعتقاد الصادق الجازم بما وعد اللہ ورسولہ من امور الاخرۃ المخالفۃ لعقولنا الناقصۃ کاحیاء الموتی بعد الفناء وعذاب القبر للفجار مع سلامۃ جسد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے پروردگار! تیری اس خیر کا جو تم نے مجھپر نازل فرمائی ہے میں محتاج ہوں۔ تیری بارگاہ سے عصمت و راہ راست طلب کرتا ہوں۔ اور گمراہی و کجروی سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیری ہی مقدس ذات کو پاکیزگی سزاوار ہے۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ مگر وہ جو تو نے ہمیں سکھلا دیا ہے بیشک تو دانا اور صاحب حکمت ہے"۔

ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ پر وہ رحمتیں، سلام، و برکتیں بھیج جو آپکی شان عظیم کے لائق و مناسب ہوں۔ نیز آپکے نیک و پرہیزگار آل واصحاب کو اور خوبی و رضامندی سے انکے تابع ہونیوالوں کو بھی ایسا ہی مورد الطاف فرما"۔

اما بعد جاننا چاہیئے، توفیق دے تمہیں خداوند تعالیٰ ان کاموں کی جنکو وہ دوست اور پسند رکھتا ہے اور بچائے رکھے تمہیں ان چیزوں سے جو گمراہی اور سرکشی کی باعث ہوں کہ نجات اُخروی کا مدار ایسے سچے اعتقاد پر ہے جو کہ امور آخرت کے متعلق اپنی سمجھ کی نارسائی اور عقل کی مخالفت و انکار کے باوجود بھی اللہ و رسول ؐ کے وعدہ پر ثابت و پختہ ہے جیسے فنا کے بعد مُردوں کا زندہ کرنا۔

(۲) کافر و فاجر کیلئے عذاب قبر کا ہونا۔ باوصف

الميت وعظام رديئة آثار العذاب عليه والحشر والنشر والميزان ميزان توزن الاعمال وهي من الاعراض والصراط وهو ادق من الشعر واحد من السيف ويمر عليه بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم كالريح العاصف وبعضهم كالراكب وبعضهم كالماشي وبعضهم يحبو حبوا وبعد ذلك اما روح وريحان الجنة واما عذاب وخسران جهنم وقد انكر جميع ذلك من كان في قلبه مرض اتباع عقولهم الناقصة والايمان الكامل اليقين الجازم بما نطق به القرآن واخبر به الرسول صلى الله عليه وسلم في صحيح الحديث وان كانت عقولنا الناقصة تابى من ذلك وان عقولنا ليست

اس کے کہ میت کا جسم سالم رہتا ہے اور بظاہر عذاب کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

(۳) حشر و نشر کا ہونا۔

(۴) نیک و بد اعمال کا تولنا۔ حالانکہ اعمال اعراض ہیں جو تُلنے کے قابل نہیں۔

(۵) صراط کو تسلیم کرنا (اس سے مراد وہ پل ہے جو قیامت کے دن دوزخ پر رکھا جائیگا اور اس سے بُرے اور بھلے سب گذرینگے) حالانکہ وہ پُل بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہوگا بعض لوگ اس سے اسقدر جلد گذر جائینگے جیسے بجلی کوند جاتی ہے اور بعض تیز ہوا کی طرح گذر جائینگے بعض کی رفتار سوار کے برابر ہوگی۔ بعض ایسا چلینگے جیسے پاپیادہ آدمی چلتا ہے۔ اور بعض پیٹ کے بل گھسٹتے ہوئے (جیسا کہ بچہ چلتا ہے) جائینگے۔ اس کے بعد یا تو جنت کی نعمتیں اور راحتیں سامنے ہونگی یا دوزخ کے عذاب و خواری سے پالا پڑیگا۔

ان سب امور دینیہ کا وہ لوگ جن کے دل میں اپنی عقل ناقص کی پیروی کا مرض موجود ہے انکار کر بیٹھتے ہیں

اور ایمان کامل کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ کلام مجید میں آچکا ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو امور احادیث صحیحہ میں ثابت ہو چکے ان پر پختہ یقین ہو اگرچہ ہماری سمجھ میں وہ باتیں نہ سما سکتی ہوں۔ اور فی الحقیقت ہماری عقل

كافية في ادراك المغيبات
والامور الخارقة للعادات
والدليل على نقصان
عقولنا المشاهدة للامور
العظيمة العجيبة التي
احدثها الحكماء الاوربية
في هذا الزمان من طيران
الاجسام الثقيلة في الهواء
وقطع مسافة الشهر في
اقل من نصف اليوم و
حبس الصوت في الآلة
الفونوية وحكاية ذالك
الصوت كما كان من غير
زيادة ولا نقصان وسماع
الاصوات من اقصى البلاد
في الكرة الارضية بذريعة
الصناديق التي احدثوها و
التلغرافات الهوائية وغير
ذالك مما يتحير فيه العقول
لا يهتدي الى كنه صنعتها
الا من كان ممارسا لتلك
الصنعة فهل يقبل عقل العقلاء
قديما وحديثا وجود هذه الامور
قبل الايجاد كذالك امور الآخرة

امورِ غیب اور ان امور کو، جو عادت مستمرہ کے خلاف واقع ہوتے ہوں پا بھی نہیں سکتی۔ ہم لوگوں کے نقصان عقل اور کوتاہی پر یہی دلیل کافی ہے کہ آئے دن یورپ کے فلاسفروں کی نت نئی عجیب و غریب ایجادیں دیکھ کر ہماری عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جیسے بھاری بوجھل چیزوں کو ہوا میں اڑانا (اشارہ ہے ہوائی جہاز کی طرف)

دنوں میں مہینوں کی مسافت طے کر جانا

آواز کو فونوگراف میں بند کر دینا اور اسکا بغیر کسی کمی بیشی کے اس آواز کو ادا کرنا۔

نہایت دور دراز ممالک سے بذریعہ ان بکسوں کے جن کو حال ہی میں ایجاد کیا گیا ہے (اشارہ ہے ریڈیو RADIO کی طرف) آواز سننا۔

اور جیسے ہوائی ٹیلیگراف وغیرہ وہ چیزیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور جن کی کنہ وحقیقت تک سوا اس شخص کے علاوہ جو ان ایجادات میں مہارت رکھتا ہو کسی کی پرواز عقل نہیں پہونچتی۔

تو کیا ان عجائبات کے ایجاد سے پہلے اگلے اور پچھلے دانشمندان کے وجود کو تسلیم کرتے؟

بالکل اسی طرح سے وہ امور آخرت جو کلام مجید میں مذکور ہیں ضرور واقع ہونے والے ہیں۔ اگرچہ ہماری عقل اس کی مخالفت پر تلی رہتی ہے۔

ایک ایسے شخص سے جس پر مجھے اعتماد ہے

التی نطق بها القرآن واقعة لا محالة وان کان العقل یابلها سمعت ممن اثق به ان احدا من عظماء السند ذهب الی بلاد الانکلیز قبل هذه السنة بنحو من سبعین سنة درای هناک الباخرة البریة المسماة بالریل فلما رجع الی السند اخبر بما رأی فکذبه اهل السند قاطبة ونسبوه الی الجنون فما رأی مخلصا الا السکوت فلما احدث الریل فی السند ورأوه عیانا ندموا علی تکذیبهم ایاه وعلموا انه کان صادقا فیما اخبر و هذا کله من قصور افهامنا وقلة عقولنا حیث مانفهم الا المحسوسات وما نصدق الا المالوفات فالنجات فی الاذعان والتسلیم واطمینان القلب بالیقین الجازم بما نطق به القرآن او اخبر به الصادق الامین صلی الله علیه وسلم من غیر تردد وتمحل وتسوف وتاویل قال الله تعالی فی محکم کتابه الم ذلک

میں نے سنا ہے کہ سندھ کے رئیسوں میں سے ایک صاحب تقریبًا ستر برس پہلے یورپ گئے تھے وہیں انہوں نے پہلے پہل ریل گاڑی دیکھی جب لوٹ کر سندھ آئے تو اس حیرت افزا چیز کا تذکرہ کرنے لگے اس بات پر سب لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ اور اس کو دیوانہ کہنے لگے۔ بیچارے نے سوائے اس کے چھٹکارا نہ دیکھا کہ خاموشی اختیار کرے۔ پھر جبکہ سندھ میں بھی ریل چلنے لگی اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ تب اس کے جھٹلانے پر پشیمان ہوئے اور جان گئے کہ واقعی اسکا کہنا ٹھیک تھا"

یہ ساری خرابی ہماری کوتاہ بینی اور قصور عقل ہی کی وجہ سے ہوتی ہے کہ ہمارا فہم محسوسات سے آگے نہیں بڑھتا اور ہماری تصدیق معلومات اور مالوفات کے دائرہ کے اندر ہی بند رہتی ہے بس نجات اسی میں ہے کہ جو کلام مجید میں آچکا ہے یا جو کچھ امین صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس پر ایمان لاکر تسلیم کریں۔ یہانتک کہ اپنے پختہ یقین پر اطمینان قلب کا درجہ حاصل ہو جائے اور اس میں کسی قسم کے تردد یا حیلہ جوئی کی آمیزش نہ ہو اور پس وپیش یا تاویل کی گنجائش نہ رہے حق تعالے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے الم

یہ ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ ان پرہیزگاروں کے لئے (اپنے اندر) ہدایت رکھتی ہے۔ جو (امور) غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

Marfat.com

الكتاب لا ريب فيه هدى
للمتقين الذين يؤمنون بالغيب
واكثر قصص القرآن العظيم
من هذا القبيل يعني من الامور
التي يأباها العقول المعاشية
كقصة قتيل بني اسرائيل و
احيائه بضرب بعض اعضاء البقرة
عليه واخباره بالقاتل وكقصة
موت عزير عليه السلام مع
دابته واحيائه بعد مائة عام و
كقصة ذبح الخليل عليه السلام
اربعة من الطيور وخلط لحم
بعضها ببعض ووضع اجزاء
اللحم على الجبال واحياء الجميع
بدعائه وكقصة اصحاب
الكهف ونومهم في
الغار ثلثمائة سنة و
تسع سنين ويقظتهم بعد
ذلك مع سلامة اجسادهم
وعقولهم وكقصة الخضر
مع موسى عليهما السلام و
كقصة نزول المن والسلوى
من السماء على امة موسى و
عيسى عليهما السلام

اور اکثر قرآن مجید کے قصّے اسی قسم کے ہیں کہ عقل معاشی (دنیاوی سمجھ) انکا انکار کردیتی ہے۔

چنانچہ (مثال کے طور پر مختصراً کچھ قصے لکھے جاتے ہیں تفصیل کلام مجید اور تفاسیر میں دیکھنا چاہئے)

بنی اسرائیل کے ایک مقتول کا جبکہ گائے کے بعض اجزا اس پر مارے گئے زندہ ہوجانا اور اپنے قاتل کا پتہ بتلانا"

حضرت عزیر علیہ السلام کا انتقال کرجانا۔ اور آپکے گدھے کا مرجانا اور سو سال کے بعد زندہ ہونا"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کو قیمہ بنا کر آپس میں خلط ملط کرنا اور تھوڑا تھوڑا حصہ متفرق پہاڑوں پر رکھکر انکو بلانا۔ اس پر سب کے اعضاء کا اصلی حالت پر آپس میں ملجانا اور پرندوں کا آپکے پکارنے سے دوبارہ زندہ ہوجانا"

اصحاب کہف کا تین سو نو (۳۰۹) برس تک غار میں سونا اور پھر اتنی مدت کے بعد بحالت ہوش و حواس و سلامتیٔ بدن بیدار ہونا"

حضرت موسیٰ کی حضرت خضر سے رفاقت اور اس قصّے کے محیر العقول واقعات"

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی امت پر مَن (ترنجبین) اور سلویٰ (بٹیریں) کا آسمان سے نازل ہونا"

Marfat.com

وكقصة هلاك فرعون وقومه في البحر ومرور موسى مع قومه من ذلك البحر بالسلامة وكقصة هلاك قوم لوط عليه السلام بانقلاب الارض عليهم وكقصة هلاك قوم هود عليه السلام بالريح العاصف وهلاك قوم صالح عليه السلام بالصيحة وكقصة تلقم الحوت ليونس عليه السلام والقائه بعد ثلاثة ايام او اكثر وكقصة عمل الجن لسليمان عليه السلام محاريب وتماثيل وجفان كالجوابي وقدور الراسيات مع انهم اجسام لطيفة وكقصة اتيان عرش بلقيس بدعوة من عنده علم الكتاب من قبل ان يرتد اليه طرفه وكقصة خروج ناقة صالح عليه السلام من الحجر ودخول فصيلها بعد عقرها في الحجر وكقصة هلاك عسكر الابرهة بالطيور الابابيل حيث ترميهم بحجارة من

حضرت موسیٰ ؑ کا اپنی قوم کے ساتھ دریا سے بسلامت گذر جانا اور فرعون اور اس کی قوم کا غرق اور ہلاک ہوجانا۔

لوط علیہ السلام کی قوم پر زمین کا الٹ پڑنا اور اس طرح سے ان کا ہلاک ہونا۔

قوم ہود علیہ السلام کو تیز ہوا کے عذاب سے ہلاک کرنا۔

قوم صالح علیہ السلام کا جبرئیل علیہ السلام کی چیخ کی ہیبت سے ہلاک ہونا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کا نگل جانا اور تین یا زیادہ دنوں کے بعد اگل دینا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے جنوں کا باوصف اجسام لطیفہ (ناری مادہ سے مخلوق) ہونے کے محرابیں اور تصویریں بنانا اور حوض کے برابر لگن اور نہ ہلنے والی دیگیں تیار کرنا۔

ملکہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عالم کتاب (یعنی آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمانؑ) کی دعا سے پلک جھپکنے سے پہلے پہنچ جانا۔

حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر کے ٹیلے سے اونٹنی کا نکلنا اور اسکی کونچیں کاٹنے کے بعد اس کے بچہ کا پھر اس ٹیلے کے اندر چلا جانا۔

ابرہہ (شاہ یمن) کے لشکر کا ابابیل پرندوں کے پختہ کنکریاں برسانے سے ہلاک ہونا۔

Marfat.com

سجیل وکقصۃ رفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء بجسدہ العنصری وحیوتہ فی السماء الوفا من السنین وکقصۃ المعراج لنبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ العنصری الی السموات العلیٰ ثم الی سدرۃ المنتھی ثم الی قاب قوسین او ادنی وملاقاتہ مع الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات ورجوعہ الی مضجعہ فی بعض اللیل حیث لم یبرد مضجعہ ولم تسکن حرکۃ حلقۃ بابہ وامثال ذالک من القصص العجیبۃ الغریبۃ التی اخبر اللہ سبحانہ نبیّہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فی القرآن العظیم ولا سبیل الی صحۃ تلک القصص للعقل الناقص المعاشی واما العقل الکامل المعادی فانہ یھتدی الیہ بالقبول والیقین الجازم المستفاض من انوار النبوۃ و

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسد عنصری کیساتھ آسمان پر اٹھایا جانا اور ہزاروں برس تک انکا زندہ رکھنا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جسم اطہر عنصری کے ساتھ معراج کے قصے میں بلند آسمانوں تک جانا۔ پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے جانا اور پھر وہاں سے آگے مقام قاب قوسین تک آپکا پہنچنا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ملاقات کرنا اور ایسے لمبے سفر سے اتنی دیر میں لوٹ آنا کہ آپکی خوابگاہ ابھی ٹھنڈی نہ ہونے پائی تھی اور دروازے کا کنڈا ہل رہا تھا۔"

یہ اور ان جیسے اور عجیب وغریب قصے جنکی خبر حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام پاک میں دی ہے ایسے ہیں کہ عقل ناقص انکو صحیح تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔

برخلاف اس کے وہ عقل کامل کہ جو معادی (اخروی) ہے ان کے قبول کرنے پر ہدایت یاب ہے اور انوار نبوت سے فیضیاب ہوکر ان پر پختہ یقین رکھتی ہے۔

اس لئے منادی حق زبان حال سے پکار کر کہتا ہے کہ اے فریب خوردہ"! اس عقل کو چھوڑ اور آگے بڑھو!"

منادی الحق ینادی بلسان الحال ایھا المغرور دع عقلک وتعال۔

قال الخليل عليه السلام رب
ارني كيف تحي الموتى قال اولم
تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي
فلما كان احياء الموتى بعد البلى خلاف
العقل ولا شك ان الخليل كان
مومنا به لكنه اراد رؤية قدرة
الله تعالى في كيفية احياء الموتى
واراد ان ينظر عجائب قدرته
رأى العين كما كان يومن به
رأى القلب وهذا السوال من
جملة رموز الخلة والمحبة فقال تعالى
وتقدس لخليله على ذلك الرمز
اولم تؤمن باحياء الموتى ايها الخليل
على سبيل الاستخبار وان كان الله
يعلم انه مؤمن به فقال الخليل
بلى ولكن ليطمئن قلبي اي
اومن به قلبا ايمانا جازما
يقينيا لكن لما كانت القضية
مخالفة للعقل والعقل متحير
فيها وتحير العقل تعارض
ايمان القلب فاضطرب
القلب وطلب عونا وهو
رؤية العين حتى يصير
ذلك الايمان بديهيا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروردگار عالم سے
یہ استدعا کی کہ اے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ تو
کس طرح مُردے زندہ کرتا ہے؟ حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ (اے ابراہیم) کیا (ابھی) تم ایمان نہیں لاتے
(ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا کہ بیشک (ابھی میرا
ایمان ہے) لیکن (یہ سوال اس لئے ہے) تاکہ میرا
قلب مطمئن ہوجائے۔ حضرت خلیل کو اگرچہ ابھی پختہ
ایمان تھا لیکن چونکہ مردوں کا بوسیدہ ہوجانے کے
بعد دوبارہ زندہ ہونا خلاف عقل تھا اس لئے وہ چاہتے
تھے کہ مُردوں کے زندہ کرنے کی کیفیت میں خداوند
تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کریں اور جسطرح سے کہ
قلب اپنی نظر کی بنا پر ایمان کامل رکھتا ہے آنکھیں
بھی عجائبات قدرت کے کرشموں سے بہرہ اندوز ہوں
اور چونکہ یہ سوال رموز خُلت و محبت کے قبیل سے تھا
اسی رمز کی بنا پر باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے
خلیل! کیا تو مُردوں کے زندہ کرنے پر ایمان نہیں
رکھتا؟" اگرچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کے
ایمان کا علم تھا۔ لیکن پھر انہیں کی زبان سے کہلوانے
کے لئے یہ ارشاد ہُوا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیل نے صاف
کہدیا کہ بلیٰ یعنی بیشک اس قدرت پر مجھے قلبی پختہ
یقین ہے لیکن بظاہر چونکہ یہ صورت عقل کے مخالف
ہے اور عقل اس حالت میں سراسیمہ رہجاتی ہے
اس لئے محض بلحاظ اطمینان قلب تاکہ تحیر عقل سے
جو اضطراب قلب کو لاحق ہوا ہے رائی العین یعنی

Marfat.com

قال تعالى فخذ اربعة من الطير الى اخر القصة - وقال العزير عليه السلام انى يحي هذه الله بعد موتها فلفظة انى بعد ايمانه باحياء الموتى صريحة فى كيفية الاحياء لا فى نفس الاحياء فاراه الله تعالى كيفية ذلك بان اماته الله مائة عام ثم بعثه ثم سأله على سبيل الاستخبار كم لبثت يا عزير قال لبثت يوما او بعض يوم لما كان اماتته وقت الصبح واحياءه وقت العصر ظن ان حيوته بعد مماته وقع فى ذلك اليوم قال تعالى وتقدس بل لبثت مائة عام فانظر الى طعامك وشرابك لم يتسنه وانظر الى حمارك ولنجعلك اية للناس وانظر الى العظام كيف ننشزها ثم نكسوها لحما فلما رائ تلك القصة راى العين قال اعلم ان الله على كل شئ قدير وقال الكليم رب ارنى انظر اليك فسؤل النظر اليه بعد ايمانه

مشاہدہ کی مدد سے اس کو زائل کرلیں اور ایمان بدیہی حاصل ہوجائے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اچھا چار پرندوں کو پکڑو ۔ آخر قصے تک۔ ۔ ۔ ۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے (ایک اجڑی ہوئی بستی کو دیکھکر) کہا تھا کہ ایسے ویرانے کو خداوند تعالیٰ کیونکر بسائیگا۔ لفظ "کیونکر" صاف بتلارہا ہے کہ مُردوں کے زندہ کرنے پر ایمان رکھنے کے ساتھ کیفیت زندگانی کا سوال ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اسکی کیفیت انہیں دکھلادی کہ سو سال تک ان کو مُردہ رکھا اس کے بعد انہیں زندگی بخشی اور بطریق استخبار ان سے دریافت فرمایا کہ "تم (یہاں پر) کتنا زمانہ ٹھیرے ہو" عزیر علیہ السلام نے جوابدیا کہ "ایکدن کامل یا دن کا اکثر حصہ ٹھیرا ہوں"۔ چونکہ حضرت عزیر کی موت صبح کے وقت واقع ہوئی تھی اور عصر کے وقت دوبارہ زندگی پائی تھی تو آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ آج ہی کا واقعہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ تم سو برس تک ٹھیرے ہو۔ پس دیکھ اپنے کھانے اور پینے کی طرف کہ (ابھی) سڑا تک نہیں اور اپنے گدھے کی ہڈیوں کو دیکھ کہ کیونکر ہم انکا ڈھانچ بناتے ہیں پھر ان کو گوشت پہنا دیتے ہیں"۔

جب اس سارے قصے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تو کہنے لگے کہ "بیشک! مجھے اب یقین کامل ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے"!

حضرت موسیٰ کا یہ سوال کہ "اے رب! مجھے اپنے

Marfat.com

برؤیة الله تعالیٰ فی الاخرة بلا
کیف کذلک کان لاطمئنان
قلبه برؤیة الله تعالیٰ رائ
العین لان العقل یابی رؤیة
بلا کیف فقال له تعالیٰ وتقدس
ایها الکلیم انک فی هذه الدار
الفانیة لا تستطیع رؤیتی التی
هی من النعم الاخرویة الباقیة
فان لم تعلم ذلک فانظر الی
الجبل الذی انجلی علیه ببعض
شؤنی فان استطاع الجبل مع
صلابته وعظمه وعدم حیوته
الحیوانیة واستقر مکانه فسوف
ترانی فلما تجلی ربه للجبل جعله
دکا وصار قطعا متلاشیة من
ھیبة الله تعالیٰ وخر الکلیم
صعقا من دھشة ذلک المقام
فلما افاق استغفر من ذلک
الطلب وقال تبت سبحانک
الیک من طلب رؤیتک فی
ھذه الدار وانا اول المؤمنین
برؤیتک فی الدار الاخرة
فسؤال الخلیل والکلیم و
العزیر علیھم السلام

مشاہدہ سے ممتاز فرمایئے"۔ اسی طرح اطمینان قلب کی خاطر تھا اس لئے کہ آخرت میں جو دیدار الٰہی بلاکیف ہونیوالا ہے اسپر آپ ایمان رکھتے تھے لیکن چونکہ دیدار بلاکیف سے عقل منکر ہے آپ یہ چاہتے تھے کہ یہ پردہ بھی اٹھ جائے اور ایکدفعہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو خطاب فرمایا کہ "اے کلیم! اس دنیائے فانی میں بھلا اس دیدار کی تاب کہاں لا سکتے ہو، جو آخرت کی پائدار نعمتوں میں اعلیٰ درجہ رکھتا ہے!! اگر اس بات کی سمجھ میں دقت ہو رہی ہے تو پھر اچھا ہے! ایک جھلک پہاڑ پر ڈالی جاتی ہے اگر وہ اپنی بڑائی، سختی، صلابت، اور بیجان ہونے کے باوجود اس جھلک کو سنبھال سکا اور اپنے مکان پر ٹھیرا رہا پھر تم بھی دیکھ سکو گے لیکن" جب حضرت ربوبیت نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسے ریزہ ریزہ کردیا اور ہیبت خداوندی سے اس کے پراگندہ ٹکڑے تتر بتر ہو گئے اور حضرت کلیم اس مقام کی دہشت سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب آپکو افاقہ ہوا تو اس بے جا سوال پر استغفار پڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ تقدس و پاکی تمہیں ہی سزاوار ہے اس دنیا میں دیدار کے طلب کرنے سے میں توبہ کرتا ہوں اور آخرت کے دیدار پر سب سے پہلے میں ایمان لاتا ہوں"!

اگر غور کیا جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت

Marfat.com

کلهم على نمط واحد من الطمينان القلب بالامور المخالفة للعقل ولما كان نبينا وسيدنا محمد المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم في غاية من الاطمينان ما طلب الاطمينان قط وما احوجه الله الى ذلك السوال ولكن قال له وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما و من جملة ما علمه احياء الموتى و رؤية الله تعالى بلا كيف و اكثر ما كان وما سيكون حتى ان احدا من خواص اولياء امته يقول لو كشف الغطاء ما ازددت يقينا ولما كان الحبيب صلى الله عليه وسلم مامورا باتباع ملة الخليل وهو

خلیل یا حضرت کلیم اور حضرت عزیر علیہم السلام سب کا سوال ایک ہی ڈھب کا ہے یعنی وہ باتیں جو مخالف عقل ہیں۔ ان کے لئے اطمینان قلب کے اسباب طلب کرنا۔

لیکن ہمارے آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداہی سے اس قدر اطمینان رکھتے ہیں کہ کبھی بھی اطمینان کے طالب نہ ہوئے اور نہ خداوند تعالیٰ نے انہیں اسکا محتاج بنایا بلکہ یہ فرمایا کہ "جو کچھ تم نہیں جانتے تھے وہ سب تمہیں سکھا دیا ہے اور فی الواقع خداوند تعالیٰ کا تم پر بڑا احسان ہے"

منجملہ ان امور کے مُردوں کا زندہ کرنا۔

اور بلا کیف دیدار الٰہی سے (شب معراج شریف میں) مشرف ہونا ہے۔

اور اکثر وہ باتیں جو ہو گئی ہیں یا ہونیوالی ہیں ان کا بھی آپکو کامل علم عطا کیا گیا۔ یہانتک کہ اولیائے اُمت کے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ "اگر یہ پردہ آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ جائے تب بھی میرے علم و یقین میں اضافہ نہ ہو"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ اطمینان کلی عطا فرمادیا گیا ہے مگر جبکہ بارگاہ الٰہی سے

لہ ولا يلزم من هذا افضلية غير النبي على النبي كما زعم كان الفضيلة الجزئية لا تصادم الفضل الكلي ۱۲ منه

لہ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی
(مترجم)

Marfat.com

بعونہ تعالیٰ کان مستغنیا عن طلب الاطمئنان فقال تعالیٰ و تقدس لامتہ التی ھی خیر الامم ان کنتم تطلبون اطمئنان القلب فاذکرونی اذکرکم وقال الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ومنادی الحق ینادی بلسان الحال ایھا المسکین دع عقلک وتعال۔

فصل

اعلم یا اخی نور اللہ قلبک بنور الایمان ان کلامنا فی ھذہ الرسالۃ مع من یدعی الاسلام ویؤمن بالقرآن وبالرسول الذی ارسلہ اللہ تعالیٰ الی کافۃ الخلق بشیرا ونذیرا و اما الخارجون عن دائرۃ الاسلام المغترون بعقولھم الناقصۃ فھم کالانعام بل ھم اضل سبیلا ولا کلام لنا معھم ثم اعلم ان العقل علیٰ قسمین عقل المعاش و عقل المعاد واللہ جل سلطانہ لما خلق الانسان فی احسن تقویم

ملتِ ابراہیمی کے اتباع (پیروی) کا حکم ہے اس لئے حضورؐ کی اُمت کو جو خیر الامم کے خطاب سے ممتاز ہے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم قلبی اطمینان کے طلبگار ہو" تو مجھے یاد کرو میں بھی تم کو یاد کروں گا اور فرمایا کہ" بیشک ذکرِ الٰہی سے ہی قلب کو اطمینان اور تسکین ہوتی ہے"!

اسی لئے منادی حق (فرشتۂ غیب) زبان حال سے پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے عاجز! اس عقل کو چھوڑ دو اور آگے بڑھو!

فصل

اے میرے عزیز بھائی! "حق تعالیٰ تمہارے قلب کو نورِ ایمان سے منور فرمائے" جاننا چاہیے کہ اس رسالے میں ہمارا روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہے جو مدعی اسلام ہیں اور قرآن مجید اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کو حق تعالیٰ نے تمامی مخلوق کے لئے بشیر و نذیر (خوشخبری دینے والا ڈرانے والا) کرکے بھیجا ہے ایمان لا چکے ہیں لیکن وہ لوگ جو دائرۂ اسلامی سے خارج ہیں اور اپنی عقل ناقص کے دھوکے میں پھنس چکے ہیں۔ یہ ہماری گفتگو ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہیے کہ عقل دو قسموں پر ہے (۱) عقل معاش (۲) عقل معاد۔

جبکہ حق تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت پر بنایا

اعطاہ مادۃ العقلین جمیعًا فطرۃ فمن اجتہد فی تنویرہما وجد النتائج المرتبۃ علیہما ومن اختار احدہما وجد النتائج المرتبۃ علی احدہما و لعلک تقول ان الاجتہاد فی تنویرہما لا یکون الا بالعقل فصار الہدایۃ الی العقل بالعقل ویتحد السبب والمسبب وذا باطل. فالجواب ان الہدایۃ الی العقل لیس بالعقل بل بالتقدیر الالٰہی قال اللہ تعالیٰ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا ثم عقبہ بقولہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ و انما قلنا ان الفطرۃ الانسانیۃ قابلۃ لقبول العقلین جمیعا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او یمجسانہ او ینصرانہ الی اخر الحدیث فعقل المعاش

تو اسکی فطرت میں دونوں عقلوں کا مادہ تفویض فرمایا پھر جس شخص نے دونوں کو اپنی کوشش سے روشن کیا تو جو نتائج اور ثمرات دونوں پر مرتب ہو سکتے ہیں ان سب سے وہ بہرہ اندوز ہوا اور جس نے ایک ہی عقل کو اختیار کیا تو نتائج بھی اسی ایک پر محصور رہے۔"

شاید تمہیں یہ خدشہ ہو جائے کہ عقل کے روشن کرنیکی کوشش بھی تو عقل کے ذریعہ سے ہوگی. گویا ہدایت کی جا رہی ہے عقل کی جانب عقل ہی کے واسطے سے اس صورت میں اتحاد سبب اور مسبب لازم آتا ہے حالانکہ وہ باطل ہے؟"

اسکا جواب یہ ہے کہ عقل کیطرف ہدایت عقل کے وسیلہ سے نہیں بلکہ بواسطہ تقدیر الٰہی ہوتی ہے کلام مجید میں ہے:" جس شخص نے چاہا اپنے پروردگار کا راستہ پکڑا۔" یہ فرما کر ارشاد ہوا کہ " تم مشیت الٰہی کے بغیر کچھ بھی نہیں چاہ سکتے۔" (اسی سے یہ گتھی کھل جاتی ہے)

ہم نے جو کہا ہے کہ انسانی فطرت دونوں عقلوں کے قبول کرنے کی لیاقت رکھتی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ اسکے بعد اس کے والدین اسے یا یہودی کر دیتے ہیں یا مجوسی کر لیتے ہیں یا نصرانی بنا لیتے ہیں الحدیث۔"

(١) پھر عقل معاش، مصالح جسمانی کی

Marfat.com

یھدیك الی مصلحة جسمك من حصول اسباب الارزاق والراحات البدنیة من المسکن والملبس والمنکح وغیرذلك من اللوازم البشریة وعقل المعاد یرشدك الی اصلاح روحك من حصول اسباب الراحة الابدیة والخلود فی دار النعیم والنجاة من العذاب الالیم وانما قلنا حصول اسباب الارزاق لان الانسان غایة سعیه فی حصول اسباب الارزاق واما الارزاق فھی بقدرة الله تعالیٰ ولا مدخل لسعی الانسان فیه فربما وجد سبب الرزق ولا یوجد الرزق ویتلف لتقدیر والمراد من السبب ھنا العلامة الظاھرة لان السبب الحقیقی لا یتخلف المسبب عنه وکذا الحال فی حصول اسباب الراحة الابدیة ویشترك معك فی عقل المعاشی جمیع الحیوانات والبھائم فان

ہدایت کرتی ہے جیسے اسباب رزق فراہم کرنا راحات بدنیہ مکان، لباس اور نکاح کا حاصل کرنا۔ اور اسکے ماسوا سب انسانی حوائج و لوازم اسکے تحت میں آجاتے ہیں"

(۲) اور عقل معاد یا ملایات روحانی کیطرف رہبری کرتی ہے جیسے اسباب راحت ابدی کو پالینا، جنت کی نعمتوں سے ہمیشہ کیلئے ہمکنار رہنا اور دردناک عذاب سے اپنے کو چھڑالینا، یہ سارے امور اسی عقل کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

ہم نے اسباب رزق کہا ہے نہ خود رزق اسکا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی منتہائی کوشش یہ ہے کہ اسباب فراہم کرلے لیکن خود رزق کا حاصل کرنا یہ انسان کی طاقت سے خارج ہے اسلئے کہ یہ امور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ انسان کی کوشش کو ان میں کچھ دخل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات سبب رزق . . . پایا جاتا ہے لیکن تقدیر کی رو سے بنا بنا یا کھیل بگڑ جاتا ہے"

اور سبب سے بھی یہاں پر مراد علامت ہے نہ سبب حقیقی اسلئے کہ وہ سبب سے متخلف (خلاف) نہیں ہوتا۔ اور یہی حال راحت ابدی (یعنی نجات اخروی) کا ہے کہ انسان محض اعمال میں کوشش کرسکتا ہے البتہ نجات عطا فرمانا حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور عقل معاشی میں انسان کیساتھ سب حیوانات شریک ہیں اسلئے کہ کل حیوانات جن کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور

جمیع البهائم والحیوانات باقسامها
الکثیرة التي خلقها الله تعالی
حتی قیل ان انواع العالم یصل
بکثرتها الی ثمانیة عشر الف
عالم والانسان منها عالم
واحد یهتدون الی حصول
ارزاقها حسب ما یصلح
لذواتها فمنها ما یاکل الحبوب
کبعض الطیور یهتدون الی
حصول الحبوب ومنها ما یاکل
اللحوم کبعض الطیور والسباع
یهتدون الی حصول اللحوم و
منها ما یاکل الحیتان والحشرات
المائیة یهتدون الی حصول
الحیتان والحشرات المائیة
ومن العالم ما یصلح لذواتها
النباتات الارضیة یهتدون
لحصول ارزاقها النباتیة و
منها ما یتقوتون بالهواء
فیهتدون لحصول الهواء ومنها ما
یتضررون بالهواء کالحیوانات البحریة
فیهتدون الی مادة تمنعها من
الهواء فجمیعهم تغدو خماصا
وتروح بطانا لان خالقهم هو

ان کے انواع کا شمار اٹھارہ ہزار تک کیا گیا ہے۔ (اور انسان بھی ان میں سے ایک نوع ہے) یہ سب جو رزق انکے لئے مناسب ہے۔ اس کی تحصیل میں نہایت اچھی طرح ہدایت یاب ہیں۔"

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو دانے چگتے ہیں جیسے بعض پرندے یہ دانوں کے حاصل کرنے کے لئے ہدایت یاب ہیں۔

اور بعض ان حیوانات میں سے ایسے ہیں جو گوشت کھاتے ہیں جیسے بعض پرندے اور درندے وہ گوشت کے حصول پر ہدایت یاب ہیں۔

اور ان میں سے بعض مچھلیاں اور دریائی کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں۔ وہ بھی ان چیزوں کے پیدا کرنے کے لئے ہدایت پائے ہوئے ہیں۔

اور ایک جنس حیوانات میں سے ایسی ہے جن کے لئے نباتات (سبزی) مناسب ہے وہ اپنے نباتی رزق حاصل کرنے پر ہدایت یافتہ ہیں۔

اور بعض ایسے ہیں جنکی غذا ہوا ہے انکی ہدایت ہوا ہی کی طرف ہے۔

اور بعض پھر ایسے ہیں جنکو ہوا ضرر کرتی ہے جیسے دریائی جانور وہ ایسے مادہ کی طرف ہدایت یاب ہیں جو ان سے ہوا کو روکتا ہے۔

پس یہ سارے صبح کرتے ہیں اس حال میں کہ بھوکے ہوتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو سیر ہوتے ہیں اسلئے کہ جو ان کا خالق ہے وہ رازق بھی ہے۔

Marfat.com

رازقھم قال اللہ تعالیٰ و ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتاب مبین وجعل حیاۃ جمیع الحیوانات من الماء قال اللہ تعالیٰ و تقدس وجعلنا من الماء کل شیٔ حی فسبحان من یعلم مثاقیل الجبال و مکاییل البحار وعدد قطر الامطار و عدد اوراق الاشجار و عدد ما یختلف بہ اللیل والنہار ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ای معلومات اللہ فھذا العقل الناقص الذی اشترکت فیہ معک جمیع الحیوانات کیف یرشدک الی تصدیق الامور الاخرویۃ والی تصدیق قصص الامم الماضیۃ المذکورۃ فی القرآن والی تصدیق معجزات الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام فان معجزات الانبیاء من لدن

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کوئی جاندار ایسا زمین پر نہیں کہ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور سب کی قرارگاہ اور جائے بازگشت سے وہ خبردار ہے یہ ساری باتیں ایسے کتاب میں ہیں جو واضح اور روشن ہے۔" اور سب حیوانات کو پانی سے زندگانی بخشی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے "اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا ہے۔" پس تقدس پاکی اُسی ذات کو سزاوار ہے جو پہاڑوں کے بوجھ (وزن) دریاؤں کے اندازے (پیمانے) بارش کی بوندوں کے عدد، درختوں کے پتوں کے شمار، اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے کے حساب پر اسکا علم محیط ہے۔" جس قدر زمین پر درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر اسے مدد دے (روشنائی بنے) اس کے بعد سات دریا آ کے مدد دیتے رہیں۔ تب بھی خداوند تعالیٰ کے کلمات تمام نہ ہوں۔" کلمات سے مراد معلوماتِ الٰہی ہیں۔"

پس یہ عقل ناقص جسمیں تمہارے ساتھ سارے حیوانات شریک ہیں تمہیں تصدیق امور آخرت کی طرف یا ان گذشتہ اُمتوں کے قصوں کی طرف جو قرآن مجید میں مذکور ہیں یا معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف کس طرح ہدایت کر سکتی ہے۔

اس لئے

کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات حضرت

ابو البشر

ابی البشر آدم علیہ السلام
الی زمن نبینا خیر البشر
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
من ان یحصی بل لا یعلمھن
الا اللہ تعالی فان عقل المعاش
عاجز عن ادراک حقیقة
المعجزات ولذا سمیت معجزات
حیث عجزت عقول الناس
عن ماھیتھا وکیفیتھا فعقل
المعاش المحصور فی دائرة
البرھان العقلی کیف یصدق
شق القمر باشارتہ او حنین
الجذع لمفارقتہ او نبع الماء
بین اناملہ او شبع الوف
من الناس بصاع شعیر مثلا
ام کیف یصدق صیرورة
العصا ثعبانا وماء البحر حیطانا
وید موسی علیہ السلام بیضاء
والجبل فوق بنی اسرائیل سماء
ام کیف یصدق ابراء الاکمہ
والابرص واحیاء الموتی وخلق
الطیر من الطین وطیرانہ
فی الھواء بدعوة عیسی
علیہ السلام ام کیف یصدق

آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے
سوا کسی کے علم میں
نہیں سما سکتے۔

اور درحقیقت معجزات کے ادراک سے عقل معاش عاجز ہی ہے اور معجزات انہیں کہا ہی اسلئے جاتا ہے۔ کہ لوگوں کی عقل اس کی ماہیت اور کیفیت کی سمجھ سے عاجز ہے۔

پس خود ہی سمجھ لو کہ عقل معاش جو دائرہ برہان عقلی میں محصور ہے۔ کیا امور ذیل کی تصدیق کر سکتی ہے۔ معجزہ شق القمر جو آپکے اشارہ سے ہوا"

ستون حنانہ (استن حنانہ) کا آپکی مفارقت کیوجہ سے رونا اور فریاد کرنا!

آپکی مبارک انگلیوں کے پوروں سے پانی کے چشمہ کا پھوٹ پڑنا!

ہزاروں آدمیوں کا ایک صاع (چار سیر کا پیمانہ) جو سے سیر ہونا!

اور کیا یہ عقل باور کر سکتی ہے کہ عصائے موسیٰ اژدہا بنجائے اور سمندر کا پانی دیوار بنے اور حضرت کلیم کا ہاتھ سورج کیطرح چمکتا ہوا سفید ہو جائے اور بنی اسرائیل پر پہاڑ آسمان کیطرح سروں کے اوپر آجائے!

اور کیا ایسی عقل مان سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مادر زاد اندھا اور

Marfat.com

ان يصير نار نمرود بردا وسلاما
على ابراهيم الخليل عليه السلام
وعلى هذا القياس ولا يرشد
هذا العقل الناقص الى تصديق
كرامات الاولياء المشهورة
المتواترة حيث لا يسع انكارها
لجاحد فضلا عن جاهل
فاذا كان هذا العقل لا يهتدي
الى قصص القران ولا الى
تصديق معجزات الانبياء
عليهم السلام
ولا الى كرامات
الاولياء المعدودات
من البديهيات لعموم
التواتر بها فكيف
يهتدي الى تصديق
عذاب القبر وتفريجه
ودخول الملك للسؤال
وخروجه
وضغطة القبر
وسعته سبعون
ذراعا وحشر جسدك
بعد الفناء والبلاء بل نشره
في الهواء

کوڑھی تندرست ہو جائیں اور مُردوں کو قم باذن اللہ کہکر زندہ کردیں۔ اور مٹی سے ایک پرندے کی صورت بنا کر اس کو ہوا میں اُڑائیں؛

اور کیا یہ عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ خلیلؑ کے لئے نمرود کی دُھکتی ہوئی آگ ٹھنڈی اور باعث سلامتی بن جائے۔ وعلی ہذا القیاس"؛

نیز یہ عقل ناقص تمہیں کرامات اولیائے کرام کی تصدیق کی بھی ہدایت نہیں کر سکتی جو زیادتیٔ شہرت کی وجہ سے حد تواتر کو پہنچ چکے ہیں۔ اس طرح پر کہ منکر کو بھی ان میں انکار کرنے کی گنجائش باقی نہیں۔ چہ جائیکہ سمجھدار آدمی کو؛

پس جبکہ یہ عقل قصص کلام مجید، معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، کرامات اولیائے کرام کی طرف بھی جو عموم تواتر کی بنا پر بدیہیات میں شمار کئے جانے لگے ہیں۔ کچھ رہبری نہیں کرتی تو تمہیں کیسے ہدایت کریگی۔ ان امور کی تصدیق کی طرف جو بعد میں واقع ہونیوالے ہیں مثلاً:-

عذاب قبر اور اس کی کشادگی۔

سوال جواب کے لئے فرشتوں کا داخل ہونا اور نکلنا۔

قبر کا میت کو بھینچ لینا۔

ستر گز تک اس کا فراخ ہو جانا۔

اور جسم کا فنا اور بوسیدہ ہونے بلکہ ہوا میں پراگندہ ہو جانے کے بعد اٹھانا۔

52892

Marfat.com

ام کیف السبیل بھذا العقل
الی احوال یوم القیمۃ و
اھوالھا من الحساب والمیزان
والصراط والجنۃ ودوام
نعمھا ابد الآبدین والنار
ودوام المھا ابد الآبدین
فکیف ترجی النجاۃ من عذاب
اللہ تعالی بھذا العقل
السقیم السخیف فعلیک ایھا
العاقل باتباع العقل الاخروی
الماخوذ من مشکوۃ صدور
الانبیاء علیھم الصلوۃ
والسلام ۔

فصل ولعلک
تقول ان العقل المعاش وان
کان قاصرا فی الامور الاخرویۃ
من تصدیق الحکایات المرویۃ لکنہ
کامل فی درک المحسوسات وبذلک
یمکن لہ ادراک معقولات منجیۃ
فی الآخرۃ نقول لا یمکن اما سمعت
حکایات الحکماء الیونانیۃ کافلاطون
واقرانہ فانھم کانوا علی درجۃ
من العقل المعاشی یدعون
بین الناس بالحکماء الالہیۃ و
کانوا یھذبون اخلاقھم وتو

آیا اس عقل کے ذریعہ کوئی سبیل ہے کہ وہ حالات اور ہولناک واقعات جو قیامت کے دن پیش آنیوالے ہیں معلوم کئے جاسکیں جیسے حساب، میزان، صراط، جنت اور اس کی نعمتوں کا ہمیشہ کے لئے پائدار رہنا، دوزخ اور اس کی عقوبتوں کا غیر منقطع ہونا۔

پس کیا خداوند ذوالجلال کے عذاب سے ایسی سقیم اور سبک عقل کے ذریعہ نجات کی امید کی جاسکتی ہے؟ جب نہیں! تو پھر اے سمجھ والو! تمہیں اُس عقل کی پیروی کرنی چاہیے جو اخروی ہونیکے ساتھ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منور سینوں سے لیگئی ہے؟

(**فصل**) شائد تم یہ کہدو کہ عقل معاشی اگرچہ امور اخرویہ وحکایات مرویہ کی تصدیق میں قاصر ہے لیکن جبکہ محسوسات کی سمجھ میں کمال رکھتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ اس کے درک میں ایسے سنجیدہ امور آجائیں جو عاقبت میں نجات دہندہ ثابت ہوسکیں؟

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات غیر ممکن ہے۔

کیا تم نے حکمائے یونان افلاطون اور ان جیسے اوروں کے قصے نہیں سنے؟ اگرچہ وہ عقل معاشی میں ایسا اعلیٰ درجہ رکھتے تھے کہ لوگ انہیں حکماء الٰہی کہتے تھے۔ انہوں نے اپنے اخلاق واقوال کو نہایت مہذب وشائستہ

Marfat.com

غاية التهذيب حتى قيل
ان افلاطون كان اكثر
جلوسه في المقابر ويبكي
بكاء كثيرا حيث يسمع صوت
بكائه قريبا من مسافة ميل
وكان كلامه موعظة وحكمة
لكنه مع ذلك كان قاصرا في
التوحيد والقدرة الالهية
وقال ان الواحد لا يمكن
ان يخلق الا واحدا في
ان واحد واول ما خلق
الله العقل الاول ثم
بمعاونته خلق الفلك الاطلس
اي العرش ثم بمعاونة
الجميع خلق السموات والارض
وانكر حشر الاجساد ووجود الجنة
والنار في القيمة وذهبوا
الى قدم العالم وابديته و
بلغ بعضهم دعوة عيسى
عليه السلام فقال نحن قوم
مهذبون لا حاجة لنا الى
من يهذبنا وبقوا محرومين
من السعادة الاخروية
المنوطة بالتصديق الجازم

بنا لیا تھا۔ یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ افلاطون کی بیٹھک اکثر قبرستان میں ہوتی تھی۔ اور اسقدر روتے تھے کہ ان کے رونے کی آواز تقریباً ایک میل کی مسافت سے سنی جاتی تھی اور ہمیشہ ان کی گفتگو حکمت و موعظت سے لبریز ہوتی تھی۔

لیکن ان سارے کمالات کے باوجود توحید اور قدرت الٰہی کے علم سے آخر تک قاصر رہے۔

ان کا قول تھا کہ ممکن نہیں کہ واحد (باری تعالیٰ) ایک آن (ساعت) میں ایک چیز کے علاوہ کچھ بھی پیدا کر سکے۔

اور کہتا تھا کہ پہلے پہل خداوند تعالیٰ نے عقل اول کو پیدا کیا پھر اس کی مدد سے فلک اطلس یعنی عرش کو پیدا کیا ہے۔ پھر دونوں کی مدد سے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور اس نے حشر اجساد اور قیامت کے دن جنت و دوزخ کے ہونیکا صاف انکار کر دیا ہے۔

اسیطرح سب حکمائے یونان عالم کو قدیم مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے فنا طاری نہیں ہو سکتی۔

انہیں سے بعض کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دعوت ایمان بھی جب پہنچی تو کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی مہذب اور روشن خیال ہیں ہمیں ایسے شخص کی کوئی ضرورت نہیں جو ہمیں تہذیب سکھائے۔ اسیطرح سے وہ امر سعادت اخروی سے محروم رہے جو نبی کے قول پر پختہ یقین [illegible]

Marfat.com

لقول الرسول واما قولك
انه کامل فی ادراك المحسوسات
ففیه نظر لانه قاصر فیه
ایضا لان تاثیر الکواکب
من المحسوسات وهل یدرك
بالعقل وجه التاثیر وسبب
تخصیص کل واحد منها
بالتاثیر المخصوص وکذا
تاثیرات الفلزات المعدنیة
والعقاقیر النباتیة فهل
یدرك بالعقل وان کان
افلاطونیا سبب سمیة
البیش وتریاقیة الجدوار
وهل یهتدی عقلك
الی برودة الطباشیر و
الصندل وحرارة الفلفل
والقرنفل ثم اسرح نظر
عقلك الی الحجر الذی تخرج
منه النار بضرب الفولاد علیه
الذی یسمی بالزند هل
النار من الحجر او من الفولاد
او من کلیهما وکل من الاوجه
مخدوشة یبطلها التجربة
بالبداهة وهل تعلم

تصدیق کرنے کے ساتھ وابستہ ہے"۔

اسی طرح تمہارا یہ کہنا کہ عقل معاشی محسوسات کے ادراک میں کامل ہے۔ یہ بھی مخدوش ہے۔ اس لئے کہ ہم مثالوں سے واضح کر دینگے کہ اس میں بھی عقل معاشی گم ہو جاتی ہے۔

مثلاً ستاروں کی تاثیرات محسوسات میں سے ہے۔ لیکن عقل ہرگز اس بات کو نہیں جان سکتی کہ ان کے اثر کی وجہ کیا ہے۔ اور ہر ایک کے ساتھ جو اثر مخصوص ہے یہ کیونکر ہے۔

اسی طرح سے معدنی دھاتیں اور نباتی جڑی بوٹیاں ہیں کہ عقل اگرچہ افلاطونی ہو بچھناک کی زہریت اور جدوار کی تریاقیت کی وجہ معلوم کرنے سے عاجز ہے"۔

کیا تم اپنے عقل سے بنسلوچن اور چندن کی سردی اور سیاہ مرچ اور لونگ کی گرمی دریافت کر سکتے ہو؟

پھر نظر عقل کو ذرا اور آگے وسعت دو اور اس پتھر کو دیکھو کہ جب اس پر فولاد رگڑا جائے ... ... تو اس سے آگ کی چنگاریاں نکلنے لگتی ہیں جس کو چکمک کہتے ہیں اور سوچو کہ یہ آگ پتھر کی ہے یا فولاد کی یا دونوں کی؛ حالانکہ یہ سب صورتیں مخدوش ہیں اور پوچ جن کو تجربہ کھلم کھلا باطل کر دیتا ہے"۔

اور کیا عقل قطب شمالی کے ساتھ مقناطیس کو جو

Marfat.com

بعقلك تعشق الحجر المغناطيس
بالقطب الشمالي هل لتعشق
من الحجر او من القطب او من
كليهما واى وجه لدوران
الابرة مع المغناطيس حيث
دار فان اردت الاختبار
فخذ ابرة وضعها في الطست
النحاسي ودوّر الحجر تحت
الطست ترى الابرة ترقص
في الطست وتدور حيث
ما دار وهل تعلم بعقلك
سبب جذب الكهرباء للتبن
والحشيش اليابس وان اردت
الاختبار فقابل الكهرباء
بالتبن ترى التبن يطير اليه
يلزق وهل يصدق عقلك
سبب ميل اناث النخل الى
ذكورها وكل ذلك مرئي
مشاهد وهل تعلم سبب
تاثير العين في المعيون و
السحر في المسحور وكلاهما
حق نطق بهما النصوص
ولقد تعلم ان علماء الهيئة
اثبتوا ببراهينهم كروية

عشق ہے اس کا بھید کھول سکتی ہے کہ یہ عشق اور چاہ، اس مقناطیسی پتھر کے طرف سے ہے یا قطب شمالی سے یا دونوں اسمیں گرفتار ہیں؟

اور کیا وجہ ہے کہ مقناطیس کے ساتھ سوئی پھرتی رہتی ہے؟ اگر اس بات کا تجربہ چاہو تو ایک سوئی کو تانبے کی طشت میں رکھو اور مقناطیس کو طشت کے نیچے گھماتے رہو تو پھر یہ تماشہ دیکھ لوگے کہ سوئی کیسے ناچتی ہے۔ اور کیسے مقناطیس کے گھمانے سے سوئی گھومتی رہتی ہے۔

اور کیا عقل جان سکتی ہے کہ تنکے اور خشک گھاس کو جو کہربا کھینچتی ہے اسکا سبب کیا ہے اگر اس کو بھی آزمانا چاہو تو ایک تنکے کو کہربا کے سامنے رکھدو تو یہ بھی دیکھ لوگے کہ کیسے تنکا اڑ کر کہربا سے چمٹ جاتا ہے؟

اور کیا تمہاری عقل مان سکتی ہے کہ نر کھجور کے پیڑ کی طرف مادہ کھجور کے جھک جانے کا کیا سبب ہے؟

حالانکہ یہ سارے امور دیکھے ہوئے اور مشاہدات میں سے ہیں۔ اور کیا تم جان سکتے ہو کہ نظر بد لگجانے اور سحر کے تاثیر کرنیکا کیا سبب ہے؟ حالانکہ یہ دونوں ثابت اور حق ہیں۔ جنکا نصوص میں بھی ذکر ہے؟

پوشیدہ نہ رہے کہ فن ہیئت کے علمانے اپنے دلائل و براہین سے زمین کی کرویت (گول ہونے

الارض وكتب الجغرافية تصدق ذلك والسيّاحون مصدقون لكروية الارض واقوى الدلائل على ذلك طلوع الشمس في الهند وقت غروبها في الامريكية و طلوعها في الامريكية وقت غروبها في الهند ومن المعلوم ان الارض معلقة في الهواء وتبعد السماء عنها من كل جانب مسيرة خمسمائة عام كما نطقت بذلك النصوص فهل يدرك بالعقل قيام الاجسام الثقيلة الارضية في الهواء بغير عماد واما دليل المذكور في علم الهيئة من ان هناك جاذبًا في وسط الارض يجذب الى نفسه جميع الاجزاء الارضية فغير تام فيما نحن فيه لانا نقول سلمنا ان جاذب الارض يجذب الى نفسه جميع الاجزاء الارضية فجميع الارض بجاذبها ومجذوبها من الجبال والبحار والاثقال

ثابت کیا ہے۔ جغرافیہ کی کتابیں اور سیاح بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور سب سے قوی دلیل اس پر یہ ہے کہ جس وقت ہندوستان میں سورج کا طلوع ہوتا ہے اسی وقت امریکہ میں غروب ہوتا ہے۔ اور وہاں کے طلوع کے وقت یہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ (یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب زمین گول ہو)

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ زمین ہوا میں معلق ہے اور آسمان اس کے چہار طرف سے پانسو برس کی مسافت پر دور واقع ہے۔ جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے۔

اب کیا عقل کے ذریعہ ایسی بھاری اور بوجھل اجسام ارضیہ کا بغیر کسی ستون کے ہوا میں لٹکا ہوا رہنا سمجھ میں آسکتا ہے؟

لیکن وہ دلیل جو فن ہیئت میں مذکور ہے کہ زمین کے درمیان ایک ایسا جاذب (کھینچنے والا) ہے جو سارے اجزای زمین کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ تو وہ دلیل بیکار ہے۔ ہمارے مدعا سے سروکار نہیں رکھتی۔

ہم کہتے ہیں مان لیا کہ اس جاذب نے جمیع اجزائے ارضیہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ لیکن کل زمین اپنے جاذب اور مجذوب یعنی اتنے بڑے سمندروں اور بھاری پہاڑوں کے ساتھ بغیر ستون کے ہوا میں کیسے قائم رہتی ہے؟

Marfat.com

كيف قامت فى الهواء لغير عماد وأما انجذاب كواكب الفلك لها من الجهات الستة إلى نفسها فدليل ظني لا يفيد اليقين لأنه يحتمل أن يكون في تلك الكواكب قوة دفاعية من الجهات الستة فيدفعها كل واحد من نفسه فاستقامت في الهواء فإن قلت لا قلنا كما لا يجوز الاندفاع لا يجوز الانجذاب وإن قلت نعم قلنا جاء الاحتمال وزال الاعتماد ولئن سلم أن الأرض قائمة في الهواء بجذب الكواكب أو بدفعها فالأرض مع كواكبها الجاذبة أو الدافعة والسماء مع ما فيها إلى السماء التي فوقها إلى السموات السبع إلى الكرسي فقوام الجميع في الهواء بأي انجذاب أو بأي اندفاع فإن قلت قوام الجميع بأمر الله تعالى وقدرته قلت لِمَ لا تسلم

اس کے جواب میں یہ کہنا کہ پوری زمین کو کواکب (تارے) ہماوہ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ تو یہ دلیل ظنی ہے۔ مفید یقین نہیں۔ اس لئے کہ احتمال ہے کہ ان کواکب میں قوت دفاعیہ (دفع کرنے کی طاقت) ہو جو جہات ستہ (ہر طرف) سے روک رہے ہوں جس کی وجہ سے ہوا میں لٹک رہی ہو۔!

اگر تم کہو کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم کہینگے اگر اندفاع صحیح نہیں ہے تو پھر انجذاب کی صحت کیونکر تسلیم کریں اور اگر اندفاع کو مان لو تو ہم کہیں گے کہ اس صورت میں احتمال آگیا اور اعتماد زائل ہوا۔

اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ زمین ہوا میں جذب کواکب یا ان کے دفع سے قائم ہے لیکن ذرا نظر آگے بڑھاؤ اور دیکھو کہ پوری زمین خود کواکب جاذبہ یا دافعہ کے ساتھ اور پھر ایک آسمان ان چیزوں کیساتھ جو دوسرے آسمان تک اس میں ہیں۔ یونہی ساتوں آسمان کرسی تک یہ سب کیسے قایم ہیں اور یہاں پہ کونسا اندفاع ہے اور اس میں کیا انجذاب ہے۔!

اس مقام پہ پہونچکر بعد از خرابی بسیار اگر ہوش سنبھال لئے اور کہدیا کہ اس پورے مجموعہ کا قائم رہنا حق سبحانہ وتعالیٰ کے امر سے ہے ہم کہیں گے صحیح ہے۔ لیکن ابتدائے کار سے اس کو کیوں نہیں مان لیا۔ تاکہ اس

ذلك التقدير من اول الامر
و ذلك هو الطريق الاسلم
الاقوم لان القادر على
قوام السموات السبع فی
الهواء اليس بقادر على قوام
الارض فی الهواء و معذلك
ثلثة ارباعها البحر المالح والبحر
كروئ بكروية الارض والماء
بطبعه سيّال لا يكاد يستقيم
بالشكل الكروى فكيف تام
الماء فی الهواء بالشكل الكروى
وامثال ذلك كثير لمن تفكر
فی ملكوت السموات والارض
سبحانك ماخلقت هذا
باطلاً فثبت بما ذكرنا ان
عقل المعاش غير تام فی
ادراك المحسوسات الدنيوية
فكيف يدرك بهذا العقل
المعقولات الاخروية فان
قلت ان جميع ما ذكرت
من تاثيرات الكواكب و
خواص الفلزات المعدنية
والعقاقير النباتية وخروج
النار من الحجر و تعشق حجر

ساری دردسری سے چھٹکارا ہوتا"
اور حقیقت میں یہی طریقہ اسلم اور استوار ہے
اس لئے وہ قادر جو ساتوں آسمانوں کو ہوا میں
سنبھال سکے کیا وہ اتنی قدرت نہیں رکھتا کہ
صرف زمین کو ہوا میں لٹکا رکھے۔ باوصف
اس کے کہ زمین کی تین چوتھائیوں کو دریائی
شور گھیرے ہوئے ہے۔ اور سمندر بھی زمین کی
گردویہ کی بنا پر کروی (گول) ہے اور پانی بالطبع
سیال (بہنے والا) ہے جو کروی شکل پر قایم
نہیں رہ سکتا۔ تو اب بتائیے کہ پانی ہوا میں
اس کروی شکل کے ساتھ کیسے ٹھیرا ہوا ہے؟
جس شخص میں تفکر کا مادہ ہو اور وہ آسمان
اور زمین پر ایک دفعہ نگاہ عبرت دوڑائے تو
وہ اس قسم کے بہت سے امثال پا سکتا ہے۔

"پاکی ہے تیرے لئے تو نے ان چیزوں
کو عبث (بیکار) پیدا نہیں کیا"

پس اس سے جو ہم نے ذکر کیا ثابت ہوتا
ہے کہ عقل معاش جب محسوسات دنیویہ کی سمجھ
سے عاجز ہے تو معقولات اخرویہ ایسی عقل کے
ذریعہ کیسے دریافت کئے جا سکتے ہیں"
اگر تم کہو کہ ستاروں کے تاثیرات جڑی بوٹیوں
اور دھاتوں کی خاصیتیں، پتھر سے آگ کا نکلنا
مقناطیس کا قطب شمالی
اور لوہے سے عشق

المقناطیس بالقطب والحدید
وجذب الکهرباء للتبن
ومیل اناث النخیل الی
ذکورها واقامة الارض فی
الهواء مع ثقلها بامر الله
تعالی وتقدیره فانه تعالی
اودع التاثیرات فی الکواکب
والخواص فی الفلزات و
العقاقیر والتعشق فی الحجر
والکهرباء وخلق الارض
قائمة بغیر عمد فی الهواء
وان لم تدرک بها عقولنا
قلنا نعم سلمنا وصدقنا
ان جمیع ذلک بامر الله
تعالی وقدرته القاهرة
وحکمته التامة وذلک عین
مقصودنا اذا کانت قدرة
الله تعالی صالحة لجمیع
هذه الامور العجیبة
الغریبة البعیدة عن
ادراک افهامنا افلم تکن
تلک القدرة الکاملة
صالحة لایجاد ما بعد عن
ادراک عقولنا من امور الآخرة

کہربا کا تنکے کو کھینچنا، مادہ کھجور کا نر کھجور کی طرف جھک جانا، زمین کا ایسے بوجھل ہونے کے ساتھ ہوا میں قائم رہنا، غرضیکہ یہ ساری باتیں جو مذکور ہوئیں سب کی سب حق تعالیٰ کی تقدیر اور امر سے ہو رہی ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے ہی ان اشیاء میں یہ تاثیریں اور خاصیتیں رکھی ہیں۔ اگرچہ ہماری عقل ان کو سمجھ نہیں سکتی۔

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور تصدیق کرتے ہیں کہ ساری باتیں حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ اور حکمتِ کاملہ کے کرشمے ہیں۔ اور یہی ہمارا ادعا و عین مقصود ہے

لیکن سوچنا چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ کی قدرت جب ہمیں یہیں ایسے عجیب و غریب امور جن سے ہماری عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں دکھا رہی ہے تو کیا ایسی قدرت کاملہ ان امورِ آخرت کو جو ہماری عقل کے احاطہ سے باہر ہیں وجود میں نہیں لا سکتی؟

فان قلت نعم حصل المقصود وارتفع النزاع وان قلت لا فذلك تحكم وتعصب بل تجهل وتحمق۔

فصل

فاذا علمت يا اخي فساد هذا العقل وكساده وقلة تدبره في امور معاده فاتركه هملا ولا تتبعه عملا واذا تيقنت قصوره وفتوره فالنجاة النجاة من اتباعه واستعمال مقدماته واستخراج نتائجه فانه يضلك ويهوي بك الى قعر جهنم واحذر عن مقدماته الفاسدة في مقابلة اوامر الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم ووعدهما ووعيدهما فان المشئوم يقيس الغائب على الشاهد ويلقن من تلبيسات الشيطان المارد فالله الله عن اتباعه

اگر اس بات کو مان لو تو بس نزاع اٹھ گیا اور مقصود حاصل ہوا۔

اور اگر اس پر بھی نہ مانو تو اس کا کیا علاج ہے۔ یہ سراسر ہٹ دھرمی اور تعصب ہوگا بلکہ نتیجہ جہالت وحماقت۔"

فصل

برادر عزیز! جب اس عقل کے فساد اور قصور کو دیکھ چکے اور امور آخرت میں اس کی کم مایگی کو جان چکے۔ تو اب اسے بے کار ہی رہنے دو اور کسی کام میں اس کی اطاعت نہ کرو۔ اور جب تمہیں اس کے قصور اور فتور کا یقین ہو گیا ہے تو خدارا اس کی پیروی کرنے سے پرہیز کرو اور اس کے مقدمات بنانے اور نتائج نکالنے کے داؤ سے بچے رہو۔ کیونکہ یہ تمہیں گمراہ کر کے قعر جہنم میں گھسیٹ لے جائیگی۔ اور خدا ورسول ﷺ کے اوامر (احکام) اور وعدہ وعید کے مقابلہ میں کبھی اس عقل ناقص کے مقدمات کو مت لانا۔ اس لئے کہ کمبخت اور منحوس ہی غائب (آخرت) کو حاضر (دنیا) پر قیاس کیا کرتا ہے اور شیطان مردود کے دھوکوں سے تلقین پاتا ہے"

دُہرا دُہرا کر بار بار کہتا ہوں کہ کہیں اسکے

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ افرایت من
اتخذ الٰھہ ھواہ و اضلہ
اللہ علی علم و ختم علی سمعہ
و قلبہ وجعل علی بصرہ
غشاوۃ فمن یھدیہ من
بعد اللہ و اتبع العقل الاخروی
الذی یھدیک الی الصراط
المستقیم لانہ ماخوذ من
نور النبوۃ و الفیضان
الالٰھی علی قلب المومن و
انہ کالشمعۃ فی الظلمۃ و
انہ کالمرشد الھادی فی
الفلوات وانہ العون فی
المھلکات فاتبعہ ولازمہ
ولا تترکہ ابدا ماحییت فانہ
منجیات من الموبقات و
یھدیک الی الصراط المستقیم و
الباقیات الصالحات وسبب
ذلک ان مبنی الاسلام علی
التسلیم والاذعان وقبول ما
اخبر بہ القرآن من غیر
نکیر و لاطلب دلیل فانک
مسئول بالقبول ولست
مسئولا بالدلیل

پھندے میں پھنس کر اس کی تابعداری نہ کر بیٹھنا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا ہے اور اللہ نے اُسے علم ہی پر گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اُس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے پس اسے اللہ کے چھوڑ دینے کے بعد کون رہنمائی کر سکتا ہے"

اور عقل اُخروی کی پیروی کرو کہ وہ تمہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت کریگی۔ اس لئے کہ یہ عقل نور نبوت سے مستفاد ہے جو قلب مومن پر فیض الٰہی ہے اور یہی عقل اندھیرے میں چراغ کی طرح بیابان میں رہبر و رہنما کی طرح اور آڑے وقت میں مشکلکشا کے مانند ہے۔

پس ایسی عقل کی پیروی اپنے اوپر لازم کر رکھو اور جبتک کہ زندہ ہو کبھی اُسے ہاتھ سے نہ چھوڑو کہ یہی مہلکات میں نجات دہندہ، اور یہی باقیات صالحات اور صراط مستقیم کی طرف رہنما ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اصل میں اسلام کی بنا تسلیم و یقین کرنے اور جن باتوں کی قرآنِ مجید نے خبر دی ہے ان کو بلا انکار و بلا طلب دلیل کے قبول کرنے پر ہے۔

اسی لئے انسان سے یہ سوال کیا جائیگا کہ یہ باتیں تم نے قبول کیں یا نہیں، اسکا سوال

Marfat.com

نخذ ما انت بہ مسئول و لا تتعب نفسك بالذی لا تسئل عنہ والعقل الاخروی یرشدك ویھدیك الی ذلك التسلیم والاذعان قال اللہ تعالی لحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقم کما امرت وما قال لہ واطلب دلیل ما امرت بہ ومقابلۃ امر المولی بالدلیل سنۃ الشیطان حیث قال فی جواب امر اللہ تعالی ایاہ بالسجود لادم کیف اسجد لہ واعظمہ وقد خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ولم یعلم من جھلہ بان الطین منبع الفیوضات والبرکات والنار معدن النقص والمھلکات فاذا قیل لك قل امنت باللہ فقل حالا بلا تردد ولا تاخر

نہ ہوگا کہ تم نے اس پر دلیل بھی طلب کی یا نہیں "

بنا بریں سمجھدار آدمی کو چاہئے کہ اسی بات کو مضبوط پکڑ لے جس کا سوال ہو۔ اور جس بات کا ذکر تک نہ آئے فضول اس میں زندگی گنوانے سے کیا حاصل "

اور عقلِ اُخروی اسی تسلیم اور یقین رکھنے کی پیروی و ہدایت کرتی ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی ارشاد فرمایا کہ "استقامت کیجئے جیسا کہ آپکو امر کیا گیا ہے " یہ نہ فرمایا کہ استقامت کیجئے اور جن باتوں کا آپکو امر ہے ان کی دلیل بھی طلب کیجئے "

حقیقت میں خداوند تعالیٰ کے امر کے سامنے دلیل طلب کرنا شیطان کی سُنّت (روش) ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے جب اس کو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرنے کے لئے امر کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ "بھلا میں اسکی تعظیم اور سجدہ کرسکتا ہوں حالانکہ تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے " بیوقوف اپنی جہالت سے یہ نہ سمجھا کہ مٹی منبع فیوض و برکات ہے اور آگ معدنِ نقص و مہلکات "

بس جبکہ تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت باللہ (ایمان لایا میں اللہ پر) تو بغیر تردد و تاخیر کے

بلسان القال والقلب
آمنت بالله وحده
لا شریک له له الملک
وله الحمد یحیی ویمیت
وهو علی کل شیء قدیر و
هو الواحد الاحد
الصمد الذی لم یلد
لم یولد ولم یکن له
کفوا احد وهو
السمیع البصیر العلیم
المتکلم الحی القیوم القادر
الاول الاخر الظاهر الباطن
الی اخر سمائه الحسنی وهو
الازلی الابدی الذی لا
یشارکه احد فی ذاته ولا فی
صفاته ولا فی افعاله انما امره
اذا اراد شیئا ان یقول له
کن فیکون لیس بجسم لان الجسمیة
تقتضی الترکیب وهو سبحانه منزه
عن الترکیب لیس بجوهر لان الجوهر
جزء الجسم فاذا لم یکن جسما لا یکون
جوهرا ولا فی مکان ولا فی زمان
لان المکان لابد ان یکون مماسا
بالمکین والمس یقتضی الجسمیة وهو تعالی

زبان اور قلب دونوں کے ساتھ کہدو کہ ایمان لایا میں اللہ پر در آنحالیکہ وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کا ہے ملک اور اسی کو سزاوار ہے حمد" وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ ایک اور اکیلا اور ایسا بے نیاز ہے کہ نہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور اس کا کوئی ہمجنس نہیں" وہ سننے والا، دیکھنے والا، جاننے والا، کلام کرنے والا ہے۔ زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے وہ قادر ہے اور وہی اول و آخر ہے اور وہی ظاہر و باطن ہے۔ آخر اسمائے حسنیٰ تک"

وہ ازلی اور ابدی ہے۔ اس کے ذات و صفات اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کے فرمان کی یہ شان ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہدیتا ہے کہ ہو جا پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے۔

اور باریتعالی کا جسم نہیں اس لئے کہ جسمیۃ کو ترکیب لازم ہے اور باریتعالی ترکیب سے پاک ہے اور جوہر بھی نہیں اس لئے کہ جوہر جسم کا جزو ہے اور جبکہ وہ جسم نہیں تو جوہر کیسے ہو سکتا ہے

اسی طرح سے باری تعالی نہ کسی مکان میں ہے نہ کسی زمانہ میں اس لئے کہ مکان ضرور مکین کے ساتھ مماس ہوتا ہے اور مس بغیر جسمیۃ کے نہیں ہو سکتا جس سے باریتعالی منزہ ہے۔

Marfat.com

منزہ عنہا ولا یمر علیہ زمان
لان الزمان عبارۃ عن تعاقب
الایام واللیالی ولیس ھناک
یوم ولا لیلۃ وھو خالق الزمان
لیس کمثلہ شئ وھو السمیع
البصیر وھو الذی تحیرت
عقول الاولین والاخرین فی
درک ذاتہ وصفاتہ واسرار
افعالہ واحکامہ واذا قیل لک
قل امنت بملئکتہ فقل
کذلک امنت بملئکۃ اللہ تعالیٰ
کما ھو فی علم اللہ تعالےٰ
عموما خصوصا منھم المقربون
وحملۃ عرشہ ومسبحو سموٰتہ
وانھم معصومون من المعاصی
ومبرؤن من التذکیر و
التانیث والاکل والشرب
لا یعصون اللہ ما امرھم و
یفعلون ما یؤمرون واذا
قیل لک قل امنت بکتب
اللہ فقل کذلک امنت بجمیع
کتب اللہ المنزلۃ علی انبیائہ وانھا
من عند اللہ تعالیٰ وان جمیع
الکتب تفاصیل کلام اللہ تعالےٰ

اور اس پر کوئی زمانہ نہیں گذرتا۔ کیونکہ زمانہ نام ہے رات دن کے پیچھے بعد دیگرے آنے کا۔ اور اس بارگاہ قدس میں رات و دن کا گذر نہیں بلکہ وہ خود زمانہ کا خالق ہے "

اس کے مثل کوئی شئے نہیں اور وہ شنوا اور بینا ہے۔ اور وہ ایسی ذات ہے کہ اس کے ذات وصفات اور اسرارِ افعال واحکام میں اولین وآخرین کے عقول حیران وسراسیمہ ہیں"

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت بملائکتہ (میں ملائکہ پر ایمان لایا ہوں) تو اسی طرح سے کہدو کہ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں جسطرح سے کہ وہ اللہ کے علم میں ہیں خصوصًا ان میں سے مقربین اور حاملین عرش پر اور آسمانوں میں تسبیح کرنیوالوں پر"

اور یقین رکھو کہ ملائکہ گناہوں سے پاک ہیں کھانے اور پینے اور نر و مادہ ہونے سے بری ہیں" وہ حق تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جسکا انہیں امر کیا گیا ہے"

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت بکتاب اللہ (میں اللہ کی کتابوں پر ایمان لایا ہوں) تو اسی طرح سے کہدو کہ میں ان سب کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیا پر نازل ہوئی ہیں ایمان لایا۔ اور اس پر کہ ساری کتابیں اسی کلام قدیم ازلی کی تفصیل ہیں جو حروف اور آواز سے

Marfat.com

القديم الازلي المنزه عن الحروف والصوت واذا قيل لك قل آمنت برسله نقل كذالك آمنت برسل الله جميعا من اولهم آدم عليه السلام الى آخرهم سيدنا محمد المصطفى صلى الله عليه وسلم خصوصا منهم المقربون و جميعهم معصومون لا يعصون الله تعالى موفقون من عند الله تعالى بالتوبة المقبولة ان وقعت منهم زلة وهم خير خلق الله تعالى وصفوته من عباده بلغوا الرسالة وادوا الامانة وجاهدوا في الله حق جهاده وفضل الله بعضهم على بعض مع انا لا نفرق بين احد منهم في نفس الرسالة و اكرمهم الله تعالى بلذيذ خطابه وكلامه واعزهم الله تعالى بتائيده ونصره ورفع درجاتهم

منزہ ہے اور یہ سب کتابیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو آمنت برسلہ (ایمان لاتا ہوں میں رسولوں پر) تو کہدو کہ برابر میں اللہ تعالیٰ کے کل رسولوں پر اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک ایمان لایا ہوں۔ خصوصاً ان پر جو مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ اور کل انبیاء معصوم ہیں یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ مقبولہ کی توفیق دی ہے برتقدیر اگر ان سے کوئی لغزش صادر ہو جائے۔ اور وہ بہترین مخلوق۔ اور اللہ کے بندوں میں برگزیدہ ہیں۔ انہوں نے تبلیغ رسالت میں کوتاہی نہ کی۔ اور حق امانت ادا کر دیا۔ وہ راہِ خدا میں شایانِ شان کوشش اور جانفشانی بخوبی بجالائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ باوصف اس کے کہ نفس رسالت کے بارے میں ہم ان میں فرق نہیں کرتے۔ باریتعالیٰ نے اپنے پاک کلام اور پیارے خطاب سے ان کی عزت افزائی کی ہے۔

اور اپنی تائید و نصرت سے ان کو غلبہ بخشا ہے

Marfat.com

فی الدنیا والاٰخرۃ واعطاھم الشفاعۃ فی عصاۃ امتھم وخص اللہ تعالیٰ بمزید فضلہ من بینھم سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بالکرامۃ والدرجۃ العلی حتی انہ جعلہ خلیفۃ نفسہ وجعل فعلہ وقولہ فعل نفسہ وقول نفسہ فقال وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی وقال وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی وجعل متابعتہ سببا لمحبتہ فقال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وجعل اطاعتہ اطاعۃ نفسہ فقال من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وجعل نورہ اول المخلوقات ومن نورہ خلق الارض والسموات وجعل اٰدم ومن دونہ تحت لوائہ

دنیا و آخرت میں ان کے مدارج بلند فرمائے اور اپنے گنہگاران امت میں ان کو حق شفاعت یعنی (سفارش) عطا کیا ہے۔

خاص کر اپنے فضل و کرم سے ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب انبیاء میں زیادہ فضیلت و بزرگی اور بلندی درجہ کے ساتھ خاص و ممتاز فرمایا ہے یہاں تک کہ آپکو اپنا خلیفہ بنایا اور آپکے قول و فعل کو اپنے قول و فعل کا مظہر قرار دیا چنانچہ ارشاد ہے کہ "آپ نے نہ پھینکی (خاک کی مٹھی) جبکہ پھینکی بلکہ اللہ ہی نے پھینکی تھی۔"

حضور اکرم کی شان میں ارشاد ہوتا ہے کہ "نہیں کہتے اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔" اور آپ کی متابعت کو اپنی محبت کا سبب گردانا ہے اور فرمایا ہے کہ "اے حبیب! ان سے (کفار قریش سے) کہہ دو کہ اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری متابعت میں ثابت قدم رہو تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کریگا۔"

اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور فرمایا کہ جس نے رسول کی اطاعت کی تو درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور آپ کے نور کو سب مخلوقات سے اول پیدا کیا اور آپ ہی کے نور سے زمین و آسمان پیدا کئے۔

حضرت آدم اور اُن کے بعد جو انبیاء ہیں۔ سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے

Marfat.com

یوم القیمۃ واعطاه الشفاعۃ العظمی ودخل فی عظیم شفاعۃ الانبیاء والمرسلون وجعل امتہ بسببہ وحرمتہ خیر الامم وحفظ امتہ مع کثرۃ ھجومھا علی المعاصی من الخسف والمسخ وعموم العذاب لتعظیم حرمتہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال تعالیٰ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم واقسم لعمرہ واقسم ببلدہ فقال تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون ولا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد واکرمہ بلقاء نفسہ فی ھذہ الدار ودناہ من حضرتہ فقال ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی الی غیر ذلک من الدرجات العلی والمقامات الاعلی والتشریفات التی لا تعد ولا تحصی ونعم ما قیل فی الفارسیۃ

نیچے قیامت کے دن جگہ دی۔ اور حضورؐ کو شفاعت عظمیٰ کا منصب عطا کیا۔ یہانتک کہ انبیاء و مرسلین کو بھی آپکی وسیع شفاعت میں داخل ہونیکا فخر بخشا اور آپ ہی کے اعزاز سے آپکی اُمت کو خیر الامم کے لقب سے سرفراز فرمایا اور باوجود کثرت معاصی کے آپکی اُمت کو مسخ ہونے اور دھنسنے سے محفوظ رکھا اور عام عذاب سے نجات بخشی"

یہ محض حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت و اعزاز کی وجہ سے آپ کی اُمت پر انعام ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان کو عذاب میں گرفتار نہ کریگا جبکہ آپ ان میں موجود ہیں"

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی پیاری عمر اور آپکے پسندیدہ شہر کی قسم کھائی ہے۔ کہ "اے نبی محبوب! قسم ہے آپ کی جان عزیز کی کہ بیشک کفار اپنے نشے میں بہکے ہوئے ہیں" اور "قسم کھاتا ہوں مَیں اس شہر (مکہ) کی درآنحالیکہ آپ اس میں موجود ہیں"

اور آپ کو اسی دنیا میں اپنے دیدار سے محظوظ و مکرم کیا اور اپنے حضور میں قربت کا درجہ عنایت فرمایا۔ قولہ تعالیٰ "پھر قریب ہوئے پھر اتر آئے اور جھک گئے یہانتک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوگئے"

اس کے علاوہ وہ وہ بلند درجے اعلیٰ مقامات اور اعزاز آپکو حاصل ہوئے جو حد حساب و شمار

Marfat.com

ع یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

و اذا قیل لك قل امنت بالیوم الاخر نقل حالا بلا تردد ولا تسوف ولا شك ولا ارتیاب امنت بالیوم الاخر واهواله واحواله وطول مدته یومه مقدار خمسین الف سنة وحسابه وکتابه ومیزانه وصراطه وجنته بنعیمها الدائمة الابدیة وانهارها وقصورها حسب درجات اعمال داخلیها بمحض کرم اللہ تعالیٰ وافضاله وجحیمه بالامها الدائمة الابدیة وعذابها المقیم للکفار ابد الابدین وللفساق ان لم ینلهم شفاعة الشافعین بمقدار عصیانهم تطهیرا لهم عن دناس المعاصی نجانا اللہ بفضله عنها وان اللہ تعالیٰ

سے باہر ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے (ترجمہ شعر) :-
"اے صاحب جمال اور اے انسانوں کے سردار!
تیرے ہی منور چہرے سے چاند روشن ہوا ہے
تیری شایان شان تعریف ممکن نہیں۔ قصہ مختصر
یہ ہے کہ خدا کے بعد بزرگی تمہیں ہی رکھتے ہو"۔

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت بالیوم الاخر تو بغیر شک وشبہ اسی وقت بے تاخیر اور بغیر کسی پس وپیش کے کہدو کہ میں روز قیامت پر ایمان لایا۔ اور قیامت کے واقعات اور ہولناک مناظر پر یقین رکھتا ہوں۔ اور اس بات پر کہ وہ دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اور حساب وکتاب وصراط، میزان پر ایمان رکھتا ہوں۔ نیز جنت اور جنت کی نعمتوں پر جو ہمیشہ پائدار رہینگی اور نہروں اور قصور (محل) پر جو جنتیوں کو حسب مدارج اعمال محض اللہ کے فضل وکرم سے عطا کئے جائیں گے ایمان رکھتا ہوں۔

اسی طرح دوزخ کو مانتا ہوں اور دوزخ کی ان تکالیف وعذاب کی تصدیق کرتا ہوں جنہیں کفار ہمیشہ ابدالآباد تک اور فساق (گنہگار) اپنے گناہوں کی آلودگی سے پاک ہونے کے لئے مبتلا رہیں گے۔ اگر کسی کی شفاعت سے انکی دستگیری نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے اس سے نجات بخشے"۔

اور اس بات کو صحیح تسلیم کرتا ہوں کہ اللہ محض

Marfat.com

ينجي بفضله وكرمه بعض
عباده الصالحين عن اهوالها
وهم مستريحون في ظل
عرشه ويصير ذلك اليوم
بطوله عليهم مقدار ما
يصلون في الدنيا ركعتي
الفجر فلا تتحير في ذلك
فان الله تعالى خالق الزمان
يطوله على من يشاء ويقصره
على من يشاء فلا تكن من الممترين
واذا قيل لك قل آمنت بالقدر
خيره وشره فقل كذلك
آمنت بالقدر خيره وشره
من الله تعالى اعلم ايها
الطالب سبيل النجاة
ان مسئلة التقدير من ادق
مسائل الكلام واغمضها و
الايمان به واجب والتفحص
عن اسرارها وكنه حقائقها
بدعة لان عقلك المعاشي
قاصر عن درك حقيقة
المسئلة واللازم عليك الاذعان
والتسليم بان الخير والشر
كله بتقدير الله تعالى وارادته وقدرته

اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض صالح بندوں کو قیامت کے ہولناک مواقع سے محفوظ رکھیگا اور عرش کے سایہ میں ان کو آرام کے لئے جگہ دیگا اور اتنا طویل دن ان کے لئے اتنے وقت کے برابر ہو جائیگا جس میں دو رکعتیں نفل کی پڑھی جا سکیں

اس میں حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے جبکہ باریتعالیٰ خود زمانے کا خالق ہے تو یہ بھی اسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ جس کے لئے چاہے اس کو لمبا بنا دے اور جس کے لئے چاہے اسے کوتاہ کر دے پس تم کو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہونا چاہئے

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو! آمنت بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ (ایمان لایا میں تقدیر پر کہ خیر و شر جل اللہ کی جانب سے ہے) تو تم کو اسی طرح سے کہنا چاہئے۔

اے راہِ نجات کے طالبو! جاننا چاہئے کہ تقدیر کا مسئلہ علمِ کلام کے نہایت دقیق ترین اور پیچیدہ مسائل میں سے ہے۔ اور قدر پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے اسرار و حقیقت کی تلاش میں پڑنا بدعت ہے!

اس لئے کہ عقلِ معاشی اس مسئلہ کی حقیقت پانے سے قاصر ہے۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ اس بات کا پختہ یقین رکھو اور اس کو تسلیم کرو کہ خیر و شر کل اللہ کے قدر و ارادہ سے ہی ہے جس کو تمہارے تولد سے پہلے ہی اللہ نے مقدر کر لیا ہے

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون وقال النبی صلے اللہ وسلم اربعۃ تکتب علی ابن ادم وھو فی بطن امہ السعادۃ والشقاوۃ والرزق والعمر لکنہ یرضی بالخیر و لا یرضی بالشر وھذا لمحل مزلۃ اقدام التابعین للادلۃ لعقلیۃ المحرومین عن اسرار حکم اللہ تعالیٰ فی خلقہ فقالوا اذا کان اللہ تعالیٰ لا یرضی بالشر فلای شئی قدر الشر واراد ہ د بینشعب الملحدون فی ھذا المقام شعبا کثیرۃ حسب اتباع عقولھم الفاسدۃ وتتبع دلائلھم الکاسدۃ فنجی المتشبثون باذیال الشریعۃ حیث فوضوا اسرار اللہ وحکمہ فی ملکہ وملکہ الیہ واقروا بالتسلیم والایمان بقضاء اللہ وقدرہ وخسر ھنالک المبطلون واما قولھم اذا کان اللہ لا یرضی بالشر فلای سبب قدرہ وارادہ فھذا لاعتراض سخ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے اعمال کو بھی"۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "چار چیزیں ایسی ہیں جو ابن آدم پر اس وقت لکھی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے۔ سعادت، شقاوت، رزق، اور عمر"۔

لیکن اللہ تعالیٰ خیر سے راضی ہوتا ہے اور شر سے ناراض۔ یہی مقام ہے جہاں سے دلائل عقلیہ کے تابعین جو اللہ کی حکمتوں کے اسرار سے محروم ہیں ان کے پاؤں پھسل گئے ہیں اور کہہ بیٹھے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ شر کو پسند نہیں کرتا تو اس نے شر کو پیدا ہی کیوں کیا اور اسکا ارادہ کیوں فرمایا۔

اور اسی محل میں ملحدین کی (اپنے عقول فاسدہ و دلائل کاسدہ کے اتباع کے موافق) کئی شاخیں نکلی ہیں!

پس جن لوگوں نے کہ شریعت کے دامن میں چنگل مارا ہے اس طرح پر کہ اللہ کے اسرار اور حکمتوں کو جو اللہ کے مُلک اور مِلک میں ہیں اسی کو سونپ دیں اور اللہ کے قضا و قدر پر تسلیم و ایمان کا اقرار کیا ہے تو وہ نجات پا گئے اور جنہوں نے اسکو باطل قرار دیا وہ ٹوٹے میں رہے۔

اور انکا یہ کہنا کہ جب اللہ تعالیٰ شر سے ناراض ہے۔ تو اُسے کیوں اُس نے پیدا کیا اور کیونکر اس کا ارادہ کیا؟ یہ اعتراض نہایت بیہودہ اور بہیدہ فہمانہ

غایۃ السفاھۃ والشناعۃ لان العبد لیس لہ ان یسئل مالکہ عن سبب اوامرہ ونواھیہ بل العبودیۃ الاذعان القیام بالاوامر والتحرز والاجتناب عن ارتکاب المناھی وفی الحقیقۃ الشر شرٌ بعد تعلقہ بالعباد واما قبل تعلقہ بکسب العبد فلیس فی الشر شرارۃٌ اصلا مثلا البیش سمٌ قاتل نا البیش فی اصل خلقتہ لیس فیہ شرٌ اصلا وانما الشر یحصل فیہ للانسان بعد اکلہ واستعمالہ ومھما کان فی الارض فلیس فیہ شرٌ ولا ضرر فان قیل فای فائدۃ فی خلقہ نقول فیہ فوائد کثیرۃ لبعض الامراض بعد اصلاحہ ولعل فیہ فوائد اخر حیث لا نعلمہ فکما ان اعتراض خلق البیش علی اللہ تعالٰی سفاھۃ وحماقۃ کذلک الاعتراض علیہ فی تقدیر الکفر والعصیان سفاھۃ وحماقۃ و

ہے اس لئے کہ بندہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے مالک سے اس کے اوامر ونواہی کے سبب دریافت کرنے لگجائے. بلکہ اصل بندگی یہ ہے کہ اس کی ساری باتوں پر پختہ یقین رکھنے کے ساتھ اوامر پر نہایت مستعدی سے قایم رہکر عمل درآمد کرتا رہے اور نواہی سے بچے اور سخت پرہیز کرتا رہے"

اور درحقیقت اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو شر اس وقت شر اور بُرا ہے جبکہ اسکا تعلق بندوں کے افعال سے ہوجاتا ہے لیکن اس تعلق کے قبل شر میں کوئی بُرائی نہیں مثلاً بچھناک زہر قاتل ہے اور اسکا شر کھُلا ہوا ہے لیکن اگر اسکی پیدائش پر نظر ڈالو تو اس میں کوئی شر نہیں بشر اور بُرائی جو اس سے نکلتی ہے وہ جب ہے کہ انسان اسے کھائے اور استعمال میں لائے لیکن جبتک کہ یہ جڑ زمین میں بگڑی ہوئی ہے تو اس میں نہ کوئی شر ہے اور نہ کسی قسم کا ضرر"

شاید تم کہدو کہ پھر اس کی پیدائش سے آخر کیا فائدہ برآمد ہوا؟" اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بہت فوائد ہیں بعض بیماریوں کو صلاح کے بعد نہایت فائدہ کرتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس میں اور بھی فوائد ہوں جنکا اب تک تجربہ نہ ہوا ہو"

پس جسطرح سے کہ بچھناک کی پیدائش کے بارے میں حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا سفاہت اور حماقت ہے، بالکل اسی طرح کفر اور گناہ کی پیدائش میں نکتہ چینی

Marfat.com

سم الحیۃ قاتل للانسان و سبب لحیوۃ تلک الحیۃ و الھواء سبب حیوۃ الانسان وھی بعینھا سبب ھلاک الحیتان فلایقول عاقل ای رب لم خلقت الھواء لانھا سبب ھلاک الحیتان واللہ تعالٰی لایسئل عما یفعل ونحن مسئولون فان قلت سلمنا ان فی البیش بعض المنافع بعد الاصلاح وسم الحیۃ وان کان سماللانسان فھو حیوۃ لتلک الحیۃ و کذا الھواء فما الفائدۃ فی الکفر والعصیان نقول فی الکفر والعصیان فوائد کثیرۃ لایعلمھا الا اللہ تعالٰی واما بحسب الظاھر فمنھا ان الکفر والعصیان فیھما اظھار جلالۃ حلم اللہ تعالٰی لاعداء اللہ وفیھما عبرۃ لاولی الالباب حتٰی یعلموا ان حلمہ

نادانی اور جہالت ہے۔"

اور دیکھو! سانپ کا زہر انسان کیلئے قاتل ہے لیکن خود ان سانپوں کے لئے سبب حیات ہے۔" ہوا انسان کیلئے سبب حیات ہے اور مچھلیوں کیلئے موجب ہلاک۔

اس کے بعد کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے پروردگار! تم نے ہوا کیوں پیدا کی اس لئے کہ یہ ہوا تو مچھلیوں کے لئے ہلاکت کا سبب ہے"! اصل میں خالق سے یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ تم نے یہ کام کیونکر کیا (اس لئے کہ وہ حکیم ہے) البتہ بندے موردِ سوال ہیں"

اگر تم کہو کہ خیر! ہم نے تسلیم کیا کہ بچھناگ اصلاح کے بعد فائدے رکھتا ہے اور سانپ کا زہر اگرچہ انسان کا قاتل ہے لیکن اسی سانپ کیلئے سبب حیات ہے۔ لیکن کفر و عصیان کا فائدہ پھر بھی سمجھ میں نہیں آتا؟

ہم کہیں گے کہ کفر و عصیان میں بھی بہت سے فوائد ہیں جنکو باریتعالٰی کے سوا کوئی نہیں جان سکتا لیکن باعتبار ظاہر جو ہماری سمجھ میں آ سکتے ہیں وہ گنائے دیتے ہیں"

(آ) ایک یہ ہے کہ کفر و عصیان اللہ کے حلم (بردباری) کی بڑائی کا (جو اعداء کے ساتھ ہے) پتہ دیکر سمجھداروں کے لئے ایک درس عبرت کھول دیتے ہیں جس سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس

Marfat.com

اذا كان لاعدائه فی هذه الدار بهذه
المرتبة فكيف يكون حلمه لاحبائه
فی الدار الآخرة ومنها اختبار
المؤمنین بثروة الكفار و
تنعمهم فی هذه الدار بالاموال
والبنین اهم یمیلون الی حالهم
بالقلب الیهم ام یصبرون علی
تکالیف الدنیا ابتغاء ما
عند الله من الثواب الاخروی
الذی وعدهم الله تعالی علی
لسان انبیائهم علیهم الصلوٰة
والسلام وهذه فتنة عظیمة
ابتلی بها کثیر من الناس قال
الله تعالی احسب الناس ان
یترکوا ان یقولوا امنا وهم
لا یفتنون ولقد فتنا الذین
من قبلهم فلیعلمن الله الذین
صدقوا ولیعلمن الکاذبین
ومنها تفدیتهم فی القیمة
لبعض عصاة المؤمنین کما
ورد فی الحدیث وهذه منة
عظیمة من الله تعالی علی
المؤمنین ومنها رغبة المؤمنین و
حثهم علی امور الآخرة حیث فرضت

دنیا میں جب حق تعالیٰ کا حلم اپنے دشمنوں کیساتھ اس حد تک ہے تو اپنے دوستوں اور خاص بندوں کے ساتھ آخرت میں کہاں تک ہوگا۔"

(۲) دوسرا یہ ہے کہ مسلمانوں کا امتحان ہو جائے کہ وہ اس دنیا میں کفار کی ثروت (آسودہ حالی) و نعمت اور مال و اولاد کو دیکھکر کیا دل سے ان کے حال کی طرف مائل ہوتے ہیں؟ یا ثواب اُخروی کی خواہش میں جسکو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے اور اپنے انبیاء علیہم الصلوات کی زبانی اسکا وعدہ فرمایا ہے۔ دنیا کے چند روزہ مصائب و تکالیف پر صبر و شکر کرتے ہیں۔ اور یہ ایسا فتنہ عظیم ہے جس میں اکثر لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کیا لوگوں نے یہ خیال قائم کرلیا ہے کہ (محض) آمنا کہنے کی وجہ سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ فتنہ میں مبتلا نہ کئے جائیں گے اور البتہ اس سے پہلے بھی ہم نے لوگوں کو فتنہ میں ڈالا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں اور جھوٹوں کو جان لے"

(۳) تیسرا یہ کہ قیامت کے دن کفار کو گنہگار مومنوں کے لئے فدیہ کردیا جائیگا۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے اور یہ اللہ کا مومنین پر بڑا احسان ہے"

(۴) چوتھا یہ کہ اس صورت سے مومنین کو امور آخرت کی طرف شوق اور رغبت دلائی گئی ہے۔ اور ان کے جذبات و حسیات کو اس بات کی طرف برانگیختہ کیا اور اُبھارا گیا ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور سارے

Marfat.com

امور الدنيا تنعمها لكفار و
الفساق فكما انهم منهمكون
فى امور الدنيا ولا يشاركونها
فيها فينبغى للمومنين ان
ينهمكوا فى امور الآخرة ولا
يشاركونهم فيها و لذا قيل
الدنيا سجن المؤمن وجنة
الكافر ومنها ظهور نور
الاسلام فى مقابلة ظلمات
الكفر والعصيان فان
الاشياء تعرف باضدادها
ولزوم الشكر للمؤمنين حيث
اعطوا نعمة الايمان والاسلام
ونجاهم الله تعالى بفضله
عن الكفر والطغيان فلولم
يخلق الكفر لما عرفوا الاسلام
قدراً وما اوجدوا له شكراً
ومنها اظهار غنى الله
تعالى عن خلقه وعن
اعمالهم فانه لو كان له
فى الطاعات منفعة
اوفى الكفر والمعاصى
مضرة لما خلق اكثر عباده
كفارا قال الله تعالى

دنیاوی امور کفار و فساق کو سونپے گئے ہیں۔ تو جس طرح سے کہ وہ (کفار) مشاغل دنیا میں منہمک اور محو ہیں اور اس معاملہ میں ہم (مومنین) ان کے ساتھ شریک نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہئے اور انکو سزاوار اور زیبا بھی یہ ہے کہ ہمہ تن امور آخرت میں مصروف اور منہمک ہو جائیں اور اس بات میں انکو (کفار کو) اپنے ساتھ شریک نہ بنائیں :: اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ "دنیا مومن کے لئے جیلخانہ اور کافر کیلئے جنت ہے"

(۵) پانچواں یہ کہ اسلام کا نور کفر و عصیان کی اندھیریوں کے مقابلہ میں اور زیادہ روشن و ظاہر ہو جائے۔ اس لئے کہ سب چیزیں اپنی ضد کے ساتھ مقابلہ کرنے سے جانی جاتی ہیں۔ اور مسلمان اس حقیقت کو جانکر شکر کو اپنے اوپر لازم کر رکھیں کہ ان کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے کفر و سرکشی سے نجات دی اور اسلام و ایمان کی نعمت عطا کی :: پس اگر کفر نہ پیدا کیا جاتا تو نہ اسلام کی قدر کو جانا جاسکتا اور نہ اسکا شکریہ ادا کیا جا سکتا ::

(۶) چھٹا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غنا اور بے نیازی کا اظہار ہو کہ اس بے نیاز شہنشاہ کو مخلوق اور اس کے اعمال کی کوئی پروا نہیں۔ اس لئے کہ اگر اُسے بندوں کی طاعت میں منفعت ہوتی اور کفر و معاصی میں مضرت تو ضرور وہ اپنے اکثر بندوں کو کفار نہ پیدا کرتا۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

Marfat.com

ان اللہ لغنی عن العلمین و منہا
اظہار عظیم قدر الانبیاء
علیہم السلام علی ملئکۃ الکرام
و باقی خلقہ بتنعیم احبائہم و
تعذیب اعدائہم و نعم ما
قیل فی الفارسیۃ ؎ برائے دوستش
جنت برائے دشمنش دوزخ ؛ خدائے او
مقرر ساخت تا قدر ورا دانی ؛ و لعل
فیہ منافع اخری لا نعلمہا
وما یعلم جنود ربک الا ہو
و لنفرد مسئلۃ التقدیر برسالۃ
التنویر فی اخر الکتاب
انشاء اللہ تعالیٰ و اذا قیل
لک قل امنت بالبعث بعد
الموت فقل بلا تردد و لا
طلب دلیل امنت بالبعث
بعد الموت و البعث بعد
الموت حق و الایمان بہ
واجب و لا یتم الایمان الا بہ
اعلم ان مسئلۃ البعث بعد
الموت من اشہر مسائل
المتنازع فیہا بین الکفار
و المسلمین فالکفار قدیما و
حدیثا ینکرونہ لان عقولہم

"تحقیق اللہ کل مخلوقات سے غنی اور بے نیاز ہے"
(۷) ساتواں کفر کے پیدا کرنے سے یہ مقصد ہے
کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کے
دوستوں کو نعمتیں دیکر اور ان کے دشمنوں کو عذاب
میں مبتلا کرکے انبیاء علیہم السلام کے بڑے مرتبے
اور شرف کو ملائکہ اور باقی مخلوق پر ظاہر کرتا ہے"
اور کیا اچھا کہا گیا ہے فارسی میں ؎ برائے
دوستش جنت برائے دشمنش دوزخ ؛ خدائے او
مقرر ساخت تا قدر ورا دانی ؛
کفر و عصیان میں اس کے علاوہ اور بھی منافع
ہونگے جن کو ہم نہیں جانتے " "اللہ کے عساکر
اسرار کو اللہ ہی جانتا ہے"
(نوٹ) مسئلہ تقدیر کو "رسالۃ التنویر" کے نام سے
آخر کتاب میں علیحدہ بیان کیا جائیگا"
اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو "امنت بالبعث
بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ بعث زندہ ہونے
پر ایمان لایا ہوں) تو اسی طرح بلا تردد اور بلا طلب
دلیل صاف کہدو اور عقیدہ رکھو کہ موت کے بعد
اٹھنا حق ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور
اس بات پر ایمان لائے بغیر ایمان کامل نہیں۔
جاننا چاہیے کہ بعث بعد الموت کا مسئلہ ان مشہور
مسائل میں سے ہے جو کفار اور مومنین کے درمیان
مختلف فیہ ہیں۔ کفار پچھلے زمانے سے لیکر اب تک
اسکا انکار کرتے چلے آئے ہیں۔ اسلئے کہ ان کی

Marfat.com

الناقصة تابی الوجود بعد العدم والمسلمون بحمد اللہ تعالیٰ معترفون بالبعث بعد الموت اتباعا لقولہ تعالیٰ قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاءھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم ویقولون ان الذی خلق الخلق من العدم اول مرۃ قادر علی ان یخلقہ مرۃ ثانیۃ بالطریق الاولیٰ فان قیل خلق الخلائق علی مر الدھور من نطفۃ الابوین ولیس ھناک عدم محض کما ھو مذھب المادیین قلنا من ای نطفۃ خلق ابونا آدم علیہ السلام فان قیل خلق من التراب قلنا کذلک یخلق اللہ الموتی من التراب ومن ای نطفۃ خلقت الملائکۃ والجن وعالم الارواح وعالم الاجنۃ فان قلت من مادۃ النور او من مادۃ النار

ناقص عقلیں عدم کے بعد وجود کا انکار کردیتی ہیں۔ اور مسلمان بحمدہ تعالیٰ بعث بعد الموت کا بہ اتباع فرمودۂ الٰہی اعتراف کرتے ہیں ارشاد الٰہی ہے۔

انسان کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو درآنحالیکہ وہ گل گئی ہوں کون زندہ کریگا کہدیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ وہی خدا اسے زندہ کردیگا جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ ہر ایک چیز کی صنع کو جانتا ہے:

مسلمان کہتے ہیں کہ جس ذات کی یہ شان ہو کہ وہ پہلے پہل مخلوق کو عدم محض سے پیدا کرسکے وہ بطریق اولیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اسے دوبارہ پیدا کردے۔ اگر بنا بر مذہب مادیین (نیچری یا دہریہ) یہ کہا جائے کہ ساری خلقت ابتدائً والدین کے نطفہ سے ہی پیدا ہوتی چلی آرہی ہے عدم محض سے پیدائش نہیں ہوسکتی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اچھا پھر بتلایئے کہ ہم سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کس نطفہ سے پیدا کئے گئے:

اگر تم کہو مٹی سے، ہم کہیں گے ٹھیک ہے مُردوں کو بھی حق تعالیٰ مٹی سے اسی طرح پیدا کردیگا:

اچھا! ملائکہ، جن، اور عالم ارواح کس نطفے سے پیدا کئے گئے ہیں؟

اگر تم کہوگے کہ نور یا نار کے مادے سے۔

قلنا كذلك يحيى الله الموتى من مادة النور او من مادة النار حسب اعمالهم النورية والنارية والله على كل شيء قدير وبعث الخلق مما وعده الله تعالى ولن يخلف الله وعده و البعث بعد الموت من مسائل الضرورية الاسلامية نطق به القرآن وتواترت به الاحاديث الصحيحة فمنكره خارج عن دائرة الاسلام فاطلب النجاة باتباع قول الله وقول الرسول واترك العقل الافلاطوني فانه يهلكك كما اهلكه

فصل

ومما ينجيك من عذاب الآخرة اعتقادك الجازم بشرف الآل والاصحاب ولزوم المحبة معهما بمحبة النبي صلى الله عليه وسلم فان النبي صلى الله عليه وسلم حث امته بمحبة آله الطيبين الطاهرين واصحابه

ہم جواب میں عرض کرینگے صحیح فرمایا بالکل اسی طرح سے حق سبحانہ وتعالیٰ بلحاظ اعمال بعض مُردوں کو نور کے مادہ سے اور بعض کو آگ کے مادہ سے زندہ کریگا۔" اللہ تعالیٰ ہر ایک شے پر قادر ہے" مخلوقات کا بعث ان امور سے ہے جنکا خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔!

اور بعث بعد الموت ان مسائل ضروریہ اسلامیہ سے ہے جسکا قرآن شاہد ہے اور جس کے بارے میں احادیث صحیحہ تواتر کی حد کو پہنچ چکی ہیں۔ اس لئے اسکا منکر اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ اسوجہ سے تمہیں چاہیئے کہ ارشاد الٰہی اور فرمان مصطفوی کے اتباع میں نجات طلب کرو اور عقل افلاطونی کو چھوڑ دو کہ یہ تمہیں بھی ایسا ہی ہلاک کردیگی جیسا کہ خود اُسے ہلاک کیا تھا۔!

فصل

ان امور میں سے جو تمہیں عذاب آخرت سے نجات دے سکتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے آل اور اصحاب کے شرف اور بزرگی کا پختہ اعتقاد رکھو اور ان کی محبت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے لازم جانو اس لئے کہ حضور اکرم نے اپنی امت کو اپنی پاک وپسندیدہ آل اور پرہیزگار برگزیدہ اصحاب کی محبت کے لئے نہایت شوق دلایا ہے اور برانگیختہ

Marfat.com

البررة المتقین وفی شرفہما وعظیم حقوقہما النصوص القرآنیہ والاحادیث الصحیحۃ النبویۃ مالا یکاد یحصر کانہ صلے اللہ علیہ وسلم علم بالعلم الالٰھی ان بعض امتہ یبغضون احدی الطائفتین ففرقۃ منہا تحب الآل وتبغض و تنقص الاصحاب وسموا انفسہم شیعۃ علی رضی اللہ عنہ وھم الروافض یقعون فی اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ویتھمونھم باشیاء کثیرۃ من النقائص وھم برءاء منہا ونستشہد علی براءتھم وحسن عاقبتھم بالشاھدین العادلین اللہ ورسولہ قال اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم

کیا ہے۔"

ان کے شرف اور حقوق عظیمہ کے بارے میں نصوص قرآنیہ اور صحیح احادیث نبویہ اس کثرت سے وارد ہیں جن کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الٰہی سے جان لیا تھا کہ امت کا ایک حصہ ان دونوں برگزیدہ جماعتوں میں سے ایک کے ساتھ بغض رکھیگا جس کی بنا پر آپ نے اس قدر ترغیب فرمائی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک فرقہ ایسا ہے، جو آل سے تو محبت کرتے ہیں۔ لیکن اصحاب کے ساتھ سخت بغض رکھتے ہیں۔ اور ان کی شان کو کم کر دیتے ہیں۔ اس گروہ نے اپنا نام شیعۂ علیؓ (یعنی طرفداران علیؓ) رکھ لیا ہے اور یہی روافض ہیں۔ یہ لوگ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان پر بہت سی ایسی باتوں کی تہمت لگاتے ہیں جن سے وہ فی الحقیقۃ بری ہیں

ہم اہلسنت والجماعت ان کی برائت اور حسن عاقبت پر دو عادل گواہ پیش کر سکتے ہیں یعنی اللہ اور اللہ کا رسولؐ۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں کفار کے حق میں سخت اور آپس میں نرم دل ہیں (اے مخاطب) تو ان کو رکوع اور سجدہ کی حالت میں ہی دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی طلب کرتے ہیں۔ سجدوں

من اثر السجود وقال تعالیٰ
لقد رضی اللہ عن المومنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ
فعلم ما فی قلوبھم فانزل
السکینۃ علیھم وقال تعالیٰ
والسابقون الاولون من
المھاجرین والانصار والذین
اتبعوھم باحسان رضی اللہ
عنھم ورضوا عنہ واعد لھم
جنٰت تجری تحتھا الانھار
جعل اللہ تعالیٰ رضوانہ
للمھاجرین والانصار و
للذین اتبعوھم بالاحسان
دلت الآیۃ علی ان رضوان
اللہ تعالیٰ لھم ولمن تبعھم
بالاحسان والمحبۃ واما الذین
اتبعوھم بالکفران والبغیضۃ
فلا یستحقون رضوان اللہ
تعالیٰ کفانا رضوان اللہ ولا
نبالی بسخط اعداء اللہ تعالیٰ
وقال اللہ تعالیٰ لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح
وقاتل اولئک اعظم درجۃ
من الذین انفقوا من بعد

کے اثر سے ان کے چہروں پر نشانیاں ہیں"۔ اور ارشاد ہے کہ تحقیق اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ تم سے درخت کے تلے بیعت کر رہے تھے پس اُس نے جو اُن کے دلوں میں ہے جان لیا۔ پھر ان پر اطمینان نازل فرمایا"۔ اور ارشاد ہے"۔ اور پہلے پہل سبقت کرنیوالے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے ان کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہے اور وہ سب اللہ سے خوش۔ اللہ نے اُن کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جنکے تلے نہریں بہتی ہیں"۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی مہاجرین انصار اور ان کے با اخلاص متبعین کے لئے ظاہر فرمائی ہے تو اس آیت نے اس بات پر صاف دلالت کی کہ اللہ کی خوشنودی صرف ان کے لئے ہے اور اُن کے لئے ہے جو ان کے بعد بھلائی اور محبت کے ساتھ انکے تابع ہوئے۔

لیکن وہ لوگ جو ان کے بعد ان کے ساتھ بغض اور ناشکری سے پیش آئے تو وہ کبھی اللہ کی خوشنودی کے مستحق نہیں ہوسکتے۔

ہمیں اللہ کی خوشنودی کافی ہے اعداءِ الٰہی کے غصہ کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں"۔

اور ارشاد الٰہی ہے کہ "تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے فتح (مکہ) کے بعد خرچ اور قتال کیا ہے ان لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے جنہوں نے فتح کے پہلے خرچ اور قتال کیا ہے۔ یہ لوگ ازروئے درجہ و

Marfat.com

قاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ فانظر بعین الانصاف الی جملۃ قول اللہ تعالیٰ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ والحسنیٰ ھی الجنۃ باتفاق المفسرین ولفظۃ کلا تنادی باعلیٰ صوتھا ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین کلھم من اھل الجنۃ فاندفع بھذہ الکریمۃ ما سول الشیطان فی قلوب اولیائہ ان الصحابۃ رضی اللہ عنہم احیانا اللہ علیٰ محبتھم وحشرنا فی زمرتھم بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم انحرفوا معاذ اللہ عن جادۃ الاسلام وارتدوا بعد الایمان الا نفرا یسیرا ما یبلغ عدھم سبعۃ لان من کان مآلہ الجنۃ بشہادۃ رب العلمین کیف یظن المسلم انھم ماتوا مرتدین عیاذاً باللہ تعالیٰ ومن لفظۃ وعد اللہ تشیر الی ان ھذہ البشارۃ للاصحب من مواعد اللہ الذی لا یخلف المیعاد قال تعالیٰ وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ وقال تعالیٰ للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا

اجر بہت بڑے ہیں وکلا وعد اللہ الحسنیٰ اور اللہ نے سب سے نیک وعدہ کیا ہے۔" انصاف کی نظر سے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ کے جملہ کی طرف دیکھنا چاہئے۔ اسلئے کہ "حسنیٰ" باتفاق مفسرین "جنت" ہے۔ اور "کلا" (سب) کا لفظ نہایت بلند آہنگی سے پکار کر کہتا ہے کہ "صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل جنت سے ہیں"۔

اس آیت کریمہ سے وہ شبہ بھی دفع ہو جاتا ہے جس کو شیطان نے اپنے دوستوں کے دلوں میں آراستہ کر دکھایا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اللہ تعالیٰ ان کی محبت پر ہمیں زندہ رکھے۔ اور قیامت کے دن انکی جماعت میں اُٹھائے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد" سوا ایک چھوٹی جماعت کے جو کُل کے کل شمار میں سات ہیں" سب کے سب اسلام کے راستہ سے منحرف ہو گئے اور ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے (معاذ اللہ) اس لئے کہ جن لوگوں کا مآل رب العلمین کی شہادت سے جنت قرار پائے تو ایک مسلمان یہ گمان کیونکر کر سکتا ہے کہ وہ عیاذاً باللہ مرتد ہو کر مریں"۔

اور "وعد اللہ" کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اصحاب کو یہ بشارت وعدہ ہائے الٰہی سے ہے اور خود اللہ کا ارشاد ہے کہ "اللہ اپنے وعدوں کا خلاف نہیں کرتا"۔

اور بارتیعالیٰ کا ارشاد ہے (مالِ فے غنیمت) ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں

من دیارهم واموالهم یبتغون
فضلا من الله ورضوانا و
ینصرون الله ورسوله اولئك
هم الصادقون والذین
تبؤ الدار والایمان من قبلهم
یحبون من هاجر الیهم ولا
یجدون فی صدورهم حاجة
مما اوتوا ویؤثرون علی انفسهم
ولوکان بهم خصاصة ومن
یوق شح نفسه فاولئك هم
المفلحون والذین جاؤا من
بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین
امنوا ربنا انك رؤف رحیم ہ
قسم الله تعالیٰ امة حبیبه صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم ثلاث فرق لاولی
فرقة المهاجرین الذین اخرجوا
من دیارهم واموالهم ابتغاء
فضل الله ورضوانه ولنصرة الله
ورسوله فوصف الله تعالیٰ هذه
الفرقة بانهم هم الصادقون
فی قولهم وفعلهم المشار
الیهم فی قول الله تعالیٰ

سے نکالے گئے ہیں جو اللہ کے فضل و رضامندی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔" (اور نیز مال غنیمت) اُن کے لئے ہے جنہوں نے (مہاجرین کے آنے سے پہلے) مدینہ میں اور ایمان میں قرار پکڑا دوست رکھتے ہیں اس کو جو ان کی طرف ہجرت کرتا ہے اور نہیں پاتے اپنے دلوں میں کوئی غرض (یا کوئی خلش) اس شئی کی طرف جو مہاجرین کو دیدی جائے اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور جو بچاتا ہے اپنے نفس کو بخل (یا حرص) سے تو وہی لوگ کامیاب اور فلاح پانیوالے ہیں۔" اور جو لوگ ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہم کو بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان لانے والوں کی بابت ہمارے دلوں میں کینہ نہ ڈال۔ اے ہمارے رب تو بڑا شفیق و مہربان ہے۔"

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو تین فرقوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک فرقہ ان مہاجرین کا ہے جو اپنے وطن اور مال سے محض اس لئے نکالے گئے کہ وہ اللہ کے فضل و رضامندی کے طلبگار تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کے خواہاں۔ پس اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے اس گروہ کا وصف اس طرح فرمایا ہے کہ یہ لوگ اپنے قول و فعل میں صادق ہیں اور انہیں کی طرف

اولئک مع الذین انعم
اللہ علیہم من النبیین
والصدیقین الآیۃ فدرجتہم
بعد درجۃ الانبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام الثانیۃ
فرقۃ الانصار الذین
تبوّء الدار والایمان من
قبل المہاجرین وصفہم
اللہ تعالیٰ بانہم یحبون
المہاجرین ویؤثرونہم
علی انفسہم ولو کان بہم
خصاصۃ نصروا اللہ ورسولہ
فوقاہم اللہ شح انفسہم
واولئک ہم المفلحون المشار
الیہم فی الآیۃ بالشہداء ودرجتہم
بعد درجۃ الصدیقین فرقۃ
ثالثۃ لیسوا بالمہاجرین ولا
بالانصار جاؤا بعد الفرقتین
الاولیین الذین سبقت لہما
الحسنیٰ والدرجات العلیٰ
فی العقبیٰ لکنہم یقولون
ربنا اغفرلنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان
یطلبون المغفرۃ لانفسہم

اس آیت پاک میں اشارہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کا
کہا مانتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ
نے انعام فرمایا ہے" یعنی انبیا و صدیقین شہدا
اور صلحا۔ تو ان کا درجہ انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ
والتسلیمات کے بعد ہی ہے۔"

دوسرا فرقہ انصار کا ہے جنہوں نے مہاجرین
کے آنے سے پہلے مدینہ میں قرار پکڑا اور ایمان کو
اپنے دل میں جگہ دی۔ اللہ نے ان کا وصف اسطرح
بیان فرمایا ہے کہ "یہ گروہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں
اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اگرچہ خود فقر
وفاقہ میں ہی ہوں" اللہ نے ان کو اپنے نفسوں کے
حرص و بخل سے بچا لیا اور وہی لوگ کامیاب ہوئے
جن کی طرف آیت مذکورہ میں "شہداء" کے لفظ
سے اشارہ ہے۔ اور ان کا درجہ صدیقین کے درجہ
کے بعد ہے۔"

تیسرا فرقہ ایسا ہے جو مہاجرین اور انصار میں
سے نہیں ہے اور ان دونوں جماعتوں کے بعد
آیا ہے جن کے لئے "حسنیٰ" (جنت) اور بلند
مراتب نے آخرت میں سبقت کی ہے۔ لیکن یہ
وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں "اے ہمارے رب! ہم کو
اور ان کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے سبقت
کی ہے بخش دے" یہ جماعت اپنے لئے اور اپنے
ان بھائیوں کے لئے جو ان سے پہلے ایمان لا چکے
ہیں مغفرت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ

Marfat.com

ولاخوانهم الذين سبقوهم بالايمان ويقولون ربنا لاتجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا فبمحبتهم للصلحين الاولين والاستغفار لهم ودعائهم بان لا يجعل الله فى قلوبهم غلا وبغضا وعداوة لهم وصفهم الله تعالى بان ربك عليهم رؤف رحيم المشار اليهم فى الاية بقوله بانهم هم الصلحون ودرجتهم بعد درجة الشهداء فالمهاجرون الاولون نالوا الدرجات بمحبتهم له صلى الله عليه وسلم والانصار نالوا الدرجات العالية بمحبتهم له صلى الله عليه وسلم وللمهاجرين وباقى الامة المرحومة نالت الرافة والرحمة من ربهم بمحبتهم لاخوانهم الذين سبقوهم بالايمان لان المرء مع من احب والذين ليسوا من المهاجرين ولا من الانصار ولا من المستغفرين للصحابة الكرام بل جعلوا الغل والعداوة والبغض لهم

"اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں میں مؤمنین کے لئے کینہ نہ ڈال"

پس اس وجہ سے کہ یہ لوگ صالحین اولین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں ان کے بارے میں دعائیں مانگتے ہیں کہ "اے اللہ! ہمارے قلوب میں ان کے بغض، کینہ، اور عداوت کو جگہ نہ دے" تو ان کا حق تعالیٰ نے یوں وصف کیا ہے کہ "اللہ ان پر رحیم اور نہایت مہربان ہے" اور انہیں کی طرف آیت مبارکہ میں صالحین کے لفظ سے اشارہ فرمایا ہے۔ ان کا درجہ شہداء کے درجہ کے بعد ہے"

پس مہاجرین اولین اتنے بلند مراتب سے اسی وجہ سے ممتاز ہوئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شدّ ہوئے تھے اور انصار درجات عالیہ سے جبھی سرفراز ہوئے کہ حضور اکرم اور مہاجرین کی محبت سے سرشار تھے۔ اور باقی امت مرحومہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رافت و رحمت کی اسی وقت مستحق ہوئی جبکہ ان سب کی محبت کو انہوں نے حرز جاں بنایا، اسلئے وارد ہے کہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھتا ہوگا"

لیکن وہ لوگ جو کہ نہ مہاجرین میں سے ہیں نہ انصار میں سے اور نہ ان لوگوں میں سے جو صحابہ کرام رضی سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں بلکہ ایسے لوگ ہوں جنہوں نے کینہ، بغض اور عداوت

Marfat.com

دینهم ودأبهم وجعلوا الطعن و
اللعن عیاذا باللہ لاولیاء اللہ
تعالیٰ واصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عبادتهم و
دیدنهم فما ظنك بهم الهم حظ
فی الاخرة ام لهم براءة من النار
کلا انهم عن ربهم لمحجوبون ثم
انهم لصالوا الجحیم ثم یقال لهم
هذا الذی کنتم به تکذبون و
الشاهد الثانی علی براءتهم وحسن
عاقبتهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ اختارنی واختار لی اصحابا
فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم
فببغضی ابغضهم جعل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بغض الصحابة بغض
لنفسه ومن ابغض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کیف یسوغ له ان یدعی
الاسلام وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم
اهتدیتم وقال النبی صلعم اللہ اللہ
فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا
من بعدی فلو انفق احدکم
مثل احد ذهبا ما بلغ

کو اپنا دین اور طریقہ بنالیا ہوا ور لعن وطعن اولیاء اللہ
اور اصحاب رسول اللہ کو اپنی عادت وعبادت سمجھتے
ہوں۔ پس تم ان کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو،
کیا! آخرت میں ان کا کوئی حصّہ ہو سکتا ہے؟ یا وہ
دوزخ سے چھٹکارا پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! بیشک
وہ اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن آڑ..... میں
(یعنی محروم) ہونگے۔ پھر وہ ضرور دوزخ میں داخل
ہونگے۔ پھر (ان کو) کہا جائے گا کہ یہی تو ہے جس کو
تم جھٹلاتے تھے۔"

دوسرے گواہ ان کی برأت اور بہتری عاقبت
پر حضورؐ اکرم ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے" اللہ پاک نے پہلے
مجھے منتخب فرمایا۔ اور میرے لئے میرے اصحاب منتخب
فرمائے پس جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے تو میری ہی
محبّت کی وجہ سے، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ میرے
ہی بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے بغض کو اپنے
نفس کا بغض گردانا ہے اور تم خود ہی انصاف کرو کہ جو
(بدبخت) حضورؐ سے بغض رکھے تو اسے کس طرح زیبا و
جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے۔"

اور حضور اکرم فرماتے ہیں کہ "میرے اصحاب ستاروں
کی مانند ہیں جسکی بھی تم پیروی کروگے ہدایت پا ہوگے۔"
اور فرماتے ہیں" ڈرو اللہ سے۔ ڈرو اللہ سے
میرے اصحاب کے بارہ میں۔ تم ان کو اپنے اغراض کا
آماجگاہ نہ بناؤ۔ اور اگر تم میں سے کوئی اُحد (پہاڑ) کے

Marfat.com

مد احدهم ولا نصيفه فاذا
ثبت الرحمة بينهم بالقرآن
ورضى الله تعالى عنهم
بالقرآن ووعدهم الحسنى
يعنى الجنة بالقرآن حتى
ان من تابعهم ينال رضى
الله تعالى ومنع النبى صلى الله
عليه وسلم امته عن الخوض
فى شانهم باشد المنع وان
انفاق احدهم يفوق
انفاق غيرهم مثل احد ذهبا
وجعل حبهم حبه وبغضهم بغضه
وانهم نجوم الامة يهتدون
بهديهم فما ظنك ايها المنصف
بمن انكرهم وابغضهم و
شتمهم بل جعل شتمهم و
لعنهم والتبرى عنهم وظيفة
يومهم وليلتهم قاتلهم الله
انى يؤفكون وفرقة ثانية
تبغض الآل وتتبرء من
ذرية الطاهرة المطهرة و
هم الذين يقال لهم
الخوارج والنواصب وقد
قال الله تعالى لحبيبه صلى الله

برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو بھی ان کے (صحابہ کے) ایک چھوٹے پیمانے بلکہ اس کے آدھے کے بھی برابری نہیں کر سکتا۔

پس جبکہ ان کے آپس کی شفقت و رحمت، "اللہ کی ان سے رضامندی وخوشنودی"... "ان پر سکینہ (اطمینان) کا نازل کرنا" ان سے حسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ کرنا۔ یہاں تک کہ جو ان کی پیروی کرے وہ بھی اللہ کی رضامندی کو پائے۔ یہ سب باتیں جداگانہ قرآن مجید سے ثابت ہوں۔ اور حضورؐ اکرم نے اپنی امت کو ان کی شان میں خوض کرنے (دخل دینے سے) نہایت سختی سے روکا ہو۔ ان کی خیرات کو دوسروں کی خیرات سے "چاہے وہ احد پہاڑ کے برابر سونا ہو" بڑھکر فرمایا ہو۔ ان کی محبت کو اپنی محبت اور انکے بغض کو اپنا بغض گردانا ہو۔ ان کو امت کیلئے ستارے قرار دیا ہو کہ ان کی پیروی سے منزل مقصود کو پہنچیں، پس اے منصف! اس گروہ کے بارہ میں تیرا کیا خیال ہے جو ان کا منکر ہے اور انسے بغض رکھتا ہے انکو گالیاں دیتا ہے بلکہ ان کے لعن طعن اور سب وشتم و تبرے کو اس نے رات دن کا وظیفہ بنا لیا ہے؟ مارے ان کو اللہ تعالیٰ کہاں جا گرے ہیں۔

دوسرا ایک فرقہ ایسا ہے جو حضور اکرمؐ کی آل اطہار اور ذریہ مطہرہ سے بغض و عناد رکھتے ہیں اور وہی ہیں جن کو خوارج اور نواصب کہا جاتا ہے۔
حالانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

فی القرآن قل لا اسئلکم
علیه اجرا الا المودة فی
القربی فاذا کانت المودة
فی القربی مطلوبة من الکفار
افلا یلیق بالمومن المتقی
مودة قرابة النبی صلی الله
علیه وسلم وقال النبی صلی الله
علیه وسلم والله لا یدخل
قلب رجل الایمان حتی
یحبهم لله ولقرابتهم
منی وقال النبی صلی الله
علیه وسلم للحسن اللهم انی
احبه فاحبه واحب من یحبه
قال وضمه الی صدره و
قال النبی صلی الله علیه وسلم
من احب الحسن والحسین فقد
احبنی ومن ابغضهما فقد
ابغضنی وقال النبی صلی الله
علیه وسلم حسین منی وانا
من حسین احب الله من
احب حسینا حسین سبط من
الاسباط وقال النبی صلی الله
علیه وسلم انی تارک فیکم
الثقلین القرآن حبل الله

کو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "کہدیجئے آپ کہ میں تم سے (کفار سے) تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی مودت (مانگتا ہوں)" پس جبکہ عزیزوں اور قریبوں کی دوستی اور مودت کفار سے بھی مطلوب تھی تو کیا ایک پکے مومن اور متقی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت کی مودت لائق و لازم نہیں؟"

اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "قسم ہے اللہ کی! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا جبتک کہ اہلبیت سے اللہ کی وجہ سے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ رکھے"

اور حضورؐ نے حضرت حسنؓ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی اسے دوست رکھ۔ اور دوست رکھ اُسے جو اس سے محبت رکھتا ہے" راوی کہتا ہے کہ یہ کہکر حضورؐ نے حضرت حسنؓ کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا"

اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "جس نے حسن اور حسین سے محبت رکھی بتحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا پس بتحقیق اس نے مجھ سے بغض رکھا"

اور فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ دوست رکھے اُس کو اللہ جو دوست رکھتا ہے حسین کو اور حسین فرزند ہے (میرے) فرزندوں میں سے" اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں تم میں اے جن و انس دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک قرآن جو اللہ کی رسی ہے

ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فکما ان محبۃ القرآن کفۃ من الایمان فمحبۃ عترۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفۃ ثانیۃ ولا یستقیم میزان الایمان الا باستواء الکفتین و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق

تنبیہ حسن شبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ بالنجوم وشبہ اھل بیتہ الطاھرۃ بسفینۃ نوح لان السفینۃ لا تصل الی ساحل المقصود الا بھدایۃ النجوم کانہ علم صلی اللہ علیہ وسلم بنور النبوۃ بان یاتی قوم من امتی یدعون محبۃ اھل بیتہ و یبغضون اصحابہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من رکب فی سفینۃ محبۃ اھلبیتی فاللازم علیہ الاھتداء بھدایۃ نجوم الاصحب کی تصل سفینۃ ایمانہ الی ساحل النجات والفوز بالدرجات العالیات

وہ آسمان سے زمین تک کھچی ہوئی ہے۔ دوسری اپنی اولاد یعنی اہل بیت کو اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض (کوثر) پہ وارد ہو جائیں۔"

پس جس طرح کہ قرآن کی محبت ایمان کے ترازو کا ایک پلہ ہے اسی طرح اہل بیت کی محبت اسکا دوسرا پلہ ہے اور ایمان کا ترازو ان دونوں پلوں کی برابری کے بغیر ہرگز قائم نہیں رہ سکتا۔" اور حضور نے فرمایا ہے کہ" میری اہل بیت نوح کی ناؤ کی طرح ہے جو اسپر سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے تخلف کیا وہ غرق ہوا۔"

"تنبیہ حسن"۔ حضور نے اپنے اصحاب کرام کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے اور اہل بیت طاہرہ کو حضرت نوح کی کشتی کے مانند قرار دیا ہے اس میں یہ نکتہ ہے کہ کشتی ساحل مقصود کو جبھی پہنچ سکتی ہے۔ کہ ستاروں سے ہدایت یاب ہو۔ گویا کہ حضور نے نور نبوت سے جان لیا تھا۔ کہ اُمت میں سے ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو اہل بیت کی محبت کا دعوے کرتی ہوگی لیکن اصحاب سے بغض انکا شیوہ ہوگا اس لئے حضور نے فرمایا کہ جو" محبت اہل بیت" کی کشتی میں سوار ہونا چاہتا ہے۔ اس پر پہلے لازم ہے کہ" ہدایت اصحاب" کے ستاروں کی رہنمائی حاصل کرے تاکہ اس کے ایمان کی کشتی ساحل نجات پر جا پہنچے اور درجات عالیہ کے کنارے جا لگے۔"

Marfat.com

ومن ترك الاهتداء بالنجوم
نسفينة على شرف الغرق و
الهلاك لان هذا البحر محتوى
على المعاطب والمهالك فلما
ينجو منه سالك۔

الاعتذار قد اختصرنا
الكلام فى مناقب الآل الاطهر
ليس ذالك لقلة محبة اهل
السنة معهم لانا نعد محبتهم
جزء الايمان كما نعد محبة الاصحاب
جزءه الآخر وميزان اعتقادنا
بحمد الله تعالى بحب الآل و
الاصحاب مستقيم لا يرجح كفة
على كفة لكن لقلة الضرورة
اليها لان الذين ابغضوا الآل
الاطهر احيانا الله تعالى على
محبتهم واماتنا على محبتهم
وحشرنا فى زمرتهم ابادهم الله
تعالى بفضله عن وجه الارض
الا شرذمة قليلة فى بعض
نواحى اليمن وشطوط البحر الفارس
واما الذين ابغضوا الاصحاب
فانتشروا فى الارض شرقا وغربا
واختلطوا باهل السنة والجماعة

اور جس نے ستاروں سے ہدایت پانی کو چھوڑ دیا۔ تو اس کی کشتی ڈوبنے اور ہلاکت کو جھانک رہی ہے۔ اس لئے کہ اس سمندر کی موجیں بڑی ہی ہلاکت آفرین و مصائب آگین ہیں جن سے بہت ہی کم مسافر بچکر نکلتے ہیں"

"معذرۃ" آل اطہر کے فضائل کے بارہ میں ہم نے جو اختصار برتا ہے یہ اس وجہ سے نہیں کہ اہل سنت کو ان سے محبت کم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کی محبت کو ایمان کا ایک جزو جانتے ہیں جس طرح سے کہ اصحاب کی محبت کو دوسرا جزو سمجھتے ہیں اور ہمارے اعتقاد کا ترازو بحمدہ تعالیٰ آل و اصحاب دونوں کی محبت سے قائم و برابر ہے۔ اس قدر کہ کوئی ایک پلہ بھی جھکا ہوا نہیں ہے" بلکہ اصل سبب اس کا یہ ہے کہ اس بیان کی ضرورت کم ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ آل اطہر سے بغض رکھتے ہیں (حق سبحانہ و تعالےٰ ہمیں اہل بیت کی محبت پر زندہ رکھے اور انہیں کی محبت پر مارے اور انہیں کی جماعت میں ہمارا حشر ہو") ان خوارج کو حق تعالیٰ نے بفضلہ روئے زمین سے ہلاک کر کے اٹھا دیا ہے صرف ایک تھوڑی سی جماعت اطراف یمن اور بحر فارس کے کناروں میں باقی ہے۔ برخلاف اسکے وہ لوگ جو اصحاب سے بغض رکھتے ہیں کل روئے زمین پر مشرق سے لیکر مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں اور اپنے اس خاص نفاق کی وجہ سے جس کو وہ

Marfat.com

بالنفاق الذی یسمونہ تقیۃ والتقیۃ من اصول مذھبھم فھذا ھو السبب القوی فی انتشارھم ھداھم اللہ تعالیٰ ثم اعلم یا اخی وفقک اللہ تعالیٰ للھدایۃ ان سوء الظن بالآل والاصحاب نجانا اللہ منہ سوء ظن بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتنقیصھما تنقیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم عیاذاً باللہ منہ وذالک لان من لم یقدر علی نجات احب الناس الیہ من الآل والاصحاب من عذاب اللہ تعالیٰ مع اتصافہم بکمال الموافقۃ والاتباع وبذل الاموال والاولاد والانفس فی محبتہ ورضائہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف یقدر علی نجات کافۃ الخلق من امتہ مع اتصافھم بکمال المخالفۃ والابتداع وبشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحادیث الصحیحۃ المشھورۃ التی تکاد تتصل بمجموعھا الی حد التواتر بدخول الجنات العالیات فقال صلی اللہ علیہ وسلم

لوگ "تقیہ" کہتے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ سے مل گئے ہیں اور مختلط ہو گئے ہیں اور تقیہ ان کے اصول مذہب میں سے ہے۔ درحقیقت یہی ان کے بکھر جانے اور انتشار کا قوی سبب ہے:" اللہ انہیں ہدایت دے! اے میرے بھائی! خدا تمہیں ہدایت کی توفیق دے! جاننا چاہئے کہ آل و اصحاب سے بدگمان ہونا (اللہ ہمیں اس سے نجات دے) خود حضورؐ اکرم سے بدگمانی ہے۔ اور اُن کی تنقیص خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص ہے (بپناہ بخدا) یہ اس وجہ سے کہ جو شخص اپنے ایسے محبوب ترین آل و اصحاب کو (جو اسے سب لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہوں۔۔ ۔۔ اور آپ کی موافقت اور اتباع کمال کے ساتھ موصوف ہوں ۔۔ ۔۔ اور آپکی محبت اور رضامندی میں اپنی جانیں اموال، اور اولاد بیدریغ خرچ کرتے ہوں) اللہ کے عذاب سے نجات دلانے پر قادر نہ ہو تو بھلا وہ اپنی امت کے تمام افراد اور تمامی مخلوق کی نجات دہی پر کیسے قدرت رکھ سکتا ہے؟ باوصف اس کے کہ وہ مخالفت اور بدعت میں کمال رکھتے ہوں۔

اس کے علاوہ حضورؐ نے آل و اصحابؓ کو بہشت بریں کی بشارت دی ہے۔ جو احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے جنکی مجموعی حیثیت حد تواتر کے لگ بھگ ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ جنت میں ہونگے اور عمرؓ جنت میں ہونگے یہانتک کہ عشرہ مبشرہ پورے گن دیئے:" (اللہ ان سب

ابی بکر فی الجنۃ و عمر فی الجنۃ الی ان عد العشرۃ المبشرۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین و الاخبار فی ھذا الباب کثیرۃ لا تکاد تحصر و قال صلی اللہ علیہ و سلم الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنۃ و امھما رضی اللہ تعالی عنھما و عنہا سیدۃ نساء اھل الجنۃ لان الآل و الاصحب بذلوا اموالھم و انفسھم و اھلیھم و اقاربھم و اوطانھم و اعوانھم فی محبتہ و خدمتہ و اعانتہ صلی اللہ علیہ و سلم فاذا ما نجی الاصحب من عذاب اللہ تعالی علی زعم الروافض و ما نجی الآل الاطھر علی زعم الخوارج فما ظنک بمن جاء من بعدھم من عوام الامۃ و خالفوا الشریعۃ المطھرۃ و الطریقۃ المرضیۃ المنجیۃ فان قلت جمیعھم فی النار عیاذا باللہ منہ فما الفائدۃ فی ارسال النبی الھاشمی الذی ھو خیر خلق اللہ علی الاطلاق لان الانبیاء علیھم السلام کلھم نجوا من امھم بفضل اللہ و رحمتہ ما ارادھم اللہ تعالی و لم ینج نبینا

راضی ہو)

اس بارہ میں احادیث اس قدر کثرت سے وارد ہیں کہ انکا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور فرمایا ہے کہ حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کی ماں جنّت کی عورتوں کی سیّدہ ہیں"۔

اس لئے کہ آل و اصحاب نے اپنی جانیں، اپنے مال اور وطن، اپنے اہل و اقارب، اپنے مددگار سب کے سب حضورؐ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت، مدد، اور خدمت میں صرف کر دیئے تھے"۔

پس جبکہ روافض کے خیال پر اصحاب عذاب الٰہی سے نجات یاب نہ ہوئے اور جبکہ خوارج کے گمان پر آل اطہر نے چھٹکارا نہ پایا تو پھر تمہیں سوچو کہ عوام امت جو بعد میں آتے اور جنہوں نے شریعت مطہرہ اور طریقہ پسندیدہ و نجات دہندہ کی مخالفت کی.. .. انکا کیا حشر ہوگا"۔

اگر کہو کہ یہ سب دوزخی ہیں "پناہ بخدا"! تو پھر بنی ہاشمی جو ساری مخلوق سے علی الاطلاق بہتر و برگزیدہ ہے اس کے بھیجنے سے کیا فائدہ ہوا"۔

تعجب ہے! سارے انبیا علیہم السلام اپنی امتوں میں سے جنتوں کو خدا چاہے نجات دیدیں۔ .. .. اور ہمارے نبی و مولا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی محبوب ترین ہستیوں کو بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکیں؟" تو حضورؐ کے تقرب الی اللہ بہتری و شرف کے آخر کیا معنے ہوئے"۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم حب الخلق الیہ فما معنی الخیریۃ والشرف والقرب عند اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ یقول لامتہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فای الخیریۃ فی سوٓ الخاتمۃ ودخول الھاویۃ نجانا اللہ بفضلہ عنہا مع ان فی ھذہ العقیدۃ تکذیب صریح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث اخبر بدخولھم الجنۃ مع الخلود فیہا و تعتقد الروافض والخوارج بدخولھم وخلودھم فی النار سبحٰنک ھذا بھتان عظیم

فصل و مما ینجیک من عذاب اللہ تعالیٰ اعتقادک الجازم بصحۃ الادلۃ الاربعۃ القطعیۃ الیقینیۃ وھی الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس والمراد من الکتاب کتاب اللہ العزیز الحکیم ومن السنۃ الاحادیث الصحیحۃ النبویۃ علی مصدرھا الصلوٰۃ والسلام ومن الاجماع اجماع اکثر الامۃ علی امر لم یخالف الکتاب والسنۃ ولم یخالف اکثر الامۃ الکتاب والسنۃ

اور سنئے! حق تعالیٰ حضورؐ کی اُمت کو فرماتا ہے

کہ "ان اُمتوں میں جو لوگوں کے لئے پیدا ہوئیں تم بہتر ہو۔" اگر دوزخ میں جانا ہے اور خاتمہ بالخیر کی کوئی صورت نہیں تو پھر یہ اچھی بہتری ہوئی۔" (اللہ ہمیں اپنے فضل سے اس سے بچائے رکھے) اس کے علاوہ اس عقیدہ رکھنے سے حضور اکرمؐ کو صاف صاف جھٹلایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ تو آل و اصحاب کے لئے یہ خبر دیں کہ وہ جنت میں داخل ہونگے اور ہمیشہ وہیں رہیں گے اور روافض و خوارج یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ دوزخ میں داخل ہونگے اور ہمیشہ دوزخی رہیں گے۔

"پاکی ہے اے رب تجھے! یہ تو بڑا بھاری بہتان ہے۔"

فصل: ان چیزوں میں سے جو عذاب الٰہی سے نجات دلا سکتی ہیں ایک یہ ہے کہ ادلۂ اربعہ (جو قطعی اور یقینی ہیں) کی صحت پر پختہ اعتقاد رکھو اور وہ چار یہ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس،

کتاب سے مراد خداوند غالب و حکیم کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔ اور سنت سے احادیث صحیحہ نبویہ (ان کے کہنے والے پر صلوٰۃ وسلام ہو) مراد ہیں۔ اور اجماع سے مراد اکثر امت کا وہ اتفاق ہے جو کتاب اور سنت کے مخالف نہ ہو اور فی الحقیقۃ امت کا اکثر حصہ کتاب و سنت کا نہ کبھی مخالف ہوا ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے

Marfat.com

لقوله علیه الصلوٰة والسلام لا تجتمع امتی علی الضلالة و من القیاس استنباط المجتهدین من الکتاب والسنة واجماع الصحابة او اکثرهم او اوجههم دلیلا وهم الائمة الاربعة ارباب المذاهب الاربعة المشهورة رضی الله عنهم ودلیل الانحصار فی الاربعة وتخصیص الائمة المعروفین بالاجتهاد المطلق مذکور فی المطولات لیس هذا محل بسطه فقوم انکروا الجمیع وبنوا مذهبهم علی اصلاح الطبیعة ومراعاتها فی ای امر کان مشروعا او غیر مشروع فان اقتضت الطبیعة الصلوٰة یصلوها وان اقتضت شرب الخمر یشربونه وهکذا وانکروا الاله والملئکة والجن وزعموا ازلیة العالم وابدیته وانکروا الحشر والنشر والحساب والمیزان والصراط والجحیم والجنان وهؤلاء یسمون الدهریة اولا لانهم قالوا وما یهلکنا الا الدهر ونیچریة حالا وابتلی بهذه

کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "میری اُمت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی"

اور قیاس سے "مجتہدین کا کتاب، سنت اور اکثر یا کُل صحابہ کے اجماع سے یا ان صحابہ سے جنکا دلیل زیادہ قوی ہو استنباط اور اخذ مراد ہے"

اور مجتہدین چار امام ہیں جن کے چار مذہب مشہور ہیں (اللہ ان سے راضی ہو) اور اس بات کی دلیل کہ مذہب چار میں کیوں منحصر ہیں اور ان مشہور ائمہ پر اجتہاد مطلق کی کیونکر تخصیص ہے۔ یہ سارے دلائل بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ جگہ ان کی تفصیل کی نہیں۔

ایک قوم ایسی ہے کہ انہوں نے ان سب دلیلوں کا انکار کیا ہے اور انہوں نے اپنا مذہب طبیعت کی صلاح اور رعایت پر بنایا ہے۔ چاہے وہ امور شرعیہ میں ہو یا غیر شرعیہ ہیں۔ اگر طبیعت نماز کی خواہش کریگی تو نماز پڑھینگے اور اگر شرابنوشی کی آرزو کریگی تو شراب پئیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ خداوند تعالیٰ اور ملائکہ اور جنوں کا انکار کرتے ہیں اور جہان کے ازلی و ابدی ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ اور حشر و نشر، حساب، میزان، صراط، جنت اور دوزخ کے منکر ہیں۔ ابتدا میں انہیں دہریہ کہا جاتا تھا۔ اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیں دہر (زمانہ) ہی ہلاک کرتا ہے نہ کوئی اور۔ اور اب انہیں نیچریہ کہا جاتا ہے۔ اس مصیبت میں آجکل بہت

Marfat.com

المصيبة كثير من الاعيان الذين يدعون الاسلام فى هذا الزمان من الامراء والعقلاء والحكام فانا لله وانا اليه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم وقوم اقروا بالقرآن انه كلام الله الملك العلام وانكروا الاحاديث والاجماع والقياس وسموا انفسهم اهل القرآن الذين ظهروا فى هذا الزمان بنواحى الهند خذلهم الله تعالى و اغلال اعناقهم الى الاذقان لم يعلموا ان الشريعة الاسلامية مجملها فى القرآن ومفصلها فى احاديث النبى الكريم صلى الله عليه وسلم ولا تتم الشريعة الا بالتفصيل مثلا امر الله تعالى فى القرآن العظيم باقامة الصلوة وايتاء الزكوة ولم يبين كيف يصلى الصلوة وكم عدد ركعاتها فى كل وقت ولم يبين كيف يؤتى الزكوة وكم نصابها فى النقود والماشية وكم مقدار يؤدى فاحاديث النبى

سے سمجھدار، امیر، حکام، اور معززین باوصف اسلام کے دعوی کے مبتلا ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ اور ایک قوم نے قرآن کا تو اقرار کر لیا کہ یہ کلام الٰہی ہے لیکن احادیث، اجماع اور قیاس کے منکر بنے انہوں نے اپنا نام اہلِ قرآن رکھا ہے۔ جو آجکل اطراف ہند میں پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ ان کو رسوا کرے اور ان کی گردنوں میں ٹھوڑیوں تک طوق (طوق ملامت) ڈالدے!!

یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ شریعت اسلامیہ کا قرآن مجید اجمال ہے اور احادیث نبی کریمؐ اس کی تفصیل ہیں اور شریعت بغیر تفصیل کے تام نہیں ہوسکتی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں نماز پڑھنے اور زکوٰة دینے کا امر فرمایا ہے لیکن یہ بیان نہ فرمایا کہ نماز کس طرح اور کتنی رکعتیں ہر وقت میں پڑھی جائیں۔

اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ زکوٰت کس طرح اور کس قدر ادا کی جائے اور نقود اور چوپایوں کا کیا نصاب ہے۔ یہ ساری باتیں احادیث نبی اکرم نے تفصیل سے بیان فرمادی ہیں جن کو ہم قرآن پاک سے نہ جان سکتے تھے۔

اگر یہ احادیث نہ ہوتیں تو البتہ لوگ سخت پریشانی ومصیبت میں پڑجاتے!

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بیّن لنا جمیع ما لا نعلمہ من الکتاب ولو لا الاحادیث لوقع الناس فی الحیص والبیص وقد قال اللہ تعالیٰ فی محکم کتابہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا وقال اللہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وقال اللہ تعالیٰ رداً علی من فرق بین حکم اللہ ورسولہ فقال ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویفرقون بین اللہ ورسولہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا۔ ویکفی للمنصف ھذہ الکریمۃ رداً علی ھؤلاء المخذولین وقوم اقروا بالکتاب والسنۃ وانکروا اجماع الامۃ من الصحابۃ والتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین وھم قوم اولوا القراٰن والحدیث بارائھم الفاسدۃ ولم یتبعوا سبیل المومنین الذین ذکرھم اللہ تعالیٰ فی کتابہ

اور اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ "جو تمہارے پاس رسول لائے اس کو لو (اس پر عمل کرو) اور جن چیزوں سے منع کرے اُن سے رُک جاؤ"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "جس نے رسولؐ کی اطاعت کی پس بہ تحقیق اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی ہے"۔

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو یکساں نہیں سمجھتا حق تعالیٰ اس کے حق میں فرماتا ہے "بیشک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور وہ چاہتے ہیں کہ نکالیں کفر و ایمان کے بیچ بیچ ایک راہ۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے ذلّت کا عذاب"۔ ایک منصف کو ان رسوا لوگوں کے لئے یہی آیت کافی ہے۔

اور ایک قوم کتاب اور سنت کا اقرار کرتی ہے لیکن صحابہ اور تابعین اور امّت کے اجماع کی منکر ہے۔ یہ لوگ قرآن و حدیث کی اپنے خیالات فاسدہ سے تاویلیں کرتے ہیں اور ان مومنین مقبولین کے راستہ پر نہیں چلتے جن کا حق تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہے

Marfat.com

المبين قال الله تعالى ومن
يتبع غير سبيل المؤمنين نوله
ما تولى ونصله جهنم وساءت
مصيرا وهم الرافضية والخارجية
والمعتزلة والقدرية والجبرية
وغيرهم من الفرق الضالة التي
ذكرها النبي صلى الله عليه وسلم
بقوله في الحديث الصحيح و
ستفترق امتي على ثلاث وسبعين
فرقة كلهم في النار الا واحدة
الحديث ولم يعلموا ان كثيرا
من احكام الشريعة المطهرة
بقيت على اجمالها وفصلت
في زمن الصحابة والتابعين
وقد قال النبي صلى الله عليه
وسلم في الحديث الصحيح عليكم
بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين
المهديين من بعدي وقال عليه
الصلوة والسلام اصحابي كالنجوم
بايهم اقتديتم اهتديتم فلو لم
يكن في الشرع اجمالا بعد لما امر
الشارع باتباع سنة الخلفاء الراشدين
وسائر الاصحاب رض وقوم اقروا بالكتاب
والسنة واجماع الصحابة والتابعين

کہ "جو چلیگا مسلمانوں کے راستہ کے سوا (دوسرا راستہ)
چلاتے رہینگے ہم اسے اسی راستہ پر جسپر وہ چلا اور
اس کو دوزخ میں جھونک دینگے اور وہ بری جگہ
ہے"۔

اور ان کی یہ جماعتیں ہیں، رافضیہ، خارجیہ، معتزلہ
قدریہ، جبریہ وغیرہم وہ گمراہ فرقے جن کو حضور اکرم نے
اپنے قول مبارک میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ "میری
امت تہتر (۷۳) فرقے ہوگی وہ سب دوزخی ہونگے
مگر ایک فرقہ الحدیث"۔

اور انہوں نے نہ جانا کہ شریعت مطہرہ کے بہت
سے احکام اجمال ہی پر باقی تھے۔ یہانتک کہ صحابہ رض
اور تابعین کے زمانہ میں ان کی وضاحت اور تفصیل
ہوئی"۔

حضور سے حدیث صحیح میں ثابت ہے آپ فرماتے
ہیں کہ "تم اپنے اوپر میری سنت (طریقہ) کو لازم رکھو
اور ان خلفاء کی سنت کو جو میرے بعد فیض رسان
اور ہدایت یاب ہیں" اور فرمایا "میرے اصحاب
ستاروں کی طرح ہیں جس کی ان میں سے پیروی
کروگے ہدایت یاب ہوگے"۔

پس اگر شرع شریف میں صحابہ رض کے دور تک
اجمال نہ ہوتا تو البتہ شارع علیہ السلام خلفائے راشدین
اور باقی اصحاب کی سنت کی پیروی کا امر نہ فرماتے"۔

اور ایک قوم نے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ رض
اور تابعین کا اقرار کیا لیکن قیاس مجتہدین کے منکر

Marfat.com

لکنھم انکروا قیاس المجتھدین فی
الدین وھم قوم سموا انفسھم فی
ھذا الزمان باھل الحدیث فی الھند
المشھورون بالوھابیۃ نسبۃ الی
محمد بن عبدالوھاب النجدی الذی
اضلہ اللہ علی علم وظھر فی
حدود السنۃ العشرین بعد الالف
والمأتین وتغلب علی الحرمین
الشریفین وقتل خلقا کثیرا من
العلماء والمجاورین بالحرمین الشریفین
ونھب اموالھم واباد ھم اللہ
تعالی بھمۃ الامیر محمد علی
پاشا المصری حسب اوامر السلاطین
الترکیۃ العثمانیۃ بعد محاربات
یطول ذکرھا المذکورۃ فی
التاریخ الاسلامیۃ للشیخ احمد
الدحلان المکی وتغلبوا علی
الحرمین الشریفین مرۃ ثانیۃ
سنۃ اربع واربعین بعد الالف
وثلثمائۃ واستزادوا فی الاعمال
الشنیعۃ من القتل والنھب
للمسلمین فی الطائف وھدم المأثر و
المساجد والقبب للصحابۃ وا
الصالحین فی سائر البلاد الحجازیۃ و

ہوئے اور اس زمانے میں یہ لوگ ہندوستان میں اہلحدیث کہلاتے ہیں جو وہابیہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں :

اور وہابی کی نسبت محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہے جسکو خداوند تعالیٰ نے علم کی بنا پر گمراہ کر دیا تھا :

یہ شخص ۱۲۲۰ھ (بارہ سو بیس) ہجری میں ظاہر ہوا۔ اور حرمین شریفین پر چڑھائی کر کے متغلب ہوا اس نے اس لڑائی میں علمائے کرام اور مجاورین حرمین شریفین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ اور ان کے مالوں کو لوٹ لیا :

پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو محمد علی پاشا مصری کی ہمت وجوانمردی سے (جسکو سلاطین ترکیہ عثمانیہ نے اس مہم پر مامور کیا تھا) لڑائیوں کے بعد ہلاک کیا۔ اور ذلتوں سے نکلوایا جسکا ذکر موجب طوالت ہے اور جس کو شیخ احمد دحلان مکی نے اپنی کتاب تاریخ اسلامیہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے :

پھر دوبارہ یہی نجدی ۱۳۴۴ھ (تیرہ سو چوالیس) ہجری میں حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اور پہلے سے بڑھکر افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے۔ اور طائف میں قتل وخونریزی اور مار دھاڑ اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا :

اور سارے ممالک حجاز میں مساجد اور یادگار عمارات اور صحابہ وصالحین کے قبوں کو گرا دیا۔ اور وہ تادم تحریر بلاد مقدسہ کو دابے بیٹھے ہیں۔ ممکن

Marfat.com

وھم الی وقت التحریر متغلبون علی خیر البلاد۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ترجمنا الی عقائد من سموا انفسہم فی الھند باھل الحدیث فانکروا استنباط الاحکام للمجتہدین وقالوا کلنا نقدر علی فھم القرآن والحدیث فلا حاجۃ لنا الی تقلید احد من العلماء ولیتھم اکتفوا بھذا القدر بل قالوا ان تقلید المجتہدین شرک وبدعۃ وفسق علی اختلاف رأیھم المذکورۃ فی کتبھم ولم یعلموا ان اللہ تعالی قال ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم فالمراد من اولی الامر العلماء المجتہدون وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقد اجمع الامۃ من اھل السنۃ والجماعۃ من لدن خیر القرون الی یومنا ھذا باتباع المذاھب الاربعۃ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار

ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی صورت نکالے"

آمدم بر سر سخن، ان لوگوں کے عقائد جو ہندوستان میں اپنا نام اہلحدیث رکھے ہوئے ہیں یہ ہیں" یہ لوگ مجتہدین کے مستنبط (برآوردہ) احکام کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم سب قرآن اور حدیث کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہمیں علماء میں سے کسی ایک کی تقلید (پیروی) کی حاجت نہیں۔ کاش وہ اسی بات پر اکتفا کرتے، وہ تو یہاں تک بڑھے کہ کہنے لگے کہ مجتہدین کی تقلید شرک ہے، یا بدعت، یا فسق (یہ ان کے خیالات کا اختلاف ہے جو ان کی کتابوں میں مذکور ہے)

وہ اتنا نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"اگر اسکو (کسی بات کو) پہونچا دیتے رسول اور اپنے اولی الامر تک تو اس کی مصلحت معلوم کر لیتے۔ ان میں سے وہ جو مصلحت معلوم کر سکتے ہیں" اور مراد اولی الامر سے علمائے مجتہدین ہیں۔

اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی"

اور امت محمدیہ میں سے اہل السنۃ والجماعت نے خیر القرون سے یکر آجتک انہیں چار مذہب کے اتباع پر اجماع اور اتفاق کیا ہے"

اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جو جماعت سے علیحدہ ہوگا۔ دوزخ کیلئے بھی علیحدہ کیا جائیگا"

Marfat.com

والسواد الاعظم هم المقلدون للمذاهب الاربعة المدونة وهذا الباب كثير السوال والجواب فان اردت التفصيل فعليك برسالتنا المسماة بالاصول الاربعة فی تردید الوهابیة تجدها مستوفیة لجمیع مالها وما علیها

فائدة مهمة لعلك تقول لیس اللازم علینا تقلید المذاهب والصراط المستقیم مبیّن فی القرآن العظیم وما اجمله القرآن بیّنه احادیث النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم فانا نقول اما اولاً ان القرآن العظیم واحادیث النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بالتقلید صراحةً ودلالةً اما امر القرآن صراحةً فقوله تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولّی ونصله جهنم وساءت مصیرا ومن المعلوم عند ذوی العقول ان اکثر المؤمنین من الامة المرحومة اختار والتقلید المذاهب الاربعة المشهورة

اور بڑی جماعت مقلدین ہی کی ہے جو چار مذاہب مدونہ میں سے کسی نہ کسی کی پیروی کرتے ہیں۔

اس باب میں بہت سے سوال وجواب ہو سکتے ہیں۔ اگر تم پوری تفصیل چاہو تو ہمارا رسالہ اصول اربعہ دیکھو جو وہابیہ کی تردید میں لکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ تم اس کو سارے سوال اور جواب میں کافی اور شافی پاؤ گے۔

فائدہ مہمہ:۔ شائد تمہارے دل میں خدشہ گذرے کہ ہمیں ان مذاہب کی تقلید کیونکر لازم ہوسکتی ہے جبکہ صراط مستقیم کو قرآن عظیم نے روشن اور مبین کر دیا ہے، اور اگر کسی قدر قرآن میں اجمال ہے تو اس کو نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نے واضح بیان کر دیا ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ایک تو خود قرآن مجید اور احادیث نبی کریم نے ہمیں تقلید کا حکم دیا ہے صراحتًہ یا دلالتًہ۔

قرآن حکیم کا صراحتًہ حکم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "جو مسلمانوں کے راستے کے سوا دوسرا راستہ چلیگا ہم اسے چلاتے رہیں گے جس پر وہ چل رہا ہے۔ یہانتک کہ پہونچا دینگے اسے جہنم تک اور وہ بُرا ٹھکانا ہے"

سمجھدار لوگ جانتے ہیں کہ اُمت مرحومہ میں سے اکثر مومنین نے انہیں مشہور چار مذاہب کی تقلید ہی کو اختیار کیا ہے۔

واما القرآن دلالة فقوله تعالى اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم فالمطلوب في الدعاء هو الصراط المستقيم والصراط المستقيم صراط الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين فالمصلي مامور في الدعاء بان يسأل من الله سبحانه تقليد المنعم عليهم المعبر عنه بصراط الذين انعمت عليهم ومسلم عند الكل ان الأئمة الاربعة للمذاهب الاربعة المشهورة رضوان الله عليهم كانوا صالحين من الذين انعم عليهم فان قلت قد يوجد الصلحاء غيرهم فما وجه التخصيص بتقليدهم دون تقليد غيرهم قلنا ان الامة المرحومة اتفقت على تقليدهم دون تقليد غيرهم ولا تجتمع امة النبي صلى الله عليه وسلم على باطل وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء واما امر الحديث صراحة

اور قرآن پاک کا دلالۃً حکم یہ ہے کہ خداوند پاک اپنے بندوں کو صراط مستقیم کے طلب کی یوں تعلیم دیتا ہے کہ کہو "اے رب! ہمیں ان لوگوں کے صراط مستقیم (سیدھے رستے) پر چلا جن پر تو نے فضل و انعام کیا ہے"۔ پس اصل مطلوب دعا میں صراط مستقیم ہی ہے اور صراط مستقیم بھی انہی لوگوں کی جن پر اللہ کا انعام ہے یعنی نبیین، صدیقین، شہداء و صالحین"۔

اور نمازی کو امر کیا گیا ہے۔ کہ دعا میں جنپر انعام کیا گیا ہے۔ انہی کی تقلید (پیروی) کا سوال کرے جن کو "صراط الذین انعمت علیہم" سے تعبیر کیا گیا ہے اور سب کے نزدیک یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ چار امام مذاہب مشہورہ والے (اللہ ان سے راضی ہو) صالحین میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنپر خداوند تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔

سؤال: صلحاء ان کے علاوہ اور بھی بہت سے پائے جاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بس انہی چار کی تقلید کی جائے نہ دوسروں کی؟

جواب: امت مرحومہ نے انہی کی تقلید پر اتفاق کیا ہے نہ دوسروں کی تقلید پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت باطل پر اتفاق نہیں کر سکتی (دنیز) ان مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کا مذہب بالتفصیل مدون بھی نہیں ہوا بعض بعض مسائل [illegible] منقول ہیں کل امور دین کے مسائل [illegible]

فقوله علیه الصلوٰة والسلام اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار والسواد الاعظم من الامة هم المقلدون للمذاهب الاربعة المشهورة واما امر الحدیث دلالة فقوله علیه الصلوٰة والسلام لابی سعید الخدری ان الناس لکم تبع وانهم سیاتونکم من اقطار الارض یتفقهون فی الدین فاذا جاؤکم فاستوصوا بهم خیرا۔ ابن ماجه وقوله صلی الله علیه وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من هؤلاء واشار الی سلمان الفارسی وفی روایة من ابناء فارس۔ ترمذی واما ثانیا فالقرآن العظیم کلام الله العزیز العلیم انزله علی حبیبه صلی الله علیه وسلم منجما فی ثلاث وعشرین سنة واحکامه و

ہیں) اس کے علاوہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے کسی کا دیا آتا ہے!

اور حدیث شریف کا صراحۃً حکم یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں "بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جو اس سے جدا ہوگا وہ جہنم میں جدا کیا جائیگا"۔ اور امت مرحومہ میں "بڑی جماعت" انہی چار مشہور مذاہب کے مقلدین ہی کی ہے۔

اور حدیث شریف کا دلالۃً امر یہ ہے کہ آپ ابوسعید خدری (ایک صحابی) کو فرماتے ہیں "لوگ تمہارے تابع ہیں اور وہ تمہارے پاس اطراف روئے زمین سے کھچے ہوئے آئیں گے تاکہ دین میں فقاہت (سمجھ) حاصل کریں تو تم ان سے اچھی طرح پیش آنا" (ابن ماجہ)

اور آپ فرماتے ہیں کہ "اگر علم ثریا کو بھی پہونچ جائے تب بھی اس قوم کے لوگ اسے پالینگے اور سلمان فارسی کی طرف اشارہ فرمایا اور ایک روایت میں صاف اس طرح سے وارد ہوا ہے کہ "ابنائے فارس" میں سے اس علم کو پالینگے" (ترمذی)

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن عظیم جو خدائے غالب ودانا کا کلام ہے خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر ٹکڑے ٹکڑے کرکے تیئس برس میں نازل فرمایا ہے۔ اس کے احکام

اس حدیث کی بشارت سے سب محدثین امام اعظم رض ابوحنیفہ مراد لیتے ہیں اسلئے کہ آپ اصل میں فارسی ہیں ۱۲ (منہ عفی عنہ)

Marfat.com

اوامره ونواهيه بحسب
واقعات الزمان متباينة
فمنها الناسخ والمنسوخ ومنه
المحكم والمتشابه ومنه
المقدم والمؤخر قال الله
تعالى هو الذي انزل عليك الكتاب
منه آيات محكمات هن ام الكتاب
وأخر
متشابهات فاما الذين في
قلوبهم زيغ فيتبعون
ما تشابه منه ابتغاء الفتنة
وابتغاء تاويله وما يعلم
تاويله الا الله. الاية وثالثها
انه كلام بين المحب والمحبوب
فتارة يخاطبه بالرموز فيقول
الم والمص وحم وحمعسق
وطس وطسم وتارة
يخاطبه بالاشارات فيقول
الرحمن على العرش استوى
ويقول ثم دنى فتدلى فكان قاب
قوسين او ادنى ويقول يوم يكشف
عن ساق ويقول ان الذين يبايعونك
انما يبايعون الله الى غيرذلك من
الايات الكثيرة فالرموز والاشارات

اوامر اور نواہی اختلاف واقعات زمانہ کے لحاظ سے جداگانہ نازل ہوتے رہے ہیں (یہی وجہ ہے کہ بظاہر بعض آپس میں متبائن نظر آتے ہیں) پس بعض انمیں سے ناسخ اور منسوخ ہیں اور بعض محکم ومتشابہ ہیں اور بعض مقدم و مؤخر ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ "وہی (ذات) ہے جس نے اتاری تم پر کتاب جس کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی اصل ہیں کتاب کی اور بعض دوسری متشابہ ہیں (کئی معنی دینے والی جنکی حقیقت تک رسائی نہ ہو سکے) پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیچھے پڑے رہتے ہیں اُن آیتوں کے جو متشابہ ہیں۔ فتنہ و فساد کے ارادہ سے اور انکے اصل مطلب جاننے کے قصد سے حالانکہ انکا اصل مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

تیسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید محب اور محبوب کی آپس میں گفتگو ہے۔ کبھی تو رموز سے خطاب کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے الم المص وحم حمعسق وطس وطسم اور کبھی اشارات سے پس کہا جاتا ہے کہ "رحمان عرش پر قایم ہوا" اور معراج کے قصہ میں فرمایا جاتا ہے کہ: "پھر نزدیک ہوا اور اُتر آیا پس فاصلہ رہگیا دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی قریب تر" اور یہ کہ "جس دن ساق (پنڈلی) کھولی جائیگی" اور یہ کہ "جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔"
پس محب اور محبوب کے درمیانی اشارات

Marfat.com

بين المحب والمحبوب لا يعلمها غيرهما فلذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم ان للقران ظهرا وبطنا وللبطن بطن الى سبعة بطون واتفق العلماء ان المفسرين تكلموا فى البطن الاول من القران وباقى البطون لا يعلمها الا العارفون بالله تعالى على قدر مراتبهم وكذلك احاديث النبي صلى الله عليه وسلم وقعت بحسب اختلاف الوقائع والزمان متباينة وفيها الناسخ والمنسوخ والمقدم والمؤخر والراجح والمرجوح وما يعلمها الا الراسخون فى علم الحديث وغاية سعيهم ونهاية مقصدهم مصروف الى تصحيح الحديث وتهذيبه وتنقيحه بحسب متن الحديث فوصلوا ببركة صحة نياتهم الى غاية ما ارادوه وصنفوا الكتب المفيدة المعتبرة المشهورة ووضعوا لها اصولا وقواعد لتميز مراتب الرواة وميزوا الصحيح من السقيم

اور رموز کو ان کے سوا دوسرا جان بھی کیا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور اس باطن کا ایک باطن ہے اسی طرح سات باطنوں تک" علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفسرین کا منتہائی کلام قرآن مجید کے بطن اول تک ہی محدود ہے اور باقی باطنوں کو عارفین بمقدار اپنے مراتب کے ہی جانتے ہیں اور بس۔

اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث واقعات زمانہ کے اختلاف کے لحاظ سے متباین اور مخالف واقع ہوئی ہیں۔ ان میں بھی ناسخ اور منسوخ ہیں اور مقدم و مؤخر اور راجح و مرجوح۔ ان امور کو ان لوگوں کے علاوہ جو علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا ان کی محدثین کی منتہائی کوشش اور غایت مقصد یہانتک ہے کہ حدیث کی تصحیح باعتبار متن حدیث کے کرلیں اور اس کو جانچ اور پرکھ لیں پس وہ اپنی صحیح نیت کی برکت سے اپنے غایت مقصود کو پہنچ گئے ہیں۔ اور انہوں نے اس بارہ میں نہایت مفید اور معتبر کتابیں تصنیف کیں جو مشہور ہیں۔ اور انہوں نے اس کے لئے اصول و قواعد وضع کئے تاکہ راویوں کے مراتب کی تمیز ہوسکے اور انہوں نے صحیح کو سقیم سے اور قوی کو ضعیف سے الگ کرکے رکھدیا اللہ پاک انکو جزائے خیر دے۔

والقوی من الضعیف فجزاهم الله تعالیٰ خیراً واما استنباط الاحکام من الآیات والحدیث فذالک فعل المجتهدین فی الدین فلکل فن رجال ولکل مقام مقال وقد قال الله تعالیٰ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ولولا فضل الله علیکم ورحمته لاتبعتم الشیطان الا قلیلا۔ والمراد من اولی الامر العلماء ولولا الضرورة الی الاستنباط لما ذکره الله تعالیٰ فی القرآن بعد ذکر الرسول فصحة متن الحدیث امر واخراج الحکم منه امر آخر کما ان علماء النحو الخلیل و سیبویه وامثالهما دونوا کتب النحو علی القواعد العربیة واستقرء اللغات وما روی عنهم انهم افتوا فی المسائل الفقهیة الا نادرا کما روی ان شخصا سئل الکسائی النحوی هل یسجد ثانیا من سها فی السهو قال الظن انه لا یسجد ثانیاً

لیکن آیات اور احادیث سے احکام کا استنباط کرنا تو یہ مجتہدین کا کام ہے اسلئے کہ ہر ایک فن کے علیحدہ ماہر ہیں ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ اس بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"اگر اس کو (کسی بات کو) پہونچا دیتے رسول اور اپنے اولی الامر تک تو البتہ معلوم کر لیتے اس کو وہ لوگ جو تحقیق کرتے ہیں اور اگر اللہ کا تم پر کرم نہ ہوتا اور اس کی مہربانی تو سوائے چند کے تم سب شیطان کی پیروی کرتے"

"مراد اولی الامر سے علماء ہیں"

اور اگر استنباط کی ضرورت نہ ہوتی تو حق تعالیٰ رسولؐ کے بعد قرآن میں اسکا ذکر ہی کیوں کرتا۔

پس صحت حدیث ایک کام ہے اور اس سے حکم نکالنا (استنباط) دوسرا کام۔

جس طرح سے کہ نحو کے علماء خلیل و سیبویہ وغیرہ ہیں جنہوں نے نحو کی کتابیں تالیف کی ہیں اور عربی کے قواعد کو لغات سے تلاش کر کے نکالا ہے۔ ان کے متعلق یہ کسی نے بیان کیا کہ وہ فقہی مسائل کی بھی فتوائیں دیا کرتے تھے اسلئے کہ یہ انکا کام نہ تھا۔ اگر نادرا کوئی صورت واقع ہوئی ہو تو اسکا اعتبار نہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ کسائی نحوی سے کسی نے پوچھا کہ جس شخص کو سجدۂ سہو میں سہو ہو جائے تو کیا وہ دوبارہ سجدۂ سہو

قال ولم قال لان المصغر
لا یصغر۔ قال الخوارزمی
فی مسنده الکبیر بسنده
الی الامام ابی یوسف رح
قال ثنا ابو یوسف قال
لقینی الاعمش فقال انا هذا
الذی یخالف عبد الله بن
مسعود قال قلت له فیما
یخالفه قال قال عبد الله بیع
الامة طلاقها وصاحبك
یقول لیس بیع الامة طلاقها
فقلت له انت حدثتنا عن
النبی صلی الله علیه وسلم
انه لم یجعل بیع الامة
طلاقها فقال الاعمش وانا
حدثتك ذلك قال قلت له
انت حدثتنا عن ابراهیم عن
الاسود عن عائشة بنت الصدیق
رضی الله عنها ان النبی صلی
الله علیه وسلم خیّر بریرة
فقال ابو یوسف فلو کان
بیع الامة طلاقها ما کان
للتخییر معنی لان عائشة
ام المؤمنین رضی الله عنها

کریگا۔ اسپر اس نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ دوبارہ سجدہ کی ضرورت نہیں۔ سائل نے کہا کیوں؟ کہنے لگے کہ مصغر کی پھر تصغیر نہیں ہوتی۔

خوارزمی نے اپنی کتاب مسند کبیر میں اپنی سند سے جو امام ابو یوسف کو پہنچتی ہے بیان کیا ہے کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ مجھے اعمش ملے اور انہوں نے کہا کہ تمہارے صاحب (ابو حنیفہ) عبد اللہ ابن مسعود رض کی مخالفت کرتے ہیں امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں نے کہا کس بات میں مخالفت کی ہے تو اعمش نے کہا عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ باندی کے بیچ دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور تمہارے صاحب کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں میں نے کہا کہ تمہیں نے تو ہم سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ باندی کے بیچ دینے سے طلاق نہیں ہوتی۔ اعمش نے کہا کہ میں نے یہ کب کہا ہے ابو یوسف نے کہا کہ تم نے ہم سے حدیث اس سند سے بیان کی تھی۔ کہ آپ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے اور وہ اسود سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ (ایک باندی کا نام ہے) کو (نکاح کے باقی رکھنے کا) اختیار دیا تھا۔ اسپر ابو یوسف نے کہا کہ اگر باندی کی بیع طلاق ہی ہوتی تو پھر اس اختیار کے کیا معنے تھے۔ اس لئے کہ ام المؤمنین

Marfat.com

اشترتها فلو كان بيعها طلاقها
لما خيرها النبي صلى الله عليه
وسلم فقال الاعمش يا يعقوب
هذا من هذا قال نعم قال
محمد وفي رواية ان الاعمش
قال ان ابا حنيفة يحسن المعرفة
بمواضع الفقه الدقيقة وغوص
غوامض العلوم الخفية يراها
ابو حنيفة في ظلمة اماكنها من
فسح سراج قلبه انتهى فلو
كان القرآن كافيا في جميع احكام
الاسلام الجزئي والكلي لما
قال الله تعالى وما اتاكم
الرسول فخذوه وما نهاكم
عنه فانتهوا ومن يطع الرسول
فقد اطاع الله واطيعوا الله
واطيعوا الرسول فعلم ان
القرآن الكريم مبين ومفسر و
مفصل بالاحاديث النبوية
صلى الله عليه وسلم ولو كانت
الاحاديث كافية في جميع جزئيات
احكام الاسلام لما قال النبي
صلى الله عليه وسلم عليكم
بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

حضرت عائشہ نے اُسے خرید لیا تھا۔ پس اگر اس کی بیع طلاق ہی ہوتی تو البتہ حضور اکرم اسے کیونکر اختیار دیتے۔ پھر اعمش نے کہا کہ اے ابو یوسف! کیا یہ اسی سے ثابت ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اسی سے تو ہوتا ہے!

امام محمد کہتے ہیں کہ ایک روایت یوں ہے کہ اعمش کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقہ کی دقیق باتوں کو خوب جانتے ہیں اور پوشیدہ علوم کے باریک نکتوں کو غوامض کی اندھیریوں میں بھی اپنے چراغِ قلب کی روشنی سے دیکھ لیتے ہیں انتہی۔

پس اگر قرآن مجید کلی اور جزئی سارے احکام اسلام میں کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ "جن باتوں کا تمہیں رسول امر کریں ان پر عمل کرو اور جن سے نہی فرمائیں ان سے رک جاؤ" "اور جس نے رسول کی اطاعت کی تو تحقیق اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی" اور "اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی"۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی احادیث نبویہ ہی تفصیل تفسیر اور توضیح ہیں۔

اور اگر احادیث ہی اسلام کے سب احکام جزئیہ کے لئے کافی ہوتیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ "تم میرے طریقے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقے کو (جو میرے بعد ہیں) لازم پکڑو"۔

Marfat.com

من بعدی و اصحابی کالنجوم بایّهم
اقتدیتم اهتدیتم ولوکانت
سنة الخلفاء الراشدین باقی
الاصحاب رضوان الله تعالی
علیهم اجمعین کافیة فی جمیع
الواقعات الجزئیة الاسلامیة
المؤقتة بالاوقات المخصوصة
لما قال النبی صلی الله علیه وسلم
لا یجتمع امتی علی الضلالة و
علیکم بالسواد الاعظم فمن
شذّ شذّ فی النار الی غیر
ذلک من الاحادیث الواردة
فی التحریض علی اتباع اکثر الامة
کحدیث معاذ رض قال قال
رسول الله صلی الله علیه و
سلم ان الشیطان ذئب
الانسان کذئب الغنم یاخذ
الشاة القاصیة والناحیة
وایاکم والشعاب وعلیکم
بالجماعة والعامة رواه احمد
وکحدیث ابی هریرة رض قال
قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع
ربقة الاسلام عن عنقه رواه احمد و
ابوداؤد مشکوة شریف)

اور یہ کہ "میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔
جس کی بھی ان میں سے پیروی کرو گے ہدایت
پا جاؤ گے"
اور اگر سنت خلفائے راشدین اور باقی اصحاب
کی ہی سنت سارے واقعات جزئیہ اسلامیہ میں
(جو ان خاص خاص اوقات میں پائے جاتے ہیں)
کافی ہوتی تو البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
یہ نہ فرماتے کہ "بڑی جماعت کی پیروی کرو جو
اس سے جدا ہوگا وہ آگ میں جدا کیا جائیگا"
اور یہ کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو
سکتی"۔ یہ اور اس کے علاوہ اور احادیث جنہیں
اکثر امت کی پیروی کی طرف رغبت دلائی گئی ہے
مثل حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شیطان
انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کے بھیڑیئے کے لئے
کہ جو اکیلی ہوئی اور الگ بکری کو پکڑ لیتا ہے اس لئے
تم گھاٹیوں سے الگ ہو اور اکیلے رُکے نہ ہو بلکہ
جماعت اور عموم امت کے ساتھ رہنا لازم پکڑو"
(روایت کی اس حدیث کو احمد نے)
اور مثل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو جماعت سے
ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اسلام کی رسی اس
کی گردن سے نکل گئی" روایت کی ہے اسکو
احمد اور ابوداؤد نے" مشکوۃ شریف)

Marfat.com

وقد قال اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ فالشریعۃ المطہرۃ اسم لجمیع الادلۃ الاربعۃ القطعیۃ الیقینیۃ فالتزمہا ولا تفارقہا شبرا فقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ۔ فکمال الدین وتمامہ بالتزام الادلۃ المذکورۃ ونقصانہ بترکہا وترک بعضہا فالدین بمنزلۃ البیت وہذہ الادلۃ الاربعۃ جدرانہ والتوحید سقفہ فکما ان المراد من البیت ہو السقف لکن السقف لا یقوم الا علی الجدران کذلک دین الاسلام وان کان سقفہ التوحید والرسالۃ لکنہما لا یقومان بدون الارکان ولعلک تقول ان الدین الاسلام قد کمل فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستدلا بقولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے راستے کے سوا دوسرا راستہ چلیگا ہم اُسے پھیلاتے رہینگے جدہر وہ چل رہا ہے اور پہنچا دینگے اسکو جہنم تک اور وہ بری جائے بازگشت ہے۔

پس شریعت مطہرہ انہی چاروں قطعی اور یقینی دلیلوں کا نام ہے ان کو اپنے اوپر لازم رکھو اور ایک بالشت بھی ان سے جدا نہ ہو۔

اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا تو اسلام کی رسی اس کی گردن سے کھل جائیگی۔

پس دین کا تمام اور کمال ان ہی ادلۂ مذکورہ کے التزام سے ہے۔ اور دین کا نقصان انکے ترک یا بعض کے چھوڑ دینے میں ہے۔

دین ایک گھر کی مثال ہے اور یہ چار دلیلیں اس کی دیواریں ہیں اور توحید اس کی چھت ہے پس جسطرح سے کہ گھر سے مراد چھت ہی ہوتی ہے لیکن چھت بغیر دیواروں کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح دین اسلام کی چھت اگرچہ توحید اور رسالت ہے لیکن یہ دونوں بغیر ان دیواروں اور ستونوں کے استوار و قائم نہیں رہ سکتے۔ اگر تم کہو کہ دین اسلام حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں کامل ہو چکا اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے "آج میں کامل کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر اپنا احسان اور پسند کیا اسلام کو تمہا

Marfat.com

رضیت لکم الاسلام دینا فی نقصان بعد الکمال. اقول دلت الآیۃ علی کمال الدین بحسب الامور الکلیات من انتشار الدین فی جزیرۃ العرب کلھا وفتح مکۃ وغلبۃ الاسلام علی الکفر والادیان الباطلۃ وایضاح ارکان الاسلام من الصوم والصلوۃ والحج والزکات علی حد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الحج عرفۃ ومعلوم ان للحج ارکانا اخر غیر عرفۃ لکن لما کانت العرفۃ اعظم ارکان الحج عبر عن الحج بعرفۃ وعلی حد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ عماد الدین فمن اقامھا اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین فاقامۃ الدین لیس موقوف علی الصلوۃ وحدھا لان للدین ارکانا اخر من الصوم والزکات والحج وغیرذالک لکن الصلوۃ لما کانت عمدۃ الارکان جعلھا صلی اللہ علیہ وسلم عماد الدین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاش بعد نزول الآیۃ قریبا

دین بننے کیلئے؟ پس کمال کے بعد پھر کیا نقصان ہو سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ کمال دین پر بیشک دلالت کرتی ہے لیکن بہ اعتبار امور کلیہ کے نہ بلحاظ امور جزئیہ کے یعنی دین پورے جزیرۃ العرب میں شائع ہو گیا اور مکہ فتح ہو چکا اور اسلام کا غلبہ کفر اور ادیان باطلہ پر ظاہر ہو گیا۔ اور ارکان اسلام روزہ و نماز زکوۃ و حج سب واضح ہو چکے۔ یہ اس طرح ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ حج عرفہ ہے حالانکہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ عرفہ کے علاوہ حج کے اور بھی ارکان ہیں لیکن جبکہ عرفہ حج کے بڑے ارکان میں سے تھا اس لئے پورے حج کو عرفہ سے تعبیر کیا گیا۔

اور جس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے دین کو گرا دیا۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ دین کا قائم رہنا محض نماز ہی پر نہیں ہے بلکہ اس کے اور بھی ارکان ہیں۔ جیسے روزہ و حج اور زکات وغیرہ لیکن نماز چونکہ ان ارکان دین میں زیادہ ضروری تھی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ستون دین فرمایا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آیت مذکورہ کے نزول کے بعد تقریباً

Marfat.com

ثلاثة اشهر وقد امر ونهی ومنع واعطی فلو کان الدین تاما بحسب الجزئیات لما بقی لامرہ ونهیه صلی اللہ علیه وسلم موقع ولا لقوله علیه الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی محمل و

ان قلت ان اکثر خیر القرون والسلف الصالح قد کانوا قبل انعقاد الاجماع والقیاس الذین جعلتهما من ارکان الدین وکان دینهم کاملا غایة الکمال

قلت ان للناس مراتب اربع کذالك المرتبة الاولی مرتبة سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وهو الفرد الاکمل من الناس قاطبة وهو القطب الاعظم الذی یدور علیه رحی الاسلام کافة الذی شرح اللہ صدرہ ورفع ذکرہ واصطفاہ بین الخلائق لنفسه واعطاہ من العلوم والاسرار ما لم یعط احدا من العلمین فیکفیه من الادلة الاربعة القرآن کتاب اللہ

تین مہینے اس دنیائے فانی میں رونق افروز رہے اور اس زمانے میں آپ نے امر بھی کئے اور نہی بھی فرمائی ہے اور لیا اور دیا بھی ہے۔ تو اگر دین جزئیات کے اعتبار سے بھی تام اور کامل ہو چکا تھا تو پھر آپ کے اوامر اور نواہی کے لئے کوئی موقعہ نہیں رہتا اور آپ کے اس ارشاد کے لئے کہ "میرے بعد میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو مضبوط پکڑو" کوئی محل نہیں نکلتا۔

اور اگر تم کہو کہ خیر القرون کے اکثر لوگ اور سلف صالح اجماع اور قیاس کے انعقاد کے قبل ہی گذر گئے۔ جن کو آپ ارکان دین اور پیشوایان امت سے کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا دین کامل تھا اور بہت کامل؛

اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے چار مرتبے ہیں پہلا مرتبہ ہمارے سردار آقا و مولا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ تمامی لوگوں میں فرد اکمل ہیں اور آپ ایسے مبارک اور برگزیدہ قطب اور مرکز ہیں جس پر پورے اسلام کی چکی گھوم رہی ہے! جن کا سینۂ مبارک اللہ تعالیٰ نے کھول دیا تھا اور جن کے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔ اور جن کو ساری خلقت سے اپنے لئے چن لیا ہے!!

اور جن کو علوم اور اسرار سے اس قدر عطا فرمایا ہے کہ سارے جہان میں کسی کو نہیں عطا کیا تو آپکو ادلہ اربعہ (چار دلیلوں) میں سے صرف قرآن

Marfat.com

المنزل علیه ولا حاجة له
الی غیر ذلك - المرتبة
الثانیة مرتبة اصحابه الکرام
صلی الله علیه وسلم رضی الله
عنهم وقرنهم خیر القرون
هم الذین اثرهم الله تعالی
لصحبة حبیبه صلی الله علیه
وسلم ونزع الله تعالی من
صدورهم الغل والحقد و
الحسد وحب الدنیا وحظوظ
النفس والشیطان کانوا بنی ادم
صورة وملئکة سیرة وصدورهم
کنوز العلوم من الکتاب والسنة
ببرکة صحبة النبی المکرم صلی الله علیه وسلم
فیکفیهم من الادلة الاربعة کتاب
الله وسنة رسول الله صلی الله
علیه وسلم ولا حاجة لهم الی غیر ذلك
والمرتبة الثالثة مرتبة التابعین
للاصحاب وقرنهم ایضا خیر القرون
هم الذین انتخبهم الله تعالی لنشر
علوم الدین وتصفیة الاحکام من
الکتاب والسنة ببرکة صحبة الاصحاب
فیرجحون فی المسائل المختلفة بین الاصحاب
ما اجمع علیه اکثر الصحابة

ہی کافی ہے۔ جو آپ پر نازل ہوا آپکو اس کے علاوہ اور کسی چیز کی حاجت نہیں"

دوسرا مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے ان کا زمانہ زمانوں میں بہترین ہے اور وہ وہی ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رفاقت کے لئے پسند فرمایا اور ان کے سینوں سے اللہ تعالےٰ نے کھوٹ اور کینہ، اور حسد، اور دنیا کی محبت، اور نفس اور شیطان کی خواہشیں، اور لذتیں نکال دی تھیں۔ صورتاً بنی آدم لیکن سیرتاً ملائکہ تھے ان کے سینے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے قرآن مجید اور سنت رسول اللہ کے علوم کے خزانے بن گئے تھے۔ ان کو ادلہ اربعہ میں سے صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کافی ہیں اور کسی چیز کی ان کو ضرورت نہیں۔

تیسرا مرتبہ صحابہ کے تابعین رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اور زمانہ بھی ان کا خیر القرون میں سے ہے۔ ان کو صحبت اصحاب رضی اللہ عنہم کی برکت سے حق تعالیٰ نے علوم کی اشاعت اور کتاب وسنت کے احکام کے تصفیہ کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔

.. ..

.. .. اور یہ اصحاب کے درمیانی مختلفہ مسائل میں ان کو ترجیح دیتے تھے جس پر اکثر صحابہ

Marfat.com

المجتہدین فی الدین رضوان اللہ علیہم اجمعین فیکفیھم من الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع ولاحاجۃ لہم الی غیر ذلک۔ والمرتبۃ الرابعۃ مرتبۃ الذین جاؤا من بعدھم وفی خیریۃ قرونھم اختلاف ولیست نفوس اکثرھم سالمۃ عن خطرات النفس الامارۃ بالسوء فکثر فیہم الاختلاف فی مسائل الدین والدنیا کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث عمران بن حصینؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی القرن الذی بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ولا اعلم اذکر الثالث ام لا ثم ینشاء اقوام یشھدون ولا یستشھدون ویخونون ولا یؤتمنون ویفشو فیہم السمن۔ ترمذی۔ فوقع الناس فی حرج عظیم من تلک الاختلافات ولما ان اراد اللہ سبحٰنہ حفظ حوزۃ الدین بعث فیہم العلماء مھرۃ اتقیاء بررۃ واعطاھم اللہ تعالٰی قوۃ الاستنباط من الآیات والاحادیث واجماع الصحابۃ

مجتہدین نے اتفاق اور اجماع کیا ہو۔

ان کو ادلۂ اربعہ میں سے کتاب اور سنت اور اجماع کافی ہیں کسی اور چیز کی ان کو حاجت نہیں!!

چوتھا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو بعد میں پیدا ہوئے۔ ان کے زمانے کی بہتری میں اختلاف ہے اور اکثر ان میں سے نفس امارہ کے خطروں سے بھی بچے ہوئے نہیں۔ اور مسائل دین میں ان کے درمیان بہت اختلافات ہوئے ہیں۔ جیسا کہ عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "سب سے بہتر اور افضل زمانہ وہ ہے جس میں مَیں مبعوث ہوا ہوں پھر وہ زمانہ جو اس سے ملا ہوا ہے (عمران ابن حصین کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ تیسرے زمانے کے لئے بھی آپ نے فرمایا یا نہیں) پھر فرمایا کہ پھر ایسی قومیں پیدا ہونگی جو بغیر گواہی طلب کئے گواہیاں دینگی اور خیانت انکا شیوہ ہوگا اور انہیں کوئی امین نہ بنائیگا۔ اور ان میں موٹاپا بڑھ جائیگا" روایت کی اسکی ترمذی نے اس زمانے میں لوگ ان اختلافات کی وجہ سے بڑی مصیبت میں پڑ گئے۔ پھر اللہ تعالے نے جب ملکت اسلام کی حفاظت چاہی تو ان میں بڑے ماہر علماء اور بڑے پرہیز گار و متقی بھیجے جن کو آیات اور احادیث اور اجماع صحابہ و تابعین سے

Marfat.com

والتابعین وعلموا الناسخ من المنسوخ والمحکم من المؤول المؤخر من المقدم وخص بفضلہ من بینھم المجتہدین من المذاہب الاربعۃ المشہورۃ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم فاکثر الامۃ تلقوا مذاہبھم بالاخذ والقبول ودونوا العلماء منھم کتب الفقہ ابوابا مبوبۃ وفصولا مفصلۃ وسھلوا للناس طرق الدین الاسلامی فجزاھم اللہ خیرا ولیس بینھم اختلاف الا فی بعض المسائل الفرعیۃ تصدیقا لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم اختلاف امتی رحمۃ قال اللہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم فالمستنبطون فی القرن الثالث ھم المجتھدون وقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ

استنباط (مسائل نکالنے) کی قوت عطا کی۔ اور جنہوں نے ناسخ کو منسوخ سے اور محکم کو ماوّل سے مؤخر کو مقدم سے پرکھ لیا۔

.. ..

.. ..

.. ..

ان علمائے متقین میں سے پھر رحمت الٰہی نے مجتہدین مذاہب اربعہ مشہورہ کو چھانٹ لیا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

ان کے مذاہب کو ساری اُمت نے بڑے فخر اور مسرت سے قبول کیا اور انہوں نے پھر فقہ کی کتابیں باب باب اور فصل فصل کر کے جمع کیں مقصد یہ کہ دین اسلام کے راستے کو لوگوں کے لئے نہایت آسان کر دیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ بعض مسائل فرعیہ کے علاوہ ان کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس سے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ میری اُمت کا درمیانی اختلاف رحمت ہے"۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" اگر وہ رجوع کرتے رسول اور اولی الامر کی طرف تو یقیناً جان لیتے ان میں سے وہ لوگ جو مستنبطین (مصلحت شناس) ہیں"۔ اور قرن ثالث (تیسرے زمانے) میں مستنبطین یہی مجتہدین ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ" میری امت گمراہی پر

فاللازم علینا معشر المسلمین فی ھذا الزمان اتباعھم و تقلیدھم ھذا ھو حقیقۃ الاجماع والقیاس۔ فائدۃ مھمۃ کثیرا ما تری انکار غیر المقلدین للمذاھب علی اطوار المشائخ من الاذکار المرتبۃ والمراقبات الموقتۃ والاوراد الموظفۃ والریاضات المدونۃ و یقولون ان جمیع ذلک بدعات احدثوھا ما کانت فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن الصحابۃ رضوان اللہ علیھم مستدلین بالحدیث الصحیح الذی ورد فی الصحاح ان کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ فنقول الکلام فی ھذا المبحث من وجھین الاول فی معنی البدعۃ واقسامھا والثانی فی اظھار مراد الشارع علیہ الصلاۃ والسلام من البدعۃ المذکورۃ فی الحدیث۔ الوجہ الاول فی معنی البدعۃ اعلم ان البدعۃ فی اللغۃ کل ما	جمع نہ ہوگی۔ اس لئے اے مسلمانو! ہم پر اس زمانے میں انہی کی پیروی اور تقلید لازم ہے۔ یہ ہے حقیقت اجماع اور قیاس کی۔ **فائدہ مہمہ:**۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ غیر مقلدین (جو ان مذاہب مذکورہ کی پیروی نہیں کرتے) مشائخ کے اطوار پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے طریقے کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ترتیب وار اذکار" اور وقت کی پابندیوں کے ساتھ مراقبے" اوراد مقررہ" مخترعہ ریاضتیں" ان سب کا کوئی اصل نہیں بلکہ یہ ساری بنائی ہوئی بدعتیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں انکا کوئی وجود نہ تھا۔ اور اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہ "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے"! ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں دو طرح سے کلام کیا جا سکتا ہے۔ اول بدعت کے معنی اور اس کے اقسام کے بیان میں۔ دوسرا یہ کہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث مذکورہ میں بدعت سے کیا مراد ہے۔ وجہ اول بدعت کے معنی کے بیان میں۔ جاننا چاہئے کہ بدعت لغت میں ہر اس نو پید چیز کو کہتے ہیں جس کا کوئی نظیر پہلے نہ ہو۔

احدث من غیر نظیر سابق و منه قوله تعالیٰ بدیع السموات والارض وفی الشرع البدعة کل ما احدث من امور الدین التی لم تکن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی المعارض والمخالف للسنة القویمة وانما قیدنا بالمعارض و المخالف للسنة لان الامور الحادثة بعد زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعت قدیما و حدیثا شیوعا عاما بحیث لا ینجو عنها المقلد ولا غیر المقلد حتی الحصة الاخیرة من خیر القرون المشهود لها بالخیر وکتب التواریخ شاهدة علی ذلک ومن اسرح نظر الانصاف فی اضواء العالم الاسلامی وجد اکثر الامور المعاشیة من الملبس والمطعم و المسکن محدثة علی غیر الطریق المسنون فالحاصل ان المراد من البدعة فی الحدیث الشریف هی البدعة السیئة التی تخالف السنة

اور اسی معنی کر کے باریتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدیع (موجد) ہے آسمانوں اور زمینوں کا"۔

اور شرع میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو امور دین میں نو پیدا کردہ ہو یعنے جس کا وجود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نہ ہو اور وہ سنت کی مخالف اور معارض ہو۔

ہم نے جو یہ قید لگائی ہے کہ سنت کے مخالف اور معارض ہو۔ یہ اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد اتنے نئے امور پیدا ہوئے ہیں اور وہ اس زمانے میں بھی اور اس سے پہلے بھی اس قدر عام اور شائع ہو گئے ہیں کہ ان سے نہ مقلد بچ سکتا ہے اور نہ غیر مقلد۔ یہاں تک کہ خیر القرون کا آخری حصہ بھی ان امور کی زد سے نہ بچ سکا جیسے تاریخ کی کتابیں شاہد ہیں۔

عالم اسلامی ہی میں اگر کوئی نظر انصاف کو وسعت دیکر دیکھے تو کھانے پینے، پہننے، اور اوڑھنے، اور مکانات میں اس کے علاوہ اور دنیوی اور معاشی امور میں اکثر امور ایسے دیکھیگا جو نو پیدا کردہ ہیں اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انکا کوئی وجود نہ تھا۔

حاصل کلام یہ کہ مراد بدعت سے حدیث شریف میں وہ بدعت ہے جس کو سیئہ (بری) کہا جاتا ہے اور جو سنت کے مخالف اور مقابل ہے۔ لیکن وہ نو پیدا امور جو سنت کے معارض اور

Marfat.com

ونعارضها واما الامور المحدثة
التي لم تعارض السنة فهي من
المباحات الشرعية لان
الاصل في الاشياء الاباحة
عندنا - فان قلت اما ترى
الى لفظة كل في الحديث لان
متن الحديث ورد ملفظة كل بدعة
ضلالة وقلت ان بعض البدع
من المباحات في الشرع فكيف يصح
هذا - قلت ليس مراد الشارع
عليه الصلوة والسلام بايراد لفظة
كل جميع اقسام البدع مطلقا حسنة
كانت او سيئة بل المراد بلفظة
كل جميع انواع البدع السيئة التي
تعارض السنة وتخالفها بدليل
قوله عليه الصلوة والسلام كما
ورد في الصحاح عليكم بسنتي و
سنة الخلفاء الراشدين المهديين
من بعدى وليست سنة الخلفاء
رضوان الله عليهم عين
سنة النبي صلى الله عليه وسلم
لان العطف يقتضى التغاير
فان كانت لفظة كل بدعة على
الاطلاق لم يبق لاتباع سنة

مقا[بل] ہیں۔ وہ مباحات شرعیہ میں داخل ہیں اس [لئے] کہ ہمارے مذہب میں سب اشیاء در اصل مبا[ح] ہیں (حرمت بعد میں نص شارع سے ہوتی ہے)

سوال۔ لفظ "کل" کو کیوں آپ نے نظر انداز کر دیا اور کہنے لگے کہ بعض بدعتیں مباحات شرعیہ میں داخل ہیں حالانکہ متن حدیث شریف میں "کل" کا لفظ آچکا ہے یعنی ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔

جواب۔ شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی مراد لفظ کل فرمانے سے یہ نہیں کہ یہ سب اقسام بدعت کے مطلقاً حسنہ ہو یا سیئہ (بھلی ہو یا بری) سب ضلالت اور گمراہی ہیں بلکہ لفظ "کل" سے یہ مراد ہے کہ بدعت سیئہ کے سارے اقسام جو سنت سے ٹکر کھائیں اور مخالف ہوں گمراہی ہیں۔ اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وہ قول دلیل ہے جو صحاح میں وارد ہو چکا ہے کہ "میری سنت کو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہیں اپنے اوپر لازم پکڑو"۔

اور خلفائے راشدین کی سنت عین سنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہو نہیں سکتی اس لئے کہ عطف مغائرت کو چاہتا ہے تو اگر "کل" کا لفظ علی الاطلاق لیا جائے تو سنت

Marfat.com

الخلفاء الراشدين محلًّا ولا
تقول سيدنا الفاروق
رضي الله عنه نعمة البدعة
هي في شان التراويح عشرين
ركعة محمل فلفظة كل في الحديث
وردت على حد قوله تعالى
ثم اجعل على كل جبل منهن
جزءًا ثم ادعهن يأتينك
سعيا فليس المراد من لفظة
كل جبل جبال العالم الدنيوي
جميعها بل المراد من كل جبل
الجبال الاربعة او السبعة التي
كانت حاضرة هناك كما في
البيضاوي. فعلم ان مراد
الشارع صلى الله عليه وسلم
من لفظة كل في الحديث كل
بدعة سيئة قال العلماء ان
من البدع ما هو واجب في
هذا الزمان كنشر العلوم
وبناء المدارس والرباطات
ومنها ما هو سنة حسنة
كاداء التراويح عشرين ركعة
واتخاذ الدفتر والديوان للحكومة
سنة عمرية وتعمير المساجد بالاحجار

خلفائے راشدین کے اتباع کا کوئی موقعہ نہیں رہتا اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ "بیس رکعتیں تراویح بڑی اچھی بدعت ہے" کوئی محل نہیں نکلتا۔

لفظ کل کا اس حدیث میں ایسا ہے جیسا کہ کلام پاک میں حضرت ابراہیم کے قصہ میں مذکور ہے کہ: "پھر رکھدو ہر ایک پہاڑ پر (کل جبل) ایک ایک حصہ پرندوں کا پھر بلاؤ ان کو وہ آئینگے دوڑتے ہوئے"

یہاں لفظ "کل جبل" سے ساری دنیا کے سب پہاڑ تو مراد ہو ہی نہیں سکتے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک پہاڑ پر جو حاضر ہیں چار ہوں وہ پہاڑ یا سات (جیسا کہ بیضاوی نے بیان کیا ہے) ان پرندوں کا گوشت رکھدو۔

پس معلوم ہوا کہ مراد شارع صلے اللہ علیہ وسلم کی لفظ "کل" سے ہر ایک بدعت سیئہ ہی ہے۔

علمائے کرام کہتے ہیں کہ بدعت کی بہت سی قسمیں ہیں بعض ان میں سے تو اس زمانے میں واجب ہیں مثلاً علوم کی اشاعت کرنا، مدرسے اور مسافر خانے بنانا وغیرہ۔

اور بعض سنت حسنہ ہیں جیسے بیس رکعتیں تراویح پڑھنا۔ اور حکومت کیلئے دفتر اور کچہریاں بنانا (یہ سنت عمریہ ہیں) اور مساجد کو منقش

المنقوشة وخشب الساج و جمع القرآن فی المصحف سنة عثمانية ومحاربة البغاة وغيرها سنة مرتضوية ومنها ما هو مستحب او مباح كاكثر اطوار العالم فی هذا الزمان فهذا هو الوجه الثانی من الوجهين المذكورين فاطوار المشايخ رحمهم الله تعالی فی الاذكار المرتبة والمراقبات المؤقتة من البدع الحسنة التی تلقاها الفحول من علماء الاسلام بالقبول واستحسنوها وحثوا عليها واشتغلوا بها بل لم يحسبوها بدعة ولم يرضوا باطلاق لفظة البدعة عليها كما هو مشرب مرشدنا الاعظم الامام الربانی المجدد للالف الثانی رحمة الله عليه وقد طولنا الكلام فی هذا الباب لان الكلام يجر الی الكلام لكن لا يخلو عن فائدة او فوائد لمن له قلب سليم۔

پتھر اور ساگوان کی لکڑی سے تعمیر کرنا اور قرآن مجید کو مصحف میں جمع کرنا (یہ سنت عثمانی ہیں) اور باغیوں وغیرہ سے جنگ کرنا (یہ سنت مرتضوی ہے)۔

اور بعض بدعتیں مستحب یا مباح ہیں جیسے آجکل کے زمانے کے اکثر اوضاع اور رسوم۔ دو وجوہ مذکورہ میں سے یہ دوسری وجہ ہے۔

پس مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کے اطوار اور اذکار مرتبہ اور مراقبات موقتہ اس بدعت حسنہ (اچھی) میں داخل ہیں جنکو نامور اور جید علماء اسلام نے قبول کیا ہے اور ان کو اچھا سمجھا ہے اور لوگوں کو ان باتوں کی طرف ترغیب دی ہے اور خود ان کاموں میں مشغول رہے ہیں۔ بلکہ ان امور کو وہ بدعت ہی نہیں سمجھتے اور اس بات پر رضامند ہی نہیں کہ ان پر بدعت کا لفظ استعمال کیا جائے۔ جیسا کہ ہمارے مرشد اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب ہے۔

ہم نے اس باب میں کلام کو طول دیا ہے اس لئے کہ بات سے بات نکلتی رہی ہے لیکن پھر بھی یہ طول فائدوں سے خالی نہیں ہے۔ انصاف پسند دل ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

Marfat.com

فصل ثم اعلم یا اخی وفقك الله تعالیٰ لما یحبه ویرضاه انك مسئول بعد صحة الاعتقاد بالاعمال البدنیة من الصوم والصلوة والحج والزکاة وسائر الاوامر الالهیة من اعمال البدن والقلب وترك المحرمات والمکروهات الشرعیة من اعمال القلب والبدن فعلم الفقه متکفل لتفصیل الاعمال البدنیة وعلم الاخلاق متکفل لتفصیل الاعمال القلبیة فکما ان اصلاح الظاهر موقوف علی الاعمال البدنیة کذلك اصلاح الباطن موقوف علی الاعمال القلبیة ولیس هذا محل تفصیلهما لانهما عینان تجریان بل هما بحران یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان من مشکات صدر النبی صلی الله علیه وسلم الی صدور امته فعلیك برکوب سفینة العلمین المطهرین کی یوصلك بالسلامة الی ساحل المقصود تتبختر بعد الموت فی ریاض الملك المعبود وها انا اقرر لك بعض الضروریات

فصل اے بھائی! اللہ تمہیں ان کاموں کی توفیق دے جنکو وہ پسند کرتا ہے اور جن سے راضی ہوتا ہے! جاننا چاہیئے کہ اعتقاد صحیح کرلینے کے بعد تم مسئول اور مکلف ہو۔ اعمال بدنیہ روزہ اور نماز اور حج وزکات پر اور تمامی اوامر الٰہی پر خواہ وہ اعمال قلبیہ ہوں یا افعال جوارح اور محرمات ومکروہات شرعیہ کے ترک کرنے پر خواہ وہ بھی قلبیہ ہوں یا بدنیہ۔ علم الفقہ اعمال بدنیہ کی تفصیل کا کفیل ہے اور علم اخلاق اعمال قلبیہ کی توضیح کا ضامن ہے پس جس طرح کہ ظاہر کی اصلاح اعمال بدنیہ پر موقوف ہے۔ اسی طرح باطن کی اصلاح کا مدار اعمال قلب پر ہے۔ یہ مقام ان دونوں کی تفصیل کا نہیں ہے اس لئے کہ وہ دو جاری چشمے ہیں بلکہ دو سمندر ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان دونوں کے درمیان پردہ حائل ہے کہ ایک دوسرے سے تجاوز نہیں کرسکتا، اور یہ دونوں چشمے یا سمندر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سینہ سے پھوٹ کر نکلتے ہیں اور امت کے سینوں تک پہونچتے ہیں تم پر لازم ہے کہ ان دونوں پاکیزہ علموں کی کشتی میں سوار ہو جاؤ تاکہ یہ تمہیں سلامتی سے ساحل مقصود تک پہونچا دیں جس کی وجہ سے موت کے بعد اپنے مالک معبود کے مہیا کردہ باغوں میں گلگشت کرتے رہوگے۔

ہم ابھی تمہیں بعض ضروری باتیں اعمال قلب

Marfat.com

من اعمال البدن والقلب مختصرا فعليك ان تقابلهما بالقبول والعمل بهما فتفوز بالدرجات العلی و لا تترکهما سدی۔ فتخسر وتطغی۔

وقبل ان اشرع فی التفسير اعلمك بروح الاعمال ولب لبابها الا وهو الاخلاص وصحة النية فالعمل القليل بصحة النية والاخلاص خير من العمل الكثير مع فساد النية وعدم الاخلاص فان النبی صلی الله عليه وسلم قال انما الاعمال بالنيات ولكل امرئ ما نوی فی الحديث الطويل المتواتر فلهذا السبب كان مد الاصحاب او نصفه فی الانفاق خيرا من مثل جبل احد غيرهم ذهبا۔

ولعلك تقول ما الاخلاص فاقول الاخلاص ان تعبد الله تعالی تعبدا ورقا وامتثالا لامره وصدقا من غير ان تدخل قلبك طمع الجنة او خوف النار او شيئا آخر من حظوظ النفس كائنا

اور اعمال بدن کی مختصراً بتلا دیتے ہیں تم پر یہ لازم ہے کہ انہیں قبول کرو اور ان پر عمل پیرا ہو جاؤ تاکہ مقامات عالیہ پر فائز ہو سکو کہیں ان کو فضول سمجھ کر نہ چھوڑ دینا کہ اس سے بے نیازی برتنے میں ٹوٹا پاؤ گے اور نقصان اٹھاؤ گے۔

مقصود کے شروع کرنے سے پہلے میں تمہیں سب اعمال کی روح اور جوہر اور گودا بتلا دیتا ہوں اور وہ کیا ہے؟ "اخلاص" اور نیت صحیح کرنا۔ تھوڑا سا عمل خیر بھی اخلاص اور صحت نیت کے ساتھ اس عمل خیر سے جو اگرچہ بہت بڑا ہے لیکن اخلاص سے نہیں بلکہ فساد نیت کے ساتھ ہے۔ بہت ہی اچھا ہے۔ اسلئے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "سب اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک آدمی وہی پائیگا جو اس نے نیت کی ہو" (حدیث طویل متواتر) اسی وجہ سے صحابہ کرام کا ایک 'مد' (یعنی دو رطل) یا اسکا بھی نصف اللہ کے راہ میں خرچ کرنا دوسروں کے جبل اُحد کے برابر سونا صرف کرنے سے بہتر اور افضل تھا۔

اگر تم کہو کہ اخلاص کیا ہے؟ تو اس کی بھی ہم تمہیں حقیقت بتلائے دیتے ہیں۔ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہایت عاجزی اور نہایت سچائی سے محض اس کی فرمانبرداری اور غلامی کے لئے کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ دل میں جنت کی طمع کئے ہوئے ہو یا دوزخ کے خوف سے یا اور جو نفس کی

Marfat.com

ما کان فان انفاقک قبضۃ
من بر بلا اخلاص و مرضاۃ
تعالیٰ خیر لک من انفاقک
قبضۃ من لؤ لؤ بغیر الاخلاص
و مرضات النفس فاذا
خلصت عملک للہ تعالیٰ
فذلک ھو العمل المتقبل
یکتب لک بعشرۃ امثالہا و
یزید اضعافا الی سبعمائۃ
ضعف و یربولک وینمو لک
یوم القیمۃ کالحبۃ التی
اغرست فی ارض صالحۃ
تنمو وتزید حتی تصیر
بعد حین شجرۃ عالیۃ
مثمرۃ نفیسۃ وان عملت
بلا نیۃ صالحۃ واخلاص
فلا یزید ولا ینمو بل ولا
یقبل منہ صرفا ولا عدلا
قال اللہ یمحق اللہ الربوا و
یربی الصدقات وقال تعالیٰ
انما یتقبل اللہ من المتقین
والمتقون ھم المخلصون
اذا علمت ھذا فاعلم ان
الصلوۃ عماد الدین

خواہشیں اور لذتیں ہوسکتی ہیں۔ ان کے لئے ادا کی جائے؛

اس لئے کہ اگر ایک مٹھی بھر کیہوں، اللہ کی رضامندی کے لئے اخلاص کے ساتھ خرچ کیجائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مٹھی بھر موتی بغیر اخلاص کے نفس کی رضامندی میں دے ڈالو جب تم نے اپنے عمل کو محض اللہ ہی کے لئے خالص کردیا اور پوری اخلاص اس میں پائی گئی تو سمجھ لو کہ یہی عمل قابلِ قبول بلکہ قبول شدہ ہے۔ ایسا عمل دس گنا بڑھا کے لکھا جائیگا۔ اور یونہی سات سو تک وہ عمل بڑھ سکتا ہے (یعنی ایک با اخلاص عمل سات سو گنا ہوجائیگا) اور یہ عمل تمہارے لئے قیامت کے دن تک نشو ونما پاتا رہیگا اس دانے کی طرح جس کو نہایت اچھی زمین میں بویا جائے تو وہ اگتا اور بڑھتا ہے یہانتک کہ کچھ زمانے کے بعد ایک تناآور پھلدار اور خوشنما درخت بن جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بغیر نیت صالح اور اخلاص کے عمل کیا ہے تو وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ بڑھتا ہے بلکہ اس شخص کا فرض اور نفل کبھی رتبۂ قبولیت نہیں پاتا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ: "اللہ تعالیٰ سود کو محو کرتا ہے اور گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا رہتا ہے"! اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "اللہ متقین ہی سے قبول کرتا ہے"! اور متقین وہی با اخلاص لوگ ہیں۔

جب تم اس کو جان چکے تو اب جانو کہ نماز دین

وجمع الطاعات ومخ العبادات وليس في الاعمال بعد الايمان بالله ورسوله شيء افضل منه وهي عبادة بدنية فريضة على كل مكلف مسلم او مسلمةٍ حرٍّ او عبدٍ غنيٍ او فقيرٍ مسافرٍ او مقيمٍ صحيحٍ او سقيمٍ فاذا اصبحت فقل اصبحنا واصبح الملك لله الواحد القهار وجدد ايمانك بقولك اشهد ان لا اله الا الله واشهد انّ محمدا عبده ورسوله اللهم انت ربي لا اله الا انت خلقتني وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك ما استطعت ابوء لك بنعمتك عليّ وابوء بذنبي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت وقم سريعا مخلصا لله تعالى وقل بسم الله الرحمن الرحيم وتوضأ بالاسباغ مراعيا للآداب والسنن ليس المراد بالاسباغ كثرة صب الماء او كثرة عدد الغسلات فوق الثلاث ولكن المراد منه استيعاب الاعضاء المغسولة

کا ستون ہے اور طاعات کا مخزن اور عبادات کا مغز ہے۔ اور سب اعمال میں اللہ اور رسول پر ایمان کے بعد اس سے کوئی اور عمل افضل نہیں۔ اور یہ عبادت بدنیہ ہر ایک مکلف مسلم مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام غنی ہو یا فقیر مسافر ہو یا مقیم تندرست ہو یا بیمار سب پر فرض ہے۔

اب صبح سے لیکر سارے اعمال کی ترتیب ہم تمہیں بتلائے دیتے ہیں۔ صبح سویرے اُٹھتے ہی یہ دعا پڑھو: "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" اور اپنے ایمان کی تجدید اس قول سے کرو۔ "اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم انت ربي لا اله الا انت خلقتني وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك ما استطعت ابوء لك بنعمتك عليّ وابوء بذنبي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت"۔ اور خاص اللہ ہی کے لئے جلدی سے اٹھ بیٹھو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو اور آداب وسنن کی رعایت رکھتے ہوئے بالاسباغ (یعنی اچھی طرح) وضو کرو۔ "اسباغ" سے یہ مراد نہیں کہ زیادہ پانی ڈھولو۔ یا تین مرتبے سے زیادہ اعضاء کو دھوؤ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دھوئے جانے والے اعضا کو دھونے میں اچھی طرح گھیر لو۔

Marfat.com

كالمرفقين والكعبين واطراف الوجه وايصال الماء الى اصول شعر اللحية وانو بالوضوء زوال الحدث او استباحة الصلوة و صلّ ركعتي سنة الفجر في بيتك مخففا وليس المراد بالمخفف عدم تعديل الاركان بل المراد منه قصر القرأة فيهما ثم اذهب وقت الاسفار الى اقرب المساجد اليك وان كان مهجورا مسبحا مستغفرا بقولك سبحان الله وبحمدك سبحان الله العظيم واتوب اليك وادخل المسجد خائفا غضبه راجيا رحمته وضع رجلك اليمنى في المسجد وقل رب ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا

وصلّ ركعتي فرض الصبح بالجماعة بالسكينة والوقار وطول القرأة ما استطعت ان كان في الوقت سعة ثم اركع مستويا

جیسے کہنیاں اور ٹخنے اور چہرہ کے اطراف اور ڈاڑھی کے بالوں کی جڑ تک پانی پہونچانے میں کمی واقع نہ ہو۔

اور وضو کرنے سے یہ نیت کرو کہ بیوضوئی زائل ہو اور نماز ادا کرنا مباح ہو جائے۔ پھر دو رکعتیں صبح کی سنتیں اپنے گھر میں مخفف (ہلکی) ادا کرو "مخفف" سے یہ مقصد نہیں کہ تعدیل ارکان (رکوع سجدہ وغیرہ) میں جلد بازی کرو بلکہ مراد یہ ہے کہ قرأت اس میں کم ہو۔ پھر نور کے تڑکے اپنے قریب ترین مسجد میں جاؤ چاہے اس مسجد کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہو اور راستے میں تسبیح اور استغفار پڑھتے جاؤ۔ اس طرح سے سبحان اللہ و بحمدک سبحان اللہ العظیم واتوب الیک ۔

اور مسجد میں اس طرح سے داخل ہو کہ اللہ کے غضب سے ڈرتا ہو اور اس کی رحمتوں کا امیدوار ہو۔ اور پہلے اپنا دایاں پیر مسجد میں رکھو اور یہ کہو۔ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا ۔

اور صبح کی دو رکعتیں فرض جماعت کے ساتھ نہایت اطمینان اور وقار سے ادا کرو اور اگر وقت فراخ ہے۔ تو جس قدر قرأت کو طول دے سکو تو بہتر ہے۔ قرآت کے بعد رکوع کرو۔

Marfat.com

ظهرك قائلاً سبحان ربي العظيم و اقله ثلاث مرات ولاحد لاكثره ثم استو قائما وتقول سمع الله لمن حمده و اكتف به ان كنت اماما وقل ربنا لك الحمد بعد قول الامام سمع الله لمن حمده ان كنت مأموما واجمع بينهما ان كنت منفردا وامكث قائما بقدر ثلاث تسبيحات ثم اهبط ساجدا واضعا وجهك بين كفيك على الارض او على السجادة وتقول سبحان ربي الاعلى و اقله ثلاث مرات وانزدت فاحسن ثم استو قاعدا على كف رجلك اليسرى وانصب رجلك اليمنى قائمة وتمكث بقدر ثلاث تسبيحات ثم اسجد ثانيا كذلك ثم انهض الى الركعة الثانية ولا تنس تكبيرات الانتقالات وصور نفسك في جميع صلاتك عبدا آبقا خائنا خائفا واقفا بين يدي ربك منتظرا حكمه فيك امابالاخذ واما بالعفو

اور رکوع میں اپنی پیٹھ سیدھی رکھو اور کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم کہو اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔

پھر سر و قد کھڑے ہو جاؤ اور سمع اللہ لمن حمدہ کہو۔ اگر تم امام ہو تو اسی پر کفایت کرو اور مقتدی ہو تو امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد ربنا لک الحمد کہو۔ اور اگر نماز تنہا پڑھ رہے ہو تو دونوں جملے کہو۔ اور تین تسبیحوں کے قدر اس حال میں ٹھیرے رہو۔

پھر سجدہ کرنے کے لئے نیچے جھکو اور اپنے چہرہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان زمین پر یا مصلے پر رکھو اور سبحان ربی الاعلیٰ کم از کم تین بار کہو اگر اس سے زیادہ پڑھ سکو تو زیادہ بہتر ہے۔

پھر اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھکر بائیں پیر پر بیٹھ جاؤ اور تین تسبیحوں کے قدر ٹھیرے رہو۔ پھر دوسری مرتبہ اسی طرح سے سجدہ کرو اور پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھو اور انتقالات (اٹھنے بیٹھنے) کی تکبیریں نہ بھول جاؤ۔

اور پوری نماز میں اپنے تئیں ایک گریختہ خائن اور خائف غلام تصور کرو جو نہایت ڈرتا ہوا اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوا ہو اور اس کے حکم کا انتظار کر رہا ہو کہ گرفتاری و عقوبت کا فرمان صادر ہوتا ہے یا عفو اور بخشش سے کام لیا جاتا ہے

Marfat.com

فاذا رکعت الرکعة الثانیة وقعدت للتشهد فقل التحیات للہ و الصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ ثم صل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰة الابراھیمیة وتقول ربنا اتنا الی اخر الایة اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنة المسیح الدجال واعوذ بک من فتنة المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم رب اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ثم سلم عن یمینک وشمالک والاحسن ان لا تکون اماما ولا مؤذنا ولا مکبرا ولا مدرسا بالاجرة وان فعلتھا للہ تعالیٰ استحققت اجرًا عظیمًا

اور جبکہ دوسری رکعت بھی ختم کر چکے تو التحیات پڑھو۔ التحیات یہ ہے: التحیات للہ والصلوٰة والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔

پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود ابراہیمی بھیجو اور یہ دعائیں پڑھو۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار اور اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنة المسیح الدجال واعوذ بک من فتنة المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم" اور رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم" رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب" اور پھر دائیں اور بائیں سلام پھیرو۔

بہتر یہ ہے کہ اجرت کی طمع پر تم امام، مؤذن مکبر اور مدرس نہ ہو۔ اور اگر اللہ ہی کے لئے بغیر اجرت کے یہ خدمات انجام دے رہے ہو تو بڑے ثواب کے مستحق ہو۔

Marfat.com

فاذا اديت الصلوٰة بمراعات
الاداب والسنن كما هو مفصل
فی علم الفقه فالاحسن ان
تقعد فی ذلك المحل و تشتغل
اولا بالتسبيحات سبحان الله
ثلاثا وثلثين مرة والحمد لله
كذلك والله اكبر اربعا وثلثين
ثم اقرء اية الكرسي واشتغل بالذكر
القلبی او اللسانی او التفكر فی
آلاء الله تعالى ونعمه عليك وعلى
سائر خلقه الى ان تطلع الشمس
فاذا طلعت فصل اربع ركعات
النفل بالتسليمتين و اقرء فيهما
ما تيسر لك من القرآن ثم ارفع
يديك الى الله تعالى مبتهلا و
متضرعا وقل فی دعائك اللهم
انك تعلم سري وعلانيتي فاقبل
معذرتي وتعلم حاجتي فاعطني
سؤلي وتعلم ما فی نفسي فاغفر لي ذنوبي
اللهم انی اسئلك ايمانا يباشر قلبي و
يقينا صادقا حتى اعلم انه لا يصيبني
الا ما كتبت لي و رضني بما قسمت لي يا
ارحم الراحمين ثم اخرج من المسجد ناويا
الرجوع اليه واشتغل بالحرفة التي قدر
الله لك بالجوارح وقلبك مشغول

پس جبکہ نماز کو آداب اور سنتوں کی رعایت
رکھتے ہوئے جیسا کہ علم فقہ میں مفصل مذکور ہے
تم نے ادا کر دیا تو بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ پر بیٹھ جاؤ
اور تسبیحیں پڑھنے میں مشغول ہو جاؤ۔ یعنی ۳۳ بار
سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ
اکبر پڑھو! پھر آیۃ الکرسی پڑھو اور ذکر قلبی یا لسانی
کے ساتھ مشغول ہو جاؤ یا اللہ پاک کی نعمتوں اور
عنایتوں میں جو تم پر اور ساری مخلوقات
پر ہیں بیٹھے فکر و شکر کیا کرو" یہاں تک
کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ طلوع کے بعد چار
رکعتیں نفل کی دو دو کر کے پڑھے۔ اور قرآن
مجید سے جو تمہیں آسان معلوم ہو ان میں قرأت
کرو" پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور
نہایت اخلاص اور تضرع اور زاری کے ساتھ
یہ دعا کرو۔ اللھم انک تعلم سری وعلانیتی
فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سئولی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی
ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر
قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی
الا ما کتبت لی ورضنی بما قسمت لی یا
ارحم الراحمین"

پھر دوبارہ آنے کا ارادہ رکھتے ہوئے مسجد سے
نکلو" اور ظاہری طور پر اپنے دھندے اور روزگار
میں مشغول ہو جاؤ۔ لیکن تمہارا قلب اللہ پاک کے

Marfat.com

بذکر اللہ تعالیٰ والرجوع الی المسجد فاذا سمعت اذان الظھر فقم سریعا واجب داعی ربک وجدد الوضوء کما مر وامش الی المسجد کذلک وصل اربع رکعات السنۃ القبلیۃ بحضور القلب والاخلاص واقعد فی محل صلوتک الی ان یقول المکبر حی علی الفلاح فادخل فی الصف الاول ان وجدت محلا من غیر ان تضیق علی احد وتضر احدا عن یمینک وعن شمالک وقل قبل ان تدخل فی صلاتک انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین فاذا صلیت مع الامام وسلمت فقل اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام ثم قم وصل رکعتی السنۃ کذلک ثم اقرء التسبیحات المذکورۃ وایۃ الکرسی ثم ادع اللہ تعالیٰ

ذکر اور مسجد کی طرف لوٹنے کے خیال میں لگا ہوا ہے پھر جبکہ ظہر کی اذان سنو تو جلدی سے اٹھو اور اپنے پروردگار کے بلاوے کی اجابت کرو۔ اور نیا وضو کرکے مسجد کی طرف اسی طرح چلو جس طرح سے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔

اور چار رکعتیں سنت کی جو پہلے پڑھی جاتی ہیں حضور قلب اور اخلاص سے پڑھکر اسی جگہ بیٹھے رہو۔ یہانتک کہ مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہے۔ پھر پہلی صف میں داخل ہو بشرطیکہ وہاں جگہ ہو اور دائیں بائیں کسی کو تمہاری وجہ سے تکلیف اور تنگی نہ ہوتی ہو۔

اور نماز شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھو۔

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین"

پس جبکہ تم امام کے ساتھ نماز پڑھ چکے اور سلام پھیر چکے تو یہ دعا پڑھو "اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام تبارکت ربنا وتعالیت یاذا الجلال والاکرام"

پھر اٹھکر دو رکعتیں سنت کی اسیطرح سے پڑھو اور پھر تسبیحات مذکورہ اور آیت الکرسی پڑھو۔ پھر اللہ پاک سے وہ دعائیں مانگو جو مسنون ہیں۔ اور مسجد سے اسی حال میں نکلو کہ پھر وہیں لوٹنے کی نیت رکھتے ہو

بالادعية الماثورة وتخرج من المسجد ناويا الرجوع اليه تشتغل بحرفتك الى ان تدخل وقت العصر فاذا سمعت اذان العصر فقم كذالك سريعا مستبشرا فرحا بدعوة الله اياك الى حضوره والاحسن ان تجدد الوضوء للعصر وان كنت على وضوء وتمشى الى المسجد كذالك والزم نظرك الى محل سجودك فى القيام والى قدميك فى الركوع والى ارنبة نفك فى السجود وصل قبل فرض العصر اربع ركعات النفل ان ساعدك الوقت ثم صل الفرض مع الامام فان كنت فارغا من الامور الضرورية فالاحسن ان تقعد فى ذالك المحل الى المغرب وتشتغل بالذكر والفكر والاحوط ان تصلى الظهر قبل المثل والعصر بعد المثلين قبل اصفرار الشمس فاذا اصليت المغرب مع الامام صل ركعتى السنة واربع ركعات النفل بتسليمتين او ركعتين ثم تخرج من المسجد ناويا للرجوع اليه تمشى الى مسكنك وتاكل عشاءك

ہو۔ پھر آکر اپنی حرفت اور کسب میں لگجاؤ عصر کے وقت تک۔ اور عصر کی اذان سُنکر نہایت جلدی کی خوشی اور بشارت پاتے ہوئے کیطرح اللہ پاک کے بُلانے کی طرف جیکو جو اپنے حضور کی تمہیں دعوت دے رہا ہے۔ اچھا یہ ہے کہ اگرچہ تمہیں وضو ہو مگر پھر نئے سرے وضو کرو اور مسجد کی طرف اسی طرح جاؤ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں اپنے قدموں کی پیٹھ پر اور سجدے میں اپنے نتھنوں پر جمائے رکھو۔

عصر کے فرض سے پہلے اگر وقت کافی ہو تو چار رکعتیں نفل کی بھی پڑھ لو۔ پھر امام کے ساتھ فرض ادا کرو۔ اگر دنیا کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ مغرب تک ذکر اور فکر میں مشغول رہو۔

اور احتیاط کی بات یہ ہے کہ ظہر ایک مثل[۵] سے پہلے اور عصر دو مثلوں کے بعد آفتاب کے زرد ہونے کے قبل پڑھا کرو۔ اور جب امام کے پیچھے نماز مغرب پڑھکر فارغ ہوئے تو دو رکعتیں سنت پڑھو۔ اس کے بعد دو رکعتیں یا چار رکعتیں نفل کی دو سلاموں کے ساتھ پڑھو۔ تو اور بہتر ہے۔ پھر اسی لوٹنے کی نیت کے ساتھ مسجد سے نکلو اور اپنے گھر آکر رات کا

۵ اصطلاح فقہ میں مثل سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک چیز کا سایہ علاوہ اصل سایہ کے اس کے قد کے برابر ہو جائے۔ منہ

معہ اھلک اوضیفک ان کانا ونستریح ساعۃ فاذا سمعت اذان العشاء فاذھب کذلک الی المسجد وصل اربع رکعات النفل قبل الفرض فاذا صلیت العشاء مع الامام صل رکعتی السنۃ والوتر ثلاث رکعات ان لم تستیقن الانتباہ من النوم اخر اللیل وان تیقنت الانتباہ فالاحسن ان توتر اخر اللیل بعد التھجد والاحسن ان تقرء بعد صلوۃ العشاء سورۃ تبارک الملک والم السجدۃ فاذا اتیت مضجعک فقل بسمک ربی وضعت جنبی ان امسکت نفسی فاغفرلھا وارحمھا وان رددتھا فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین بسم اللہ علی نفسی علی دینی وعلی مالی وعلی اھلی وعلی ایمانی بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اعوذ باللہ من شر ما خلق وذرء وبرء ومن شر ما یخرج من الارض وما ینزل من السماء ومن شر طوارق

کھانا اپنے عیال یا مہمان کیساتھ اگر کوئی ہو تناول کرو۔ اور کچھ دیر آرام لیکر جب عشاء کی اذان سنو تو مسجد کی طرف جاؤ اور چار رکعتیں نفل کی فرض سے پہلے پڑھ لو۔ اور عشاء کی نماز امام کے پیچھے پڑھکر دو رکعتیں سنت کی اور تین رکعتیں وتر کی پڑھو اگر تمہیں اخیر رات میں جاگ جانے کا یقین نہ ہو۔ اور اگر جاگ اٹھنے کا یقین رکھتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ وتر تہجد کے بعد اخیر شب میں پڑھا جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سورۂ تبارک الملک اور الم سجدہ پڑھو۔

پھر خوابگاہ پر آکر یہ دعائیں پڑھو۔

بسمک ربی وضعت جنبی ان امسکت نفسی فاغفرلھا وارحمھا وان رددتھا فاحفظھا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین بسم اللہ علی نفسی وعلی دینی وعلی مالی وعلی اھلی وعلی ایمانی بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق۔ اعوذ باللہ من شر ما خلق وذرء وبرء ومن شر ما یخرج من الارض وما ینزل من السماء ومن شر طوارق اللیل ومن شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔

Marfat.com

اللیل ومن شر النفاثات فی العقد و
من شر حاسد اذا حسد اٰمنت
باللہ توکلت علی اللہ اعتصمت
باللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
ثم نم علی جنبک الایمن متوجہا
الی القبلۃ کھیئۃ رقدتک فی
القبر فان قمت اخر اللیل و توضأت
وصلیت التہجد و قرأت الصلوٰۃ
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مأۃ مرۃ و رب اغفرلی و
ارحمنی وعافنی واعف عنی مأۃ
مرۃ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان
اللہ العظیم واتوب الیہ مأۃ
مرۃ فذلک خیر لک من الدنیا
وما فیہا والتہجد ادناہ رکعتان
واعلاہ اثنتا عشرۃ رکعۃ تفعل
ما تیسر لک من صلوٰۃ اللیل
وان قرأت سورۃ یٰسٓ فیہ
کان احسن و اعظم للاجر واعلم
یا اخی انک اذا فتحت الصلوٰۃ
و رفعت یدیک الی قرب
اذنیک و قلت اللہ اکبر فکانک
القیت ما سوی اللہ تعالی وراء
ظہرک وقمت واقفا بین یدی

اٰمنت باللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔"

پھر اپنے دائیں پہلو پر کعبے کی طرف رُخ کرکے جیسا کہ قبر میں تمہیں سونا پڑیگا سو جاؤ۔ پھر اگر تم نے آخر شب میں اُٹھ کر وضو کیا اور تہجد کی نماز پڑھی اور درود شریف حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر سَو دفعہ بھیجا اور سو دفعہ رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واعف عنی اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم واتوب الیہ پڑھا تو یہ تمہارے لئے دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

اور تہجد کی نماز کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں جس قدر تم آسانی پڑھ سکو پڑھو۔

اور اگر انمیں سورۃ "یٰسٓ" پڑھ سکو تو یہ بہت بہتر ہے۔ اور اس میں بڑا اجر ہے"

اے عزیز! جاننا چاہئے کہ جب تم نے نماز شروع کی اور اپنے ہاتھوں کو کانوں کے قریب لاکر تم نے اللہ اکبر کہا تو گویا تم نے ما سوی اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور تم اپنے مولا و آقا کے سامنے اس حال میں کھڑے ہو کہ اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈر رہے ہو۔ اور اس کی عفو و رحمت کے امیدوار ہو۔ اور جب تم اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے ہو تو اس میں اس

Marfat.com

مولاک خائفا اخذہ راجیا عفوہ واضعا بمینک علی شمالک فیہ اشارۃ الی انک احضرت وانت عبد مجرم بحضور مولاک مربوطا یداک وانت تحمدہ علی نعمائہ الظاھرۃ والباطنۃ بقولک الحمدللہ رب العلمین وتسترحمہ لشدۃ احتیاجک الی رحمتہ بقولک الرحمان الرحیم و تستعطفہ وتثنی علیہ بقولک مالک یوم الدین وتخصہ وتستحقہ للعبادۃ بقولک ایاک نعبد و ایاک نستعین وتسألہ الاستقامۃ علی الدین بقولک اھدنا الصراط المستقیم وتسئل منہ اتباع الصالحین وتقلید الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین بقولک صراط الذین انعمت علیہم و تستعیذہ من الضلالۃ بقولک غیر المغضوب علیھم ولا الضالین امین فاذا قرأت الفاتحۃ والسورۃ فکانہ قیل لک اخضع وتبت و

بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم ایک مجرم غلام کی حیثیت میں اپنے مولا کے حضور میں حاضر ہو اور تمہارے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور تم الحمد للہ رب العلمین کہکر اللہ تعالےٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اظہار کر رہے ہو اور الرحمٰن الرحیم کہکر اس کی رحمت کی طرف غایت احتیاج کی وجہ سے اس سے رحمت طلب کر رہے ہو۔ اور مالک یوم الدین کے قول سے اس کے الطاف وعنایات کے خواہاں ہو کر اس کی ثنا اور تعریف کر رہے ہو۔ اور ایاک نعبد وایاک نستعین کے کہنے سے اپنی عبادتوں کا اسے ہی مستحق بناتے ہو۔ اور امداد طلب کرنے کے لئے اسے ہی خاص کرتے ہو اور اھدنا الصراط المستقیم کے کہنے سے دین پر استقامت کا سوال کر رہے ہو۔ اور صراط الذین انعمت علیہم کے کہنے سے صالحین کی اتباع اور جن پر خداوند تعالیٰ نے نعمتیں برسائی ہیں یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء کی تقلید کا سوال کر رہے ہو اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین امین کہتے وقت اس کے غضب اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگ رہے ہو۔

پس جبکہ تم فاتحہ اور قرأت پڑھ چکے تو گویا اب تمہیں کہا جا رہا ہے کہ اب اپنے رب کے

عظمته کی یرحمك ویقبل دعائك
فتنحنی راکعا قائلا سبحان
ربی العظیم اشارة الی عظمة
الرب تعالی وذلة العبد
وکانه قیل لك ارفع راسك
فقد عطف علیك ربك
وسمع دعائك وتسبیحك
سماع قبول فتقوم قائما وقد
فكت یداك المربوطتان و
وتقول سمع الله لمن حمده ربنا
لك الحمد علی احسانك ایای
فلما بشرت بالقبول خررت
ساجدا لله تعالی شكرا لعفوه
لك وذلة لربك وسبحته
بالعلو والتقدیس بقولك
سبحان ربی الاعلی وثنیت
السجدة لتكون
السجدتان شاهدتین لك
بتذللك لربك وتقدیسك
ایاه وكذا الحال فی
الركعة الثانیة فاذا اصلیت
الركعتین اجلس لك القعود
فی مجلس الانس وحییت
ربك بقولك التحیات

سامنے جھک جاؤ اور اس کی تعظیم زبان اور تن سے بجا لاؤ۔ تاکہ وہ تم پر رحم کرے اور تمہاری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے۔ پس تم جھک پڑتے ہو۔ اور رکوع کرتے ہوئے دوہرے ہو جاتے ہو اور کہتے ہو۔ سبحان ربی العظیم۔ اس میں اشارہ ہے پروردگار کی بڑائی اور بندے کی ذلت کی طرف۔

اب گویا تمہیں کہا جاتا ہے کہ اپنے سر کو اٹھاؤ کہ تمہارا رب تم پر مہربان ہوا ہے اور تمہاری دعا اور تسبیح کو اس نے سن لیا ہے اور قبول فرمایا ہے پس تم اس حال میں کھڑے ہو جاتے ہو کہ تمہارے بندھے ہوئے ہاتھ بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور تم کہتے ہو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہ تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

پھر جبکہ تمہیں قبول کی بشارت مل جاتی ہے تو تم اس شکرانہ میں کہ اللہ تعالی نے تمہیں عفو فرما دیا ہے اس کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہو اور اس طریقہ سے اپنے تئیں ذلیل کرتے ہو اور اپنے رب جل شانہ کی بڑائی اور پاکی کے ساتھ تسبیح یعنی سبحان ربی الاعلی پڑھتے ہو اور سجدہ کو پھر دوہراتے ہو۔ یہ اس لئے کہ یہ دو سجدے تمہاری ذلت اور اللہ پاک کی تقدیس پر تمہارے دو گواہ بنیں۔

اور یہی دوسری رکعت کی کیفیت اور حقیقت

Marfat.com

لله والصلوات والطیبات
فکانہ قیل لك ان جمیع
ما اعطیت من الکرامۃ کان
ببرکۃ رسولك صلی اللہ علیہ
وسلم لانہ المعلم لك الصلوۃ
بھذا الترتیب فتقول
حاضر الروح الکریمۃ
السلام علیك ایھا النبی و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ فاجابك
بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین ما افرد نفسہ
الکریمۃ بل عمم سلامك
علی جمیع عباد اللہ الصالحین
لانہ ارسل رحمۃ للعالمین
فلما سمع ارواح
الصلحاء تعمیمہ صلی اللہ
علیہ وسلم نادوا باجمعھم
اشھد ان لا الہ الا اللہ
واشھد ان محمدا عبدہ
ورسولہ فلما سمعت
اسمہ المبارك قلت
اللھم صل علی سیدنا
محمد الی اخر صلوتك فكانہ

ہے۔ پھر جبکہ دونوں رکعتیں پڑھ چکے تو اب تمہیں اپنے رب کی مجلس انس میں بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس وقت تم اپنے پروردگار پر سلام کہتے ہو اس قول سے کہ التحیات للہ و الصلوات والطیبات۔ اس وقت گویا تمہیں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ یہ فضیلت اور کرامت تمہیں عطا ہوئی ہے۔ یہ محض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور طفیل سے ہے اسلئے کہ اسی مقدس ہستی ہی نے تمہیں اس ترتیب کے ساتھ نماز سکھائی ہے تو تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو حاضر سمجھکر یہ کہتے ہو کہ السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو تمہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جواب دیتے ہیں کہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تمہارے سلام کو محض اپنے نفس مبارک کے لئے خاص نہ فرمایا۔ بلکہ سب صالح بندگان خدا کو اس میں شامل فرمالیا۔ اس لئے کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بناکر بھیجا گیا ہے جبکہ صلحاء کے ارواح نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عام عنایت کو سنا تو سب پکار کر کہنے لگے۔ کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اب تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو سنکر کہتے ہو

Marfat.com

قيل لك سلم فقد فزت
بالسلامة قلت السلام عليكم
ورحمة الله يمينا وشمالا
وقلت اللهم انت السلام
ومنك السلام واليك يرجع
السلام تباركت وتعاليت يا
ذا الجلال والاكرام۔ ثم
اعلم ان الصوم جنة من
النار وليس فى العبادات
شيئ ابعد من الريا واشق
على النفس منه وهو عبادة
بدنية فريضة على كل مكلف
كالصلوة الا فى حق المسافر
فانه يجوز له الافطار على
قصد الاعادة قال الله
تعالى فى الحديث القدسي
الصوم لى وانا اجزى به
وحسبك فى فضيلة الصوم
قول الله تعالى يوم العرض
الاكبر للصائمين كلوا و
اشربوا هنيئا بما سلفتم
فى الايام الخالية و
الصوم ثلاثة انواع فرض
وواجب

اللهم صل على سيدنا محمد آخر صلوۃ تک۔

اب تمہیں کہا جاتا ہے کہ سلام پھیر دو کہ سلامتی سے فائز ہوئے تو تم دائیں اور بائیں کہتے ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور کہتے ہو کہ اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام تبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال والاکرام"۔

جاننا چاہئے کہ روزہ آگ (دوزخ) کے لئے ایک سپر (ڈھال) ہے اور سب عبادات میں نفس پر زیادہ شاق اور ریا و نمائش سے دور تر روزہ سے کوئی چیز نہیں۔ اور یہ بدنی عبادت ہے جو ہر ایک مکلف پر نماز کی طرح فرض ہے مگر مسافر (و مریض وغیرہ) کو کہ اسے قضا کی نیت اور ارادہ کے ساتھ افطار (روزہ نہ رکھنا) جائز ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "روزہ خاص میرے ہی لئے ہے اور میں اس کی بہت بڑی جزا دیتا ہوں"۔ اور روزہ کی فضیلت میں قیامت کے دن حق تعالیٰ کا یہ فرمانا کافی ہے کہ "کھاؤ اور پیو مزے سے اس صلہ میں جو تم ایام گذشتہ میں بھیج چکے ہو" آیت

روزے کی تین قسمیں ہیں۔ فرض۔ واجب

Marfat.com

ونفل فصيام شهر رمضان فرض على كل مكلف صحيح مقيم وليس الصوم الامساك عن المفطرات الثلاثة بل هناك مفطرات خمس أخر وهي الكذب والغيبة والنميمة واليمين الغموس النظر بالشهوة فان حفظت صومك عن المفطرات جميعها كان الصوم جنة لك من النار وذخرا لك يوم القيمة وان لم تحفظه ماكان لك من صومك الا الجوع والعطش فاجتهد يا اخي حتى يسلم صومك من المفطرت المذكورات ويكون ثواب صومك مستوفيا لائقا ان يكون هدية منك الى ربك وصيام النذر والنسك والكفارات من جملة الواجبات وصيام ست من شوال وصوم يوم عاشوراء ويوما بعده او يوما قبله وصوم ايام البيض من جملة النوافل ان فيها فضيلة عظيمة وان لم تستطع فما جعل الله عليك في الدين من حرج

اور نفل، رمضان کے روزے تو ہر ایک مکلف تندرست مقیم پر فرض ہیں۔

اور جانو کہ روزہ محض اس سے عبارت نہیں کہ مفطرات ثلثہ (تین روزہ توڑنے والی چیزوں یعنی کھانے پینے اور جماع) سے رُک جاؤ بلکہ اس کے پانچ اور بھی مفطرات ہیں اور وہ یہ ہیں جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم کھانا اور نظر بد۔ اگر تم نے روزے کو ان سب مفطرات سے بچا لیا تو تمہارا روزہ بیشک آگ کے سامنے سپر ہوگا۔ اور قیامت کے دن کے لئے تمہارا توشہ بن جائیگا۔ اور اگر تم نے ان امور سے حفاظت کا خیال نہ رکھا تو تمہیں روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کیا حاصل ہُوا۔

تو اے عزیز! کوشش کرو کہ تمہارا روزہ ان سب مفطرات مذکورہ سے سلامت رہے اور تمہارے روزے کا ثواب اس قابل ولائق ہو کہ اسے اپنے رب کی بارگاہ میں ہدیہ بنا کر بھیج سکو۔ اور کفارات اور نذروں اور نسک کے روزے واجب ہیں۔

اور شوال کے چھ روزے اور عاشورا کے دن کا روزہ اور ایک دن پہلے اس سے یا ایکدن اس کے بعد روزہ رکھنا اور ایام بیض (۱۳-۱۴-۱۵ ہر ماہ) کے روزے تو نفل میں سے ہیں۔ اگر یہ روزے رکھ سکو تو انہیں بڑی فضیلت ہے اور اگر اتنی طاقت نہ ہو

"تو اللہ تعالیٰ نے دین کے بارہ میں تم پر کوئی تکلیف لازم نہیں کی ہے"۔

Marfat.com

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان وتبعہ بستۃ من شوال کان کمن صام الدھر کلہ لان الحسنۃ بعشر امثالھا فشھر رمضان بعشرۃ اشھر والستۃ بستین نھارا المجموع سنۃ کاملۃ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و الاحسن ان لا تاکل فی لیالی الصیام مافات منک اکلہ ایام الصیام وان لا تجعل بطنک وعاء الطعام وتملأہ الی حلقک بل لازم بعض الجوع کی یظھر علیک سر الصوم وھو الانتباہ علی جوع الفقراء والمساکین و والاحسن ان تصدق علی الفقراء طعام غدائک و المسنون[1] فی لیالی شھر رمضان ان تصلی عشرین رکعۃ صلوۃ التراویح بعد فرض العشاء وسنتہ والافضل ان تقرء او تسمع من قاری ختمات القران العظیم فمن صام نھارہ وقام لیالیہ بالتراویح کان من الصائمین القائمین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اس لئے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جاتا ہے تو رمضان کا ایک مہینہ دس مہینے کے برابر ہوا۔ اور چھ دن اس حساب سے ساٹھ دن ہوئے۔ کل دن ملاکر ایک سال کامل ہوگیا۔ یہ اللہ تعالی کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اور بہتر یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں اتنا نہ کھاؤ کہ دن کے کھانے کی کسر نکل جائے اور اپنے پیٹ کو کھانے کا برتن سمجھکر حلق تک نہ ٹھونس دو۔ بلکہ کچھ بھوک رہنے دو۔ تاکہ روزے کے اسرار تم پر کھلیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ فقرا اور مساکین کی بھوک کا تمہیں احساس اور قدر ہو اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے دن کا بچا ہوا کھانا فقرا پر صدقہ کردو۔

اور رمضان کی راتوں میں عشا کے فرض اور سنت کے بعد مسنون ہے (مراد سنت سے خلفائے راشدین کی سنت ہے) کہ نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھو۔ اور افضل یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کا ختم خود تم پڑھو یا کسی حافظ کے پیچھے سنو۔ اسلئے کہ جس نے رمضان کے دنوں میں روزے رکھے اور راتوں کو تراویح میں کھڑا رہا۔ تو اس کا نام صائمین در قائمین کی فہرست میں لکھا جائیگا۔ باقی روزے

[1] المراد من المسنون سنۃ الخلفاء الراشدین ۱۲ منہ

و باقی احکام الصوم مذکورة فی کتب الفقه فارجعها ان شئت

الثالث من ارکان الاسلام الحج وهو عبادة بدنیة ومالیة فریضة علی کل من استطاع الیه سبیلا والحج من اکبر القربات الی الله تعالیٰ و لیس جزاء الحج المبرور الا الجنة قال الله تعالیٰ ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا ؕ ومن کفر فان الله غنی عن العالمین عبّر سبحانه وتعالیٰ عن المعرض مع الاستطاعة بالکفر یعنی ان من لم یحج وهو یستطیعه فکانه کفر عیاذا بالله و

قال النبی صلی الله علیه وسلم من حج هذا البیت ولم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه فان استطعت فلا تهمل حضور بیت ربك و مواقف مغفرة ذنبك

کے مفصل احکام وغیرہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اگر چاہو تو ان کی طرف رجوع کرو۔

ارکان اسلام سے تیسرا رکن حج ہے۔ اور حج عبادتِ بدنیہ بھی ہے اور مالیہ بھی۔ ہر اس شخص پر جس کو جانے کی قدرت ہو فرض ہے۔ اور حج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب کا بڑا وسیلہ ہے اور حج مبرور (جس میں بھلائیاں کیگئی ہوں ...) کی جزا جنت ہی ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔ اس شخص پر جس کو مقدور ہو اور جو شخص کفر (انکار) کرے تو اللہ دنیا جہان والوں سے بیشک بے پرواہ ہے"

اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو استطاعت ہوتے ہوئے بھی روگردانی کرتا ہے۔ کفر کا لفظ اطلاق کیا ہے یعنی جس شخص نے باوصف قدرت کے حج ادا نہ کیا تو گویا وہ کافر ہوا۔ عیاذاً باللہ۔ (اللہ پناہ میں رکھے)"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جس نے اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کیا اور عدول حکمی نہ کی اور اس میں عورت سے باز رہا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح لوٹیگا۔ گویا کہ اس کو اس دن ماں نے جنا ہے"

تو اگر تمہیں استطاعت ہے تو اپنے رب کی بارگاہ کی حاضری اور گناہوں کی مغفرت کی بھول

فانك لا تدري ايمهل لك الى
قابل ام لا فاذا اردت الخروج
من بيتك واعطيت اهلك
مايكفيه الى رجوعك اليه من
النفقة والملبس والمسكن وما
يحتاج اليه الانسان واخذت
معك من النفقة مايكفيك
الى رجوعك الى اهلك فاحلل
نفسك من الغرامات المالية
والنفسية واستودع من تعرفه
واجعل سفرك للحج سفر الآخرة
واقطع طمع الرجوع الى اهلك و
اطلب الرفقة الصالحين وارفق
بالرفقاء واحسن اليهم واحمل
مؤنتهم ما استطعت فاذا وصلت
الى الميقات فاخلع نعليك فانك
بالواد المقدس طوى اعني فاخلع
نعال هواك ومقتضيات نفسك و
جرد من لباسك المالوف والبس
الكفن المسمى بالاحرام واحسر
راسك فانك متوجه الى حرم
ربك ومحل مغفرة ذنبك وصل
ركعتي الاحرام بعد الطهارة الكاملة
وقل بلسان الحال والقال لبيك اللهم

کی زیارت میں غفلت نہ کرو اور ڈھیل دو تمہیں کیا
خبر ہے کہ آئندہ سال تک تمہیں زندہ رہنے کی مہلت
دیجائے گی یا نہیں پس جبکہ تم اپنے گھر سے نکلنے کا
قصد کر چکے اور اپنے اہل و عیال کو رہنے کا مکان
اور کھانے پینے کا نفقہ اور لباس اتنا دے چکے جو
تمہاری واپسی تک ان کو کافی ہو سکے تو اپنے نفس
کو نفسی اور مالی تاوانوں اور حقوق سے آزاد کر لو۔
اور شناسا لوگوں سے وداعی رخصت لیلو اور حج
کے سفر کو آخرت کا سفر سمجھو اور واپس لوٹنے کا
خیال اور طمع دل سے نکال لو۔ اور صالح لوگوں کی
رفاقت اختیار کرو۔ اور رفیقوں کے ساتھ سفر میں
نرمی سے پیش آؤ۔ اور ان کے ساتھ بھلائی کرو اور
انکی پہنچائی ہوئی تکلیف جہانتک ہو سکے برداشت
کرو۔

پس جبکہ میقات[1] پر پہنچو تو اپنے جوتے اتار ڈالو
اس لئے کہ تم وادی مقدس طوی میں ہو۔
یعنی اپنے نفس کی خواہشات اور آرزوؤں کی
جوتیاں اتار ڈالو۔ اور اپنے معمولی اور مانوس
کپڑے اتار کر کفن پہن لو جسکو احرام کہا جاتا ہے اور
اپنے سر کو ننگا کر دو۔ اس لئے کہ تم رب کی طرف
متوجہ ہو اور اپنے گناہوں کی بخشش کی جگہ حاضر
ہو رہے ہو۔ اور پوری پاکی کے بعد دو رکعتیں احرام
کی پڑھو۔ اور زبان حال اور قال سے کہو لبیک
اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد

[1] وہ مقررہ جگہ جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے

Marfat.com

لبّیک لبّیک لاشریک لک لبّیک ان الحمد والنعمۃ لک و الملک لاشریک لک کانک تجیب داعی ربک ابراهیم الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حین ناداک الی حضور بیت ربک بامر اللہ تعالیٰ حیث قال لہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات بقولک لبّیک وعبدک حاضر بین یدیک فاذا وقع نظرک علی الکعبۃ المعظمۃ فاسئل من اللہ تعالیٰ الایمان والامن من شرور النفس والشیطان وطف بالبیت سبعًا متخشعًا متذللًا بالطریق المسنون وادع بالدعوات الماثورۃ والتزم الملتزم وامسک ذیل البیت المکرم وادع اللہ تعالیٰ بخیر الدنیا والآخرۃ واذکر ذنوبک فی نفسک وابک علیها وصل رکعتی الطواف خلف المقام اخرج الی الصفا

والنعمۃ لک والملک لاشریک لک" گویا کہ تم اپنے پروردگار کے بلانے والے حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہو کہ وہ تمہیں اپنے رب کے گھر میں حاضری کے لئے پکار رہے تھے۔ جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا تھا کہ "لوگوں میں حج کا اعلان کردو آئینگے وہ تمہارے پاس پیادے اور سوار ہوکر دبلی اونٹنیوں پر دُور دراز راستے سے تاکہ حاضر ہوجائیں اپنے فائدے کیلئے اور اللہ کا نام لیں چند معلوم دنوں تک" تو گویا اب تم ان کے بلاوے کی اس طرح اجابت کررہے ہو کہ "لبیک! غلام حضور میں حاضر ہے!

پس جبکہ تمہاری نظر کعبۂ معظمہ پر پڑ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ سے ایمان اور نفس وشیطان کی شرارتوں سے امان کا سوال کرو۔ اور بیت اللہ کا سات مرتبہ نہایت عجز اور اپنی ذلت کے اظہار کے ساتھ طریقۂ مسنونہ پر طواف کرو۔ اور ماثورہ دعائیں پڑھو اور ملتزم سے چپٹ جاؤ۔ اور دامن (غلاف) کعبۂ مکرم پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی خیر اور بہتری کی دعائیں مانگو۔ اور اپنے گناہوں کو اپنے دل میں یاد کرکے ان پر آنسو بہاؤ۔ اور دو رکعتیں طواف کے مقام (ابراہیم) کے پیچھے پڑھو۔ اور صفا کی طرف قلب کی صفائی کے ساتھ نکلو اور دونوں مردوں

صافی القلب واسع بالمزتین بالمروۃ والسکینۃ والوقار ولا تؤذ احدا فی سعیک وان اوذیت فاصبر علیہا ودم علی احرامک ان کنت مفردا او قارنا ثم اخرج الی العرفات حاسرا حافیا والاحسن ان تکون ماشیا واشتغل بالتلبیۃ والدعاء والتذلل واعلم بان العرفات مثال العرصات حیث یجمع الخلائق فی صعید فمنہم الناجی ومنہم الہالک فالمقبول ھو الناجی والمخذول ھو الہالک وبعد غیبوبۃ الشمس ترجع الی المزدلفۃ کذلک والمزدلفۃ مثال میزان الاعمال یوم القیمۃ ورمی الجمرات بمنی مثال للصراط فان مر علی الصراط بالسلامۃ دخل جنۃ بیت اللہ الحرام امنا مکرما بانواع الکرامات الصوریۃ والمعنویۃ واقم بمنی ثلاثۃ ایام واذبح بعد الرمی فی الیوم الاول شاۃ ان قدرت علیہ واحلق شعر راسک والبس ثیابک

ہر مروت اور اطمینان اور وقار سے دوڑو اور کسی کو اپنی دوڑ میں تکلیف نہ پہونچاؤ۔ اور اگر تمہیں کوئی ایذا پہونچے تو اس پر صبر کرو۔

اگر تم مفرد یا قارن ہو تو احرام باندھے ہی ہو اور عرفات کی طرف ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل جاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ پا پیادہ چلکر جاؤ۔ اس دوران میں لبیک اور دعا اور زاری کے ساتھ ہر وقت مشغول رہو اور جانو کہ عرفات عرصات قیامت کے مثال ہے۔ جہاں پر سب لوگ ایک میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے ناجی ہیں اور بعض ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں جو ناجی ہے وہ مقبول ہے۔ اور جو مخذول (رسوا) ہے۔ وہی ہلاکت میں پڑا ہوا ہے ۔

اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف اسی طرح جیسا کہ مذکور ہوا لوٹو اور مزدلفہ میزان (ترازو) اعمال کی طرح ہے۔ جو قیامت کے دن ہوگا۔ اور منیٰ میں کنکریاں پھینکنا پُلصراط کی مثال ہیں۔ اگر صراط پر سلامتی سے گذر گئے تو جنت یعنے بیت اللہ الحرام میں امن کی حالت اور طرح طرح کی عزتوں سے معزز ہو کر داخل ہو گئے پھر منیٰ میں تین دن ٹھیرو اور کنکریاں پھینکنے کے بعد اگر استطاعت ہے تو پہلے دن ایک بکرا ذبح کرو اور سر کے بال منڈاؤ۔ اور اپنے معمولی کپڑے پہن لو۔

Marfat.com

وفيه ايماء الى ذبح نفسك
الامّارة بالسوء فاذبحها حق
الذبح ولا تسمنها وترجع الى
اهلك وهي اسمن واخبث
مما كانت - فاذا فرغت من
اركان الحج فانهض الى الطيبة
الطاهرة قاصدا زيارة
قبر المصطفى وضريحه المعطر
المصفى صلى الله عليه وسلم
والزم الادب واكثر الصلوٰة
والسلام عليه صلى الله عليه و
سلم طول الطريق وانظر الى
الجبال التى بين الحرمين الشريفين
بعين العز والشرف فانها
جبال وقع نظر المصطفى صلى الله
عليه وسلم عليها ولا تحسبها جامدة
فانها تمر مر السحاب معك
الى زيارته صلى الله عليه وسلم
ومن الادب ان تدخل المدينة
المطهرة ماشيا حافيا واضعا
نظرك على قدميك فاذا
اتيت المسجد المكرم فادخله
بعد ما تطهرت وتطيبت
قم عند المواجهة الشريفة واضعا

اس میں اپنے نفس امارہ (جو بری باتوں کا امر کرتا ہے) کے ذبح کی طرف اشارہ ہے۔ پس اسکا گلا اچھی طرح کاٹ دینا۔ اور اس کو زیادہ تیار اور موٹا نہ بنانا کہ جب تم واپس لوٹو تو یہ نفس کہیں پہلے سے بھی زیادہ موٹا اور خبیث ہو کر نہ لوٹے۔

جب تمہیں ارکان حج سے فراغت ہوئی تو طیبہ طاہرہ (مدینہ منورہ) جانے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اس مبارک سفر سے قصد و نیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک اور آپکی معطر و مصفٰے خوابگاہ کی زیارت ہی ہو۔ اور جاتے وقت سارے راستہ میں ادب کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بہت پڑھتے رہنا اور وہ پہاڑ جو حرمین شریفین کے درمیان واقع ہیں۔ ان کو نہایت عزت اور شرف کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس لئے کہ ان پر حضور انور کی نظر مبارک پڑی تھی اور ان کو بیجان اور جامد نہ سمجھنا بلکہ یہ بھی تمہارے ساتھ بادلوں کی طرح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے چل رہے ہیں اور ادب اس میں ہے کہ مدینہ منورہ میں پیادہ ننگے پاؤں اپنی نظر کو قدموں پر جما کر داخل ہو جاؤ۔

اور جب مسجد مکرم نبوی کے قریب پہونچو تو طہارت کو ملا اور خوشبو لگانے کے بعد اس میں داخل ہو اور مواجہہ شریف یعنی آنحضرت صلعم

Marfat.com

يمينك على شمالك متوجها
لقبره الشريف ولا تحسب
انك تزوره ميتا بل هو
في قبره حي يعرفك وينظر
اليك فاجتهد في الادب
والتخشع له صلى الله عليه
وسلم ولتكن اهم سؤالك
منه الشفاعة عند الله تعالى
فقل الصلوة والسلام
عليك يا رسول الله
جئتك زائرا ظالما
لنفسي فاستغفرلي
عند ربي فقد قال الله
تعالى في كلامه العظيم
على لسانك الكريم
ولو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله و
استغفر لهم الرسول
لوجدوا الله توابا
رحيما
وها انا جئتك مستغفرا
لذنبي فاستغفرلي عند
ربي يا خير من

کے چہرہ شریف کی طرف رخ کرکے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑے رہو۔ اور کہیں یہ خیال نہ کر بیٹھنا کہ میں حضور انور کی موت کی حالت میں زیارت کر رہا ہوں بلکہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ تمہیں پہچانتے ہیں اور تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں، تو خشوع وخضوع اور ادب میں تمہیں نہایت کوشش کرنی چاہئے اور حضور سے تمہارا سب سے اہم سوال آپ کی شفاعت کا ہی ہونا چاہئے بس کہو الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حضور! میں آپکی زیارت کے لئے اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ اپنے آپ پر ظلم کئے ہوئے ہوں۔ تو آپ میرے رب سے میرے لئے مغفرت وبخشش طلب کیجئے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں آپ ہی کی زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی چاہتے۔ اور معافی چاہتے ان کے لئے رسول تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانیوالا بڑا مہربان۔

تو حضور دیکھئے میں بھی آپکے پاس اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی چاہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے معافی دلوا دیجئے۔

ترجمہ شعر:۔ اے ان سب لوگوں سے بہتر جنکی

Marfat.com

دفنت فی التراب اعظمہ ٭ فطاب
من طیبھن القاع والاکم
روحی الفداء لقبر انت ساکنہ
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم
ولا ترح نظرك الی زینة المسجد
وتزخرفہ بالذھب وغیرہ
ذلك واسرح نظر قلبك الی
الانوار والازھار النازلة علی
حرمہ المکرم وسلم کذلك علی
صاحبیہ وضجیعیہ ورفیقیہ
فی الدنیا والبرزخ والآخرة
الصدیق والفاروق رضی اللہ
عنھما ومن الادب ان لا تلصق
جسدك بالشباك المحترم فان
ذلك محل حضور المقربین من
الملئکة وعباد اللہ الصلحین
واغتنم ایام المجاورة للطیبة
الطاھرة واجتھد حق الاجتھاد
فی العبادة واحیاء لیالی المجاورة
وزر المآثر والمقابر خصوصًا
البقیع واغتنم فیہ زیارة ذی
النورین وضرایح الآل الاطھر
والاولاد المطھر وامھات المومنین
رضوان اللہ علیھم اجمعین وسائر عباد
اللہ الصالحین

جن کی ہڈیاں مٹی میں دفن کی گئی ہیں۔ جنکی خوشبو سے
چٹیل میدان اور ٹیلے سب خوشبودار ہو گئے ہیں تیری
روح اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ استراحت فرما
ہیں۔ اس میں بڑی نفاست اور پاکیزگی ہے اور اس
میں جود و کرم کا دریا امنڈ رہا ہے؛

اور اپنی نظر کو مسجد کی زیب و زینت اور اس کے
طلائی نقوش اور اس کی آراستگی میں نہ لگاؤ بلکہ
اپنے قلب کی نظر ان انوار اور پھولوں میں گاڑ دو جو
آپکے حرم محترم پر برس رہے ہیں؛

اسی طرح آپ کے ہمخواب صاحبین اور دنیاو
برزخ و آخرت کے رفیق سیدنا صدیق و سیدنا
فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام کہو۔

اور ایک بات ادب کی یہ ہے کہ اپنے جسم کو
ان محترم جالیوں سے نہ چپٹاؤ اس لئے کہ وہ مقربین
ملائکہ اور عباد صالحین کے حاضری کی جگہ ہے۔

اور طیبہ طاہرہ (مدینہ منورہ) کے ہمسائگی کے
مبارک ایام کو نہایت غنیمت سمجھو اور اس زمانہ میں
عبادت اور راتوں کے جاگنے میں بہت کوشش
کرو۔

اور دوسرے یادگار مقامات اور قبرستانوں کی
زیارت کرو خصوصًا جنت البقیع کے مقابر کی اور اسمیں
حضرت عثمان ذی النورین کی زیارت اور آل اطہار او
اولاد مطہر اور امہات المومنین اور باقی عباد صالحین
کی زیارت کو بہت غنیمت جانو

Marfat.com

فان فی البقیع کنوزا لا یعلم قدرها الا اللہ تعالیٰ وثمرہا تراحد وقبا فان احد اجبل کان یحب رسول اللہ و یحبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیہ کنز ضریح سید الشہداء او ضرایح سائر الشہداء ما لا یعلم قدرہا الا اللہ تعالیٰ

والرابع من ارکان الاسلام الزکاۃ وھی عبادۃ مالیۃ فرضیۃ بالکتاب والسنۃ ترکہا کبیرۃ وانکارہا ارتداد کسائر الارکان

قال اللہ تعالیٰ والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباھہم وجنوبہم وظہورہم ھذا ما کنزتم لانفسکم

وقال الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ لاقاتلن من

فرق

بین الصلوٰۃ

و

الزکاۃ

بقیع میں ایسے خزانے مدفون ہیں جن کی قدر کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور احد اور قبا کے آثار و مقابر کی زیارت کیلئے بھی جاؤ۔ احد ایسا پہاڑ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیا کرتا تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت رکھتے تھے۔ اسی احد میں سید الشہداء (حضرت حمزہ رضی) کی تربت ایک خزانہ بے بہا ہے۔ اور اس میں اور شہیدوں کی بھی تربتیں ہیں جن کے قدر اور رتبے کو اللہ ہی جانتا ہے۔

اسلام کا چوتھا رکن **زکات** ہے اور زکات عبادت مالیہ ہے جس کی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکا ترک گناہ کبیرہ ہے اور اس سے انکار کرنا بھی مثل اور ارکان کے ارتداد (مرتد ہونا) ہے

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ (سونا یا چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے داغے جائیں گے ان کے ماتھے اور کروٹیں (پہلو) اور پیٹھیں (اور کہا جائیگا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اب مزا چکھو اپنے جمع کرنے کا"

اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ قسم ہے خدا کی البتہ میں اُس سے لڑونگا جو نماز اور زکات میں فرق کرتا ہے۔

Marfat.com

غنی کل من لہ نصاب ونصاب النقود والحلی والماشیۃ مذکور فی کتب الفقہ واعلم یا اخی ان المال مال اللہ تعالیٰ و انت کا لعبد الماذون یجوز لہ التصرف فی المال علی نحو ما یامرہ بہ سیدہ وقد اذن اللہ لک التصرف فیہ بحصولہ بالوجہ الشرعی وامرک باعطاء حصۃ منہ الی الفقراء والمساکین وذوی الحاجات فلا تبخل بہا واعطہا من طیب النفس واعرف المنۃ للہ تعالیٰ علیک فیہا حیث یقبلہا منک فانہ سیجیئ زمان لا یقبل من احد احد شیئا قال اللہ تعالیٰ ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاہم اللہ من فضلہ ھو خیرا لہم بل ھو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ وان المال مال اللہ تعالیٰ متعلک بہ من فضلہ من

اور زکات اسی پر ہوتی ہے۔ جو مالک نصاب ہو اور نصاب نقد اور زیور اور چارپایوں کا فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

اور اے عزیز جانو! کہ مال حقیقت میں سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے تم تو ماذون (اذن دیئے گئے) غلام کی طرح سے ہو۔ ماذون غلام کو اسی قدر مال میں تصرف جائز ہے جہاں تک کہ اس کے آقا نے اسے اجازت دے رکھی ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے تمہیں تصرف کی اتنی اجازت دی ہے کہ مال کو شرعی طور پر حاصل کرو اور شرعی طور پر خرچ کرو اور یہ بھی اسکا حکم ہے۔ کہ ایک حصہ اس مال میں سے فقراء اور مساکین اور اہل حاجت کو دیدو۔ تو پھر تم اس میں بخل کیوں کرتے ہو تمہیں نہایت خوشی اور فراخدلی سے دیدینا چاہیئے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو کہ وہ تم سے قبول کرتا ہے اس لئے کہ قریب ہی ایک زمانہ ایسا آئیگا جس میں کوئی کسی سے کچھ نہ لیگا۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال پر جو اللہ نے انکو دیا ہے اپنی مہربانی سے کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے۔ قریب ہے کہ قیامت کے دن طوق بنا کر ڈالدیا جائیگا اُس چیز کا جس پر انہوں نے بخل کیا تھا"۔

جب مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اور اس نے اپنے

غیر استحقاق لک وجعلک امینا فیہ الی اجل معدود فلا تبخل ولا تخن فیہ فانہ سیردہ منک الی غیرک کما ردہ من غیرک الیک ثم اعلم ان السر فی امر الزکوٰۃ اختبار اللہ تعالیٰ عبادہ کی یعلم الصادقین منہم و الکاذبین لان الدنیا فتنۃ قال اللہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ ومحبۃ الاموال والاولاد طبعیۃ فمن خالف طبعہ وانفق مالہ فی سبیل اللہ واعطی زکوٰۃ مالہ للفقراء فاز فوزا عظیما۔ ومن وافق طبعہ اللئیم وبخل بما اتاہ اللہ تعالیٰ ولم یؤد ما افترض اللہ علیہ خسر خسرانا مبینا۔ قال اللہ تعالیٰ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین

فضل سے بغیر تمہاری کسی حقداری کے تم کو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا ہے اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک اس پر امین بنایا ہے تو تم اس میں خیانت اور بخل نہ کرو۔ اس لئے کہ بہت ممکن ہے کہ وہ اسے تم سے چھین کے دوسرے کو دیدے جیسا کہ دوسرے سے لیکے تمہیں دیدیا ہے۔

اور جانو کہ زکات کے حکم میں یہ راز ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے صادق اور کاذب بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ اس لئے کہ دنیا ایک فتنہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں۔ اور اموال اور اولاد کی محبت انسان کے لئے ایک طبیعی بات ہے۔ پس جس شخص نے کہ اپنی طبیعت کی مخالفت کی اور مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دیا اور اپنے مال کی زکات فقراء کو دیدی تو وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔

اور جس نے اپنی طبع لئیم کی موافقت کی اور اللہ پاک کی دی ہوئی چیزوں میں بخل کرنے لگا۔ اور اللہ نے جو اس پر فرض کیا تھا۔ اس کو ادا نہ کیا تو وہ بڑے ٹوٹے میں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ چھوڑ دئے جائنگے اتنا کہکر کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائیگا۔ اور ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ پس اللہ معلوم کریگا ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور معلوم کریگا جھوٹوں کو"

Marfat.com

ومما ینجیك من عذاب الله تعالیٰ وغضبه الصدقة المنطوعة علی المحتاجین والترحم علی خلق الله صغیرا او کبیرا فقیرا او غنیا مسلما او کافرا انسانا او حیوانا حتی علی حشرات الارض وما اباح الشرع قتله من المؤذیات یقتل ولا یعذب ولا یحرق بالنار کائنا ما کان قال النبی صلی الله علیه وسلم الصدقة تطفی غضب الرب وقال علیه الصلوٰة والسلام الراحمون یرحمهم الرحمان ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ومن الادب ان تعطی الصدقة بطیب النفس من غیر منة ولا تبعة بیدك الیمنی ولا ترمی بالفلس والدرهم الی الفقیر بل امسکها فی کفك واحضره له حتی یاخذه هو من یدك لتکون الید العلیا للفقیر لان الفقیر

اور ان چیزوں میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب سے نجات دی سکتی ہیں۔ ایک نفلی صدقہ بھی ہے جو محتاج لوگوں کو دیا جاتا ہے اور نجات دہندہ اموریں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا بھی ہے۔ چھوٹا ہو چاہے بڑا فقیر ہو یا غنی مسلمان ہو یا کافر، انسان ہو چاہے حیوان۔ یہانتک کہ کیڑے مکوڑے پر بھی۔ اور جن موذی جانوروں کے مارنے کی شرع شریف نے اجازت دی ہے۔ ان کو قتل کیا جائیگا لیکن کسی طرح بھی عذاب دینا یا آگ میں جلانا بالکل روا نہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صدقہ پروردگار کی آتش غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے" اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "رحم کرنیوالوں پر رحمان بھی رحم کرتا ہے تم زمین کے بسنے والوں پر رحم کرو آسمان والا تمپر رحم فرمائے گا"

اور صدقہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ صدقہ دل کی خوشی کے ساتھ بغیر احسان جتلانے کے اپنے دائیں ہاتھ سے دو۔ اور دینے کے بعد اس شخص کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور روپیہ پیسہ فقیر کو پھینک کر نہ دو بلکہ اپنے ہاتھ پر رکھکر اس کے سامنے کر دو۔ تاکہ وہ تمہارے ہاتھ سے لے لے۔ اور فقیر کا ہاتھ اونچا رہے۔ اس لئے کہ

Marfat.com

ارسله الله تعالى اليك ليستلم منك ما امرك الله به فلا تحقر رسول ربك فان اخذها بطيب النفس فالمنة للفقير عليك وان ردها او اغلظ فى السؤال فلا تؤذه بالقول ولا بالفعل قال الله تعالى قول معروف ومغفرة خير من صدقة يتبعها اذى والله غنى حليم اشار تعالى سبحانه بقوله غنى حليم الى التخلق باخلاق الله تعالى فانه مع غناه حليم يحب ان يسال عنه فاللازم على الاغنياء الحلم للفقراء فهذه الاركان الاربعة للاسلام قد بيناها لك مختصرا فخذها ولا تتركها فانها قواعد الدين وبهدمها يهدم الاسلام عياذا بالله تعالى ولكل واحد منها حدود وواجبات وسنن ومستحبات ومكروهات ومفسدات مذكورة فى علم الفقه مفصلة فعليك بتعليمها

فقیر کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہیں اس بار سے سبکدوش کردے جسکا تمہیں خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اپنے رب کے بھیجے ہوئے کو حقیر نہ بناؤ۔

اگر اس نے خوشی سے لیلیا تو اس کا تمپر احسان ثابت ہوا۔ اور اگر اس نے رد کردیا اور سوال میں سختی کرنے لگا۔ تو اس کو اپنے کسی قول و فعل سے ایذا نہ پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ معقول بات (کرنا) اور (خطا سے) درگذر کرنا بہتر ہے ایسی خیرات سے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ غنی و حلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غنی اور حلیم کے کہنے سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ باوجود اپنی غنا کے ایسا حلیم ہے جو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے تو اغنیاء پر لازم ہے کہ فقراء کے ساتھ حلم سے پیش آئیں۔

یہ اسلام کے چار ارکان جو ہم نے مختصراً بیان کر دیئے انکا خوب خیال رکھو اور بیکار سمجھکر نہ چھوڑ دو۔ کہ ان کے گرنے سے اسلام کی عمارت گر جائے گی۔ عیاذاً باللہ (پناہ بخدا)

اور ان ارکان میں سے ہر ایک کے حدود اور واجبات اور سنتیں اور مکروہات اور مفسدات علم فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ ان کی تعلیم اپنے دیر

رزقك الله تعالى علما نافعا و
عملا متقبلا **فصل** في اعمال
القلب والروح وهذا الباب
بحر واسع لا يهتدى الى
ساحله الا بدليل التوفيق
اعلم ان هذين الاسمين
تستعمل في هذا الباب في قل
من يحيط بمعانيهما وحدودهما
واكثر الاغاليط منشاءها
الجهل بمعانيهما فها انا اذكر
لك ما هو مقرر عند علماء
الربانيين في بيانهما واكثر
ما ذكره مستنبط من كتاب
احياء علوم الدين لحجة الاسلام
ابي حامد محمد الغزالي رحمه
الله تعالى بالاختصار وكتاب
الاحياء مستغن بجنده عن
توصيفنا هذا اطنب العلماء
فيه حتى قال الشيخ محي الدين
النووي كاد الاحياء ان يكون
قرانا وقال الشيخ السقاف عبدالرحمان
بن محمد العلوي من لم يطالع الاحياء
ما فيه حيوة وقال الشيخ العيدروس
عبدالله العلوي لو نطق الاموات

لازم رکھو۔ اللہ تمہیں علم نافع اور عمل مقبول نصیب فرمائے۔

فصل (اعمال قلب اور روح کے بیان میں)

یہ باب ایسا وسیع بحر ہے کہ اس کے ساحل تک توفیق کی رہنمائی کے بغیر کوئی ہدایت یاب نہیں ہوسکتا۔

جاننا چاہیئے کہ قلب اور روح دو ایسے نام ہیں جو اس باب میں بہت مستعمل ہوتے ہیں اور شاذ و نادر ہی ایسا شخص پایا جائیگا جو ان کے معانی اور حدود کو جانتا ہو اور اکثر غلطیوں کا منشاء ان کے معانی سے ناواقف ہونا ہی ہے۔ جو معنی علمائے ربانیین کے نزدیک ثابت ہے وہ میں تمہیں کھول کر بتا دیتا ہوں۔

اور جو میں بیان کرونگا۔ اسکا اکثر حصہ کتاب احیاء العلوم سے مختصر کرکے لیا گیا ہے جس کے مصنف حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور احیاء العلوم اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہماری توصیف سے مستغنی ہے اور علما نے اس کی تعریف میں کلام کو بہت طول دیا ہے۔ یہانتک کہ شیخ محی الدین نووی کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ احیاء العلوم قرآن ہوتا اور شیخ سقاف عبدالرحمن بن محمد علوی کہتے ہیں کہ جس نے احیاء العلوم کا مطالعہ نہیں کیا تو اس میں حیات ہی نہیں" اور شیخ عیدروس عبداللہ علوی کہتے ہیں کہ اگر مردے بولنے لگیں تو وہ بھی احیاء العلوم

Marfat.com

لما امروا الا بقراءة الاحیاء قال
الشیخ علی بن ابی بکر بن عبدالرحمن
العلوی لو قلب اوراق الاحیاء
کافر لاسلم لسر خفی مودع
فیه یجذب القلوب الی حضرة
علام الغیوب فقال رضی الله
عنه اللفظ الاول لفظ القلب
وهو یطلق لمعنیین احدهما اللحم
الصنوبری الشکل المودع فی
جانب الایسر من الصدر و
هو لحم مخصوص و فی باطنه
تجویف و فی ذلک التجویف دم
اسود هو منبع الروح و
معدنه و هذا القلب موجود
للبهائم بل هو موجود للمیت
ونحن اذا اطلقنا لفظ القلب فی
هذا الباب لم نعن به ذلک فانه
قطعة لحم لا قدر له و هو من عالم
الملک والشهادة والمعنی الثانی هو
لطیفة ربانیة روحانیة لها بهذا القلب
الجسمانی تعلق و تلک اللطیفة هی حقیقة
الانسان وهو المدرک العالم العارف
من الانسان وهو المخاطب والمعاتب والمعاقب و
المطالب ولها علاقة مع القلب الجسمانی وقد
تحیرت عقول اکثر الخلق فی ادراک وجه علاقته

کے پڑھنے ہی کا امر کریں"۔ اور شیخ علی بن ابی بکر بن عبدالرحمن العلوی کہتے ہیں کہ "بسبب اس پوشیدہ راز کے جو احیاء العلوم میں مضمر ہے جو دلوں کو حق تعالیٰ کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اگر ایک کافر بھی اس کے اوراق اُلٹیگا تو مسلمان ہو جائے گا۔

امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا لفظ قلب ہے اور اسکا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے۔ ایک اس صنوبری شکل گوشت کو کہتے ہیں جو بائیں جانب سینہ میں رکھا ہوا ہے اور وہ ایک خاص گوشت کا ٹکڑا ہے جسکا اندر خالی ہے اور اس خالی جگہ میں سیاہ خون بھرا ہوا ہے اور وہی روح کا منبع اور معدن ہے۔ یہ قلب تو چوپایوں بلکہ مردوں میں بھی موجود ہے اور ہم جبکہ قلب کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ تو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس کی کوئی قدر نہیں اور یہ عالم ملک و شہادت (عالم دنیا) سے ہے۔

دوسری معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ ایک ربانی اور روحانی لطیفہ ہے۔ اس کو اس قلب جسمانی کے ساتھ تعلق ہے اور یہی لطیفہ انسان کی حقیقت ہے اور یہی انسان میں مدرک اور عالم اور عارف ہے اور یہی مخاطب اور مورد عقاب و عتاب و مطالبہ ہے۔ اس کو اس قلب جسمانی کے ساتھ علاقہ تو ہے لیکن اکثر لوگوں کی عقلیں اس علاقہ کی وجہ

Marfat.com

فان تعلقه به یضاهی تعلق الاعراض بالاجسام و شرح ذلك مما نتوقاه لمعنیین احدهما انه متعلق بعلوم المکاشفة و لیس غرضنا فی هذا الکتاب تلك العلوم و الثانی ان تحقیقه یستدعی افشاء سر الروح وذلك مما لم یتکلم فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فلیس لغیره ان یتکلم فیه والمقصود انا اذا اطلقنا لفظ القلب فی هذا الباب نراد نا منه هذه اللطیفة الربانیة واللفظ الثانی الروح وهو ایضا یطلق لمعنیین احدهما جسم لطیف منبعه تجویف القلب الجسمانی فینتشر بواسطة العروق الضوارب الی سائر اجزاء البدن وجریانه فی البدن وفیضان انواره فیها ایضاً یضاهی فیضان النور من السراج الذی یدار فی زوایا البیت و

کے سمجھنے میں حیران ہیں۔ اس لئے کہ اس کا تعلق قلب جسمانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسکی شرح کو ہم دو وجہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اول تو یہ کہ علوم مکاشفہ سے متعلق ہے اور ہماری غرض اس کتاب میں یہ علوم نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کی تحقیق اس امر کی خواہاں ہے کہ روح کے راز کو افشا کیا جائے اور وہ ایسا ہے کہ اسمیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کلام کرنے سے کنارہ کشی فرمائی ہے تو دوسرے کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس میں گفتگو کرے۔

مقصود یہ ہے کہ جب ہم قلب کا لفظ اس باب میں لائیں تو اس سے مراد وہی لطیفہ ربانیہ ہے اور دوسرا لفظ روح ہے۔ اس کی بھی دو معنی آتے ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ ایک جسم لطیف ہے جسکا منبع قلب جسمانی کی تجویف ہے اور پھڑکنے والی رگوں (شرائین) کے ذریعہ تمامی اجزائے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

اور اس کا سارے بدن میں جاری ہونا اور اس کے انوار کا فیض سارے بدن کو پہنچنا اس چراغ کے مثال ہے جسکو گھر کے کونوں میں گردش دی جائے جس سے ہر ایک جگہ پر تو نور سے فائض ہو جائے۔

اور وہ ایک لطیف بخار ہے جس کو قلب کی گرمی نے پکایا ہے۔ اور اس معنی کی شرح بیان

Marfat.com

هو بخار لطیف انضجته حرارة القلب ولیس شرحه من غرضنا اذ المتعلق به غرض اطباء الابدان فاما غرض اطباء الدین المعالجین للقلب حتی ینساق الی جوار رب العلمین فلیس یتعلق بشرح هذه الروح اصلا۔ المعنی الثانی هو اللطیفة العالمة المدرکة من الانسان وهو الذی شرحناه فی احد معانی القلب وهو الذی اراد اللہ تعالی بقوله قل الروح من امر ربی وهو امر عجیب ربانی تعجز اکثر العقول والافهام عن درك حقیقته وللقلب جنود قال اللہ تعالی وما یعلم جنود ربك الا هو ونحن الآن نشیر الی بعض جنود القلب فهو الذی یتعلق بغرضنا وله جندان جند یری بالابصار وجند لا یری الا بالبصائر وهو فی حکم الملك والجنود فی حکم الخدام

کرنے سے ہماری غرض وابستہ نہیں یہ کام تو اطبار ابدان کا ہے۔ لیکن اطبار دین جو قلب کے سطرح پر معالج ہیں۔ کہ اس کو قرب بارگاہ الہی میں لیجائیں ان کی غرض اس مذکورہ بالا روح سے متعلق نہیں۔

دوسری معنی یہ ہے کہ وہ ایک لطیفہ ہے جو انسان میں عالم اور مدرک ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کی شرح ہم نے معانی قلب میں بیان کردی تھی۔ اور وہی ہے جس کو حق تعالی نے اپنے اس قول میں ارادہ فرمایا ہے کہ "کہدیجئے کہ روح پروردگار کے حکم سے ہے"

اور وہ ایک ایسا عجیب امر ربانی ہے جس کی حقیقت کی سمجھ سے اکثر عقول اور افہام عاجز ہیں اور قلب کے بہت سے خادم اور لشکر ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ "تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا"

اب ہم قلب کے بعض لشکروں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور انہیں سے ہماری غرض متعلق اور وابستہ ہے۔

اس کے لشکر پھر دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایک ایسا ہے جو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور ایک ایسا ہے جو نظر عقل کے بغیر نہیں دیکھا جاسکتا۔

اور قلب بادشاہ کی طرح سے ہے اور اس کے لشکر خادموں کا حکم رکھتے ہیں۔

Marfat.com

فاما جندہ المشاهد بالعين فهو اليد والرجل والعين والاذن واللسان وسائر الاعضاء الظاهرة والباطنة فان جميعها خادمة للقلب و مسخرة له فهو المتصرف فيها ولا تستطيع خلافه فاذا امر العين بالانفتاح انفتحت واذا امر اللسان بالكلام تكلم واذا امر الرجل بالحركة تحركت وكذا سائر الاعضاء واما جنده الذي لا يرى الا بالبصائر فمنها الحواس الباطنة اعني السمع والبصر والشم و الذوق واللمس ومنها ما اسكن منازل باطنة وهي تجاويف الدماغ وهي ايضا خمس فان الانسان بعد رؤية الشيء يغمض عينيه فيدرك صورته في نفسه وهو الخيال ثم تبقى تلك الصورة معه بسبب شيء يحفظه وهو الحافظ ثم يتفكر في ما حفظه فيركب بعض ذلك الى البعض ثم يتذكر ما قد نسيه ثم يجمع جملة

اس کے وہ لشکر جو آنکھوں سے دیکھے جاتے ہیں یہ ہیں۔ ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ۔ کان۔ زبان اور باقی تمام ظاہری اور باطنی اعضا یہ سب قلب کے خادم اور اس کے تابع و مسخر ہیں اور وہ ان میں متصرف ہے۔ اور کوئی اس کے خلاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جبکہ وہ آنکھ کو کھلنے کا حکم دیتا ہے تو کھل جاتی ہے اور جب زبان کو گویائی کی اجازت ملتی ہے تو کلام کرنے لگتی ہے۔ اور جب پیر کو چلنے پھرنے کا حکم ملتا ہے تو چلتا پھرتا ہے۔ اسی طرح سے باقی اعضا کو قیاس کر لو؛

اور وہ لشکر جو نظر عقل کے بغیر نہیں دیکھے جا سکتے۔ بعض ان میں سے حواس باطنہ ہیں یعنی سننا۔ دیکھنا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ چھونا۔ اور بعض وہ ہیں کہ جو باطنی منازل میں رہتے ہیں یعنی دماغ کی تجاویف میں وہ بھی پانچ ہیں۔ اس لئے کہ انسان جب کسی چیز کے دیکھنے کے بعد اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ تب بھی اپنے نفس میں اس کی صورت جانتا ہے۔ یہ خیال ہے پھر یہ صورت ایک ایسے سبب کی وجہ سے جو اس کی حفاظت کرتا ہے باقی رہتی ہے اور وہی حافظہ ہے۔ پھر اپنی یادداشت میں فکر کیا جاتا ہے۔ اور بعض اجزائے خیالیہ کو بعض سے ترکیب دیجاتی ہے۔ پھر بھولے ہوئے حصہ کو یاد کیا جاتا ہے اور سب معانی محسوسات کو اپنے خیال میں حس مشترک کے ذریعہ اکٹھا کیا جاتا

Marfat.com

معانی المحسوسات فی خیاله بالحس المشترك ففی الباطن حس مشترك وتخیل وتفکر وتذکر وحفظ انتهی مختصرا - وقیل فی عوض التفکر التوهم فکما ان الحواس الظاهرة منقادة للقلب کذلك الحواس الباطنة منقادة له اذا علمت هذا فاعلم ان القلب الصوری لکونه جزءا شریفا یتضرر بادنی مرض و قلما ینجو منه الانسان فکذلك القلب المعنوی یتضرر ویهلك لعروض الآفات فللقلب آفات مهلکة وللسان آفات مهلکة فاما آفات القلب فمنها الغضب والحقد والحسد والحرص والطمع والکبر و اما آفات اللسان فمنها الفحش والسب واللعن والمزاح و السخرية والاستهزاء والکذب والغیبة والنمیمة وجمیعها مهلکات فاحذرها وها انا ابین لك معانی الالفاظ المذکورة مختصرا من کتاب الاحیاء اما الغضب فانه شعلة

ہے تو اس طرح سے باطن میں یہ قوتیں پائی جاتی ہیں۔ حس مشترک۔ تخیل۔ تفکر۔ تذکر۔ حفظ (انتہی مختصرا)

اور بعض تفکر کی جگہ توہم کہتے ہیں۔

جس طرح سے کہ حواس ظاہریہ قلب کے مطیع ہیں۔ اسی طرح حواس باطنہ بھی قلب کے فرمانبردار ہیں۔ اس جاننے کے بعد جانو کہ قلب ظاہری جزو رئیس ہونے کی وجہ سے بطرح کہ ادنیٰ مرض سے بڑا ضرر پاتا ہے اور اس سے بہت ہی کم انسان شفایاب ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے قلب معنوی آفتوں کے عارض ہونے سے ضرر پاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ قلب کے بھی آفات مہلکہ پائے جاتے ہیں اور زبان کے بھی۔

بعض آفات قلبیہ یہ ہیں۔ غضب۔ کینہ۔ حسد حرص۔ طمع۔ کبر۔

اور زبان کی بعض آفتیں یہ ہیں فحش گوئی گالی دینا۔ لعن طعن کرنا۔ بیجا خوش طبعی۔ تمسخر (ٹھٹھا کرنا) جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ چغلی اور یہ سب باتیں مہلکات ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اب ان الفاظ کی معانی کتاب احیاء العلوم سے ہم تمہارے سامنے بیان کئے دیتے ہیں

غضب آگ کا ایک شعلہ ہے جو اس آتش

نار اقتبست من نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة وانها لمستکنة فی طی الفواد استکنان الجمر تحت الرماد ویستخرجها الکبر الله فین فی قلب کل جبار عنید کاستخراج الحجر النار من الحدید ومن نتائج الغضب الحقد والحسد وبهما هلك من هلك و فسد من فسد ومفیضهما مضغة اذا صلحت صلح معها سائر الجسد واذا فسدت فسد معها سائر الجسد قال الله تعالیٰ فی ذم الغضب اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة فانزل الله سکینته علی رسوله و علی المومنین الآیة ذم الکفار بما تظاهروا به من الحمیة الصادرة عن الغضب الباطل ومدح المومنین بما انزل علیهم من السکینة - وروی ابو هریرة رض

الہٰی سے لیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی ہے جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ دل کی تہ میں ایسا چھپا ہوا ہے جیسے راکھ کے نیچے انگارا دبا ہوا ہوتا ہے۔

اور اس آتش غضب کو تکبر کا وہ مادہ جو ہر ایک جابر اور جھگڑالو کے دل میں پوشیدہ ہے۔ اور بھی تیز کر دیتا ہے جیسا کہ لوہے سے آگ نکلنے لگتی ہے کینہ اور حسد بھی غضب ہی کے نتائج میں سے ہیں اور ان دونوں کی وجہ سے بہت لوگ خراب اور ہلاک ہوئے۔ اصل میں یہ سب فیض ایک ایسے گوشت کے ٹکڑے (قلب) کا ہے کہ جس کی اصلاح سے سارا بدن اصلاح یاب ہوتا ہے اور جس کے فساد سے سارا بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ غضب کے ذم میں فرماتا ہے کہ "جس وقت ٹھان لی کافروں نے اپنے دل میں جاہلیت کی ضد تو اللہ نے نازل فرمایا اپنی طرف سے سکون اپنے رسول اور مسلمانوں پر الآیۃ

اللہ تعالیٰ نے کفار کی ذم اس لئے فرمائی کہ وہ اس ننگ وعار کا مظاہرہ کر رہے تھے جو کہ غضب باطل سے صادر ہوتا ہے اور مومنین کی مدح اس لئے فرمائی۔ کہ ان پر سکون اور قرار نازل فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رض سے روایت ہے کہ

Marfat.com

ان رجلا قال یا رسول اللہ مرنی بعمل واقلل قال لا تغضب ثم اعاد علیہ فقال لا تغضب و قال ابن عمر قلت لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قل لی قولا واقلله لعلی اعقله فقال لا تغضب فاعدت علیہ مرتین کل ذلک یرجع الی لا تغضب و عن عبد اللہ بن عمر انہ سئل رسول اللہ علیہ وسلم ماذا ینقذنی من غضب اللہ قال لا تغضب و قال ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کف غضبہ ستر اللہ عورتہ وعن عکرمہ فی قولہ تعالی وسیدا وحصورا قال السید الذی لا یغلبہ الغضب فادفع الغضب بکظم الغیظ ان کنت من عباد اللہ الصالحین

کہ ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے لیکن جو بہت ہی کم ہو حضورؐ نے فرمایا کہ تم غصہ مت کرو۔ اس نے پھر یہ سوال دُہرایا آپ نے پھر فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ فرمائیے مگر جو بہت ہی کم ہو تا کہ میں سمجھ سکوں۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ مت ہو۔ میں نے دو مرتبہ پھر اسی سوال کو دُہرایا آپ ہر ایک مرتبہ فرماتے رہے کہ غصہ مت کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے کیا چیز اللہ کے غضب سے چھڑا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم غضبناک نہ ہو۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالےٰ کے اس قول یعنی سیداً وحصوراً کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ سید وہ ہے جس پر غضب غالب نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے ہونا چاہتے ہو تو اپنے غضب اور غصہ کو پی لیا کرو۔

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ والکاظمین
الغیظ والعافین عن
الناس وقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من
کف غضبہ کف اللہ عنہ
عذابہ الحقد والحسد اعلم
ان الحسد ایضا من نتائج
الحقد والحقد من نتائج
الغضب فھو فرع فرعہ
والغضب اصل اصلہ
ثم ان للحسد من الفروع
الذمیمۃ مالا یکاد یحصی و
قد ورد فی ذم الحسد اخبار
کثیرۃ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
الحسد یاکل الحسنات
کما تاکل النار الحطب و
قال صلی اللہ علیہ وسلم
لا تحاسدوا ولا تقاطعوا
ولا تباغضوا ولا تدابروا
وکونوا عباد اللہ اخوانا و
قال صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا ینجو
منھن احد الظن والطیرۃ والحسد
وساحدثکم بالمخرج من ذلک اذا

اور انہی لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے
کہ یہ (لوگ) غصہ کو ضبط کرنیوالے اور لوگوں
سے (خطا) درگذر کرنے والے ہیں اور حضور
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنا
غصہ روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب
روک لیگا۔

کینہ اور حسد۔ جاننا چاہیئے کہ حسد کینہ کا
نتیجہ ہے اور کینہ غضب کا ثمرہ ہے تو حسد غضب
کے فرع کا فرع ہے اور غضب اسکا اصل
الاصل ہے اور حسد کے بھی اتنے بہت بڑے
فروع ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور
حسد کی برائی میں بہت ہی حدیثیں وارد ہو چکی
ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد
نیکیوں اور بھلائیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے
کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی (جلا دیتی) ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
حسد نہ کرو اور تعلقات نہ توڑو اور ایک دوسرے
کے پیچھے برا بھلا نہ کہو۔ اور اے اللہ کے بندو
سب آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
تین چیزیں ایسی ہیں جن سے کوئی نہیں بچ سکتا
بدگمانی۔ بدفالی اور حسد (اور آپ فرماتے ہیں کہ)
میں تمہیں ان سے چھٹکارے کی راہ بتلا دوں
جب گمان کرو تو اسے یقین اور حقیقت نہ بناؤ

Marfat.com

ظننت فلا تحقق واذا تطیرت فامض واذا حسدت فلا تبغ وقال صلی اللہ علیہ وسلم دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء والبغضة هی الحالقة لا اقول حالقة الشعر ولکن حالقة الدین والذی نفس محمد بیدہ لا تدخلوا الجنة حتی تؤمنوا حتی تحابوا الا انبئکم بما یثبت ذلک لکم افشوا السلام بینکم وقال صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا وکاد الحسد ان یغلب القدر

اور بدفالی کو خیال میں بھی نہ لاؤ اور جب حسد کرو تو ظلم نہ کرو۔ اور حق سے برگشتہ نہ ہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پچھلی امتوں کی بیماری تم میں بھی سرایت کر گئی ہے (یعنی) حسد اور بغض۔ اور بغض مونڈنے والا ہے۔ (آپ فرماتے ہیں) کہ میرا یہ مقصد نہیں کہ بال مونڈنے والا ہے بلکہ دین کو مونڈنے والا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جبتک کہ ایمان نہ لے آؤ اور آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں ایسی بات سے تمہیں آگاہ نہ کردوں جو تمہارے لئے ان دونوں باتوں کو لازم کردے (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام بہت بہت کہا کرو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ فقر کفر کو پہنچ جائے اور قریب ہے کہ حسد قدر (تقدیر الہی) پر غالب ہوجائے

البخل وحب المال

قال اللہ تعالی یا ایها الذین آمنوا لا تلهکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک هم الخٰسرون وقال تعالی انما اموالکم واولادکم

بخل اور مال کی محبت

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو غافل نہ بنائیں تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے اور جو ایسا کرینگے تو وہی لوگ خسارہ (ٹوٹے) میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور ارشاد ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری

فتنة والله عنده اجر عظيم
وقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم حب المال والشرف
ينبتان النفاق كما ينبت
الماء البقل وقال صلى الله
عليه وسلم ما ذئبان ضاريان
ارسلا في زريبة غنم باكثر
فسادا من حب الشرف
والمال والجاه في دين الرجل
المسلم. بيان ذم الحرص
والطمع ومدح القناعة
اعلم ان الفقر محمود لكن
ينبغي ان يكون الفقير
قانعا منقطع الطمع عن
الخلق غير ملتفت الى ما
في ايديهم ولا حريصا على
اكتساب المال كيف كان ولا
يمكن ذلك الا بان يقنع
بقدر الضرورة من المطعم
والملبس والمسكن قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم
لو كان لابن ادم واديان
من ذهب لابتغى لهما ثالثا
ولا يملأ جوف ابن ادم الا التراب

اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں اور اللہ کے پاس اجرِ عظیم ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مال اور جاہ کی محبت نفاق کو اس طرح اُگاتی ہے۔ جیسے پانی سبزہ کو اُگاتا ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دو خونخوار بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں، وہ اتنا زیادہ فساد (نقصان) نہیں پہونچا سکتے جتنا کہ جاہ و مال کی محبت ایک مسلمان کے دین کو پہونچا سکتی ہے۔

(حرص اور طمع کی بُرائی اور قناعت کی مدح کا بیان) جاننا چاہئے کہ فقر اچھا ہے۔ لیکن چاہئے کہ فقیر قانع ہو یعنی لوگوں سے طمع کو توڑے ہوئے ہو۔ لوگوں کے مال و دولت کی طرف التفات نہ کرتا ہو اور مال کے حاصل کرنے میں (چاہے وہ حلال او رحرام کسی صورت سے بھی ہو) حریص نہ ہو۔ اور یہ امور بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خورد و نوش کی چیزوں میں اور بود وباش میں قدرِ ضروری پر قناعت کی جائے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ابن آدم کے پاس سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں (گھاٹیاں) بھی ہوتیں تو پھر بھی وہ تیسری وادی کی خواہش رکھتا۔ اور ابن آدم (انسان) کے پیٹ کو مٹی کے بغیر کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

Marfat.com

ویتوب اللہ علی من تاب
وعن ابی واقد اللیثی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ عزوجل
یقول انا انزلنا المال لاقامۃ
الصلوۃ وایتاء الزکوۃ و
لوکان لابن آدم واد من
ذھب لاحب ان یکون لہ
ثان ولوکان لہ الثانی لاحب
ان یکون لھما الثالث ولا
یملاء جوف ابن آدم الا التراب
ویتوب اللہ علی من تاب
بیان ذم البخل قال اللہ تعالیٰ
ومن یوق شح نفسہ فاولئک
ھم المفلحون وقال تعالیٰ ولا
یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم
اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم
بل ھو شر لھم سیطوقون
ما بخلوا بہ یوم القیمۃ و
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایاکم والشح
فانہ اھلک من کان قبلکم
حملھم علی ان سفکوا دماءھم
واستحلوا محارمھم وقال صلی اللہ علیہ وسلم

اور اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔
ابو واقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے
ہیں کہ ہم نے نماز پر قائم رہنے اور زکات دینے
کے لئے مال کو اتارا ہے اور اگر ابن آدم کے پاس
ایک سونے کی وادی ہوتی تب بھی وہ چاہتا کہ
دوسری ہو اور اگر دوسری وادی بھی ہوتی۔ تو
اس کی پھر تمنا ہوتی کہ تیسری بھی ہو۔ ابن آدم کے
پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ
توبہ کی توفیق دیتا ہے جسے چاہتا ہے"
(بخل کی برائی کا بیان) باریتعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ "اور جو شخص محفوظ رکھا جائے اپنے نفس کے
بخل سے تو وہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں" اور ارشاد
ہے کہ " نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس
مال پر جو ان کو اللہ نے دیا ہے اپنی مہربانی سے
کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کیلئے برا
ہے۔ قیامت کے دن جس پر انہوں نے بخل کیا
تھا۔ اسکا طوق بناکر (انکی گردن میں) ڈالا جائیگا"
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ بخل سے بچو کہ اس بخل نے ہلاک کردیا ان لوگوں
کو جو تم سے پہلے تھے۔ اسی بخل نے ان کو اس بات
پر برانگیختہ کیا تھا۔ کہ انہوں نے خونریزیاں کیں
اور محارم (حرام شدہ چیزوں) کو حلال کردیا"
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین

Marfat.com

ثلاث مهلکات شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظلم فان الظلم ظلمات یوم القیمۃ و وایاکم والفحش ان اللہ لا یحب الفاحش ولا المتفحش و ایاکم والشح فانما اھلک من کان قبلکم الشح امرھم بالکذب فکذبوا وامرھم بالظلم فظلموا وامرھم بالقطیعۃ فقطعوا۔ بیان ذم الریاء قولہ تعالیٰ فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراءون وقال تعالیٰ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم حین سالہ رجل فقال یا رسول اللہ فیم النجاۃ فقال ان لا یعمل العبد بطاعۃ اللہ یرید بھا الناس وفی حدیث اخر ان اللہ تعالی یقول لملئکتہ ان ھذا لم یردنی بعملہ

چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں۔ ایسا بخل جو تابع بنالے ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے۔ اور خود بینی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن ظلمات (اندھیریاں) بن جائینگی۔ اور فحش سے بچو اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فاحش اور متفحش (اپنا پردہ در) کو پسند نہیں کرتا اور بخل سے بچو کہ تم سے پچھلی قوموں کو بھی بخل ہی نے ہلاک کیا تھا۔ اسی بخل نے ان کو جھوٹ کا امر کیا تو جھوٹ بولنے لگے۔ اور ظلم کا حکم کیا تو ظلم کرنے لگے۔ اور صلہ رحمی کے قطع کرنے کو کہا تو قطع کرنے لگے۔

(ریا کی برائی کا بیان) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ویل (خرابی) ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بیخبر ہیں یعنی وہ جو ریا کرتے ہیں۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جو شخص اپنے رب کے ملنے کی امید رکھے تو چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو شریک نہ کرے"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ نجات کس بات میں ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ بندہ اللہ تعالےٰ کی ایسی عبادت نہ کرے جس میں لوگوں کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو کہیگا کہ اس نے اپنے عمل سے میرا

فاجعلوہ فی سجین وقال
صلی اللہ علیہ وسلم ان اخوف
ما اخاف علیکم الشرک الاصغر
قالوا وما الشرک الاصغر یا
رسول اللہ قال الریا وقال
صلی اللہ علیہ وسلم استعیذوا
باللہ من جب الحزن قیل و
ما ھو یا رسول اللہ قال
وادٍ فی جھنم اعدّ للقراء
المرائیین۔ بیان ذم
الکبر و ھو اقبح الامراض
القلبیۃ قال اللہ تعالی
ساصرف عن ایاتی الذین
یتکبرون فی الارض بغیر
الحق وقال عز وجل کذلک
یطبع اللہ علی کل قلب
متکبر جبار وقال تعالی
واستفتحوا وخاب کل جبار
عنید وقال تعالی انہ
لا یحب المستکبرین وقال
تعالی ان الذین
یستکبرون عن عبادتی
سیدخلون جھنم
داخرین وقد قال رسول اللہ

ارادہ نہ کیا تھا اس کو سجین (جہنم) میں دھکیل دو
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
میں تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر سے ڈرتا
ہوں۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ شرک
اصغر کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ ریا ہے۔
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ کہ اللہ سے پناہ مانگو جُبّ حزن سے۔
کہا گیا کہ یا رسولؐ اللہ جُبّ حزن کیا ہے۔ آپ
نے فرمایا کہ وہ جہنم کی ایک وادی ہے جو ریاکار
قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے"
(کبر کی برائی کے بیان میں) کبر قلب کے
مرضوں میں سب سے برا ہے۔ اس کے بارہ
میں حق تعالے کے یہ ارشادات ہیں۔ عنقریب
پھیر دونگا اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو جو بغیر
حق کے زمین پر تکبر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالی
متکبر سرکش کے پورے دل پر اسی طرح مُہر
لگا دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ اور پیغمبروں سے فتح
مانگی اور نا امید و ناکام ہوا ہر سرکش ضدی"
اور ارشاد ہے کہ" اللہ تعالی تکبر کرنے والوں
کو دوست نہیں رکھتا" اور حق تعالی کا ارشاد
ہے کہ بیشک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت
سے وہ عنقریب داخل ہونگے جہنم میں ذلیل
ہو کر"
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر ولا یدخل النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان و قال ابو ہریرۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منہما القیتہ فی جہنم ولا ابالی و قال صلے اللہ علیہ وسلم بئس العبد عبد تجبر واختال ونسی الکبیر المتعال بئس العبد عبد غفل و سہی ونسی المقابر والبلی بئس العبد عبد عتی و بغی و نسی المبداء والمنتہی و قال صلے اللہ علیہ وسلم اہل النار کل جعظری جواظ مستکبر جماع مناع و اہل الجنۃ الضعفاء المقلون

فصل فی آفات اللسان

اعلم

کہ جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جسکے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا اور دوزخ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا (بڑائی) میری چادر ہے اور عظمت (بزرگی) میرا تہ بند ہے[1] پس جس شخص نے ان دونوں کے بارہ میں مجھ سے جھگڑا کیا تو اس کو میں دوزخ میں ڈال دونگا اور مجھے پرواہ نہ ہوگی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بُرا ہے وہ بندہ جس نے سرکشی اور غرور کیا اور اس نے خداوند کبیرو برتر کو بھلا دیا اور بُرا ہے وہ بندہ جس نے غفلت برتی اور مقابر (گورستان) اور اپنے بوسیدہ ہونے کو بھول گیا اور برا ہے وہ بندہ جس نے گردن کشی اور بغاوت کی اور اپنے مبدأ اور منتہی کو بھلا دیا۔

اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل نار یہ لوگ ہیں ہر ایک بدخو۔ اکڑنے والا متکبر۔ جمع کرنیوالا (شرکو) اور منع کرنیوالا (خیر سے) اور اہل جنت یہ لوگ ہیں ضعیف۔ درویش اور تھوڑی چیز پر قناعت کرنیوالے۔

(فصل آفات زبان کے بیان میں) جاننا

[1] یعنی یہ دونوں چیزیں میرے لئے خاص ہیں ۱۲

ان خطر اللسان عظيم و لا نجاة من خطره الا بالصمت فلذلك مدح الشرع الصمت فقال صلى الله عليه وسلم من صمت نجا وقال عليه الصلوٰة والسلام الصمت حكم وقليل فاعله اى حكمة وحزم وقال صلى الله عليه وسلم من يتكفل لى بما بين لحييه ورجليه اتكفل له بالجنة وقال صلى الله عليه وسلم من وقى شر قبقبه وذبذبه ولقلقه فقد وقى الشر كله القبقب هو البطن والذبذب الفرج واللقلق اللسان فهذه الشهوات الثلاث بها يهلك اكثر الخلق.

الفحش والسب وبذاءة اللسان وهو مذموم ومنهى عنه ومصدره الخبث واللؤم

چاہیئے کہ زبان کا خطرہ بڑا ہے اور خاموشی کے بغیر اس خطرہ سے نجات کی کوئی راہ نہیں۔ اسی لئے شرع شریف نے خاموشی کی تعریف فرمائی ہے۔

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو چپ رہا وہ نجات یاب ہوا" اور حضور اکرم فرماتے ہیں کہ "خاموشی دانائی ہے اور بہت ہی کم لوگ اس پر عمل پیرا ہیں" یعنی خاموشی میں بڑی حکمتیں اور دور اندیشیاں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص اپنے دو جبڑوں اور دو ٹانگوں کے درمیانی اعضاء کا میرے لئے ضامن بنتا ہے تو جنت کے لئے میں اسکا ضامن ہوتا ہوں"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو اپنے قبقب اور ذبذب اور لقلق کے شر سے محفوظ رہا تو گویا وہ ساری برائیوں سے بچ گیا۔ قبقب پیٹ ہے۔ ذبذب اندام نہانی اور لقلق زبان ہے۔ انہی تین کی خواہشوں سے اکثر لوگ ہلاک ہوتے ہیں (خدا ہم کو ان کے شر سے بچا دے بحرمۃ سید انبیاء و آلہ الامجاد)

(فحش۔ گالی بکنا۔ بکواس اور بدگوئی)

یہ سب چیزیں بری ہیں اور ان سے منع کیا گیا اور ان کا منبع خباثت نفس اور شرارت طبع ہے

Marfat.com

قال صلی الله علیه وسلم
ایاکم والفحش فان الله
تعالیٰ لا یحب الفحش و
لا التفحش وقال صلی الله
علیه وسلم لیس المؤمن
بالطعان ولا اللعان و
لا الفاحش ولا البذی و
قال صلی الله علیه وسلم
الجنة حرام علی کل فاحش
ان ید خلها ۔ اللعن مذموم
للانسان والحیوان والجماد
قال انس رض کان رجل
یسیر مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم علی بعیر فلعن
بعیره فقال صلی الله علیه
وسلم یا عبد الله لا تسر
معنا علی بعیر ملعون وقال
ذلک انکارا علیه وقال ابو
الدرداء رض ما لعن احد
الارض الا قالت لعن الله
اعصانا لله الشعر فکلام حسنه حسن و
قبیحه قبیح الا ان التجرد له مذموم المزاح
اصله مذموم منهی عنه الا قدرا یسیرا
یستثنی منه لان المزاح مطایبة و
فیه انبساط وطیب قلب

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "فحش سے بچو کہ اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش (اپنی پردہ دری) کو پسند نہیں کرتا" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مومن لعن طعن کرنیوالا اور فاحش اور بدگو نہیں ہوتا" اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جنت ہر ایک فاحش شخص پر حرام ہے کہ اس میں داخل ہو سکے"

انسان حیوان اور جمادات سب پر لعنت کرنا برا ہے حضرت انس رض سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک اونٹ پر سفر کر رہا تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کی۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا! ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پر نہ چل" اس سے مقصد اس کو اس فعل سے روکنا تھا

ابو الدرداء رض کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب زمین کو لعنت کرتا ہے تو زمین اس کے جواب میں کہتی ہے کہ ہم میں اللہ کی لعنت اس پر ہو جو اللہ کا زیادہ نافرمان ہے۔

(شعر کا بیان) شعر ایک کلام ہے اس میں جو اچھا ہو وہ بہتر ہے اور جو برا ہے وہ برا ہے مگر اسی کا ہو رہنا سخت ناپسندیدہ ہے"

(خوش طبعی) اصل میں بری ہے۔ ہاں تھوڑی سی خوش طبعی اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ مزاح خوش طبعی ہی ہے جس سے قلب کو مسرت

Marfat.com

والمنهي عنه الافراط او المداومة عليه اما الافراط فيه فانه يورث كثرة الضحك وكثرة الضحك تميت القلب و تورث الضغينة في بعض الاحوال وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرجل ليتكلم بالكلمة يضحك بها جلساءه يهوي بها في النار ابعد من الثريا.

السخرية والاستهزاء وهذا المحرم مهما كان موذيا كما قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسى ان يكن خيرا منهن ومعنى السخرية الاستهانة والتحقير على وجه يضحك منه

الكذب في القول واليمين وهو من قبائح الذنوب وفواحش العيوب قال النبي صلى الله عليه و سلم اياكم والكذب فانه مع الفجور وهما في النار

اور نشاط حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ جائز ہے اور جو ممنوع ہے۔ وہ افراط ہے یا ہمیشہ مداومت کرنا ہے۔ اسلئے کہ افراط کرنے سے ہنسی زیادہ ہوگی۔ اور زیادہ ہنسی سے قلب پر مردگی چھا جاتی ہے۔ اور اس سے بعض اوقات کینہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسی باتیں کیا کرتا ہے جس سے اسکا مقصد ہمنشینوں کو ہنسانا ہی ہوتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے آگ میں گھسیٹا جائیگا ثریا سے بھی زیادہ دور۔

(ٹھٹھا اور تمسخر) یہ بھی حرام ہیں جہاں کہ ان سے ایذا رسانی ہوتی ہو جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے ایمان والو! تمسخر نہ کیا کرے ایک قوم دوسری قوم سے کیا بعید ہے کہ وہ (جن پر ہنستے ہیں) بہتر ہوں ان (ہنسنے والوں) سے۔ اور نہ عورتیں تمسخر کریں دوسری عورتوں سے کیا عجب ہے کہ وہ بہتر ہوں ان سے"

اور سخریہ کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی اہانت کی جائے اور اس کو ذلیل کیا جائے۔ اس طرح سے کہ لوگ اس پر ہنسیں۔

(جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا) یہ بدترین گناہوں اور فاحش ترین عیبوں میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ فجور کے ساتھ ملا ہوا ہے اور یہ دونوں دوزخ میں لیجانے والے ہیں۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الکذب باب من ابواب النفاق وقال صلی اللہ علیہ وسلم الکذب ینقص الرزق وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان التجار هم الفجار فقیل یارسول اللہ صلی اللہ الیس قد احل اللہ البیع قال نعم ولکنهم یحلفون فیاثمون ویحدثون فیکذبون وقال صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ نفر لا یکلمهم اللہ یوم القیمۃ ولا ینظر الیهم المنان بعطیۃ والمنفق سلعتہ بالحلف الفاجر والمسبل ازارہ۔ الغیبۃ قد نص اللہ تعالیٰ علی ذمها فی کتابہ وشبہ صاحبها باکل اللحم المیتۃ فقال تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرهتموہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹ ایک دروازہ ہے منافقی کے دروازوں میں سے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھوٹ رزق کو گھٹاتا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تجارت پیشہ لوگ فاسق ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو جائز نہیں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک جائز فرمایا ہے لیکن یہ لوگ (بیضرورت) قسمیں کھاتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں اور بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کریگا اور ان پر نظر رحمت نہ ڈالیگا ایک تو وہ جو کچھ دیکر احسان جتاتا ہو۔ اور ایک وہ جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی پونجی بیچتا ہو۔ اور تیسرا وہ جو اپنا تہ بند یا شلوار (حد شرعی سے) نیچے چھوڑ دیتا ہو (جو ٹخنہ کو ڈھانک لے)

(**غیبت**) حق تعالیٰ نے غیبت کی بُرائی کو اپنی کتاب قرآن مجید میں ظاہر فرمایا ہے اور غیبت کرنے کو مُردار کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ " اور نہ غیبت کیا کرے تم میں سے ایک دوسرے کی۔ بھلا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ گوشت کھائے اپنے مرے ہوئے بھائی کا سو یہ تو تم مکروہ سمجھتے ہو۔"

وقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ والغیبۃ تتناول العرض وقال ابو برزۃ قال علیہ السلام لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تناجشوا ولا تدابروا ولا یغتب بعضکم بعضا وکونوا عباد اللہ اخوانا وعن جابر وابی سعید قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا فان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ وقال البراء رض خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اسمع العواتق فی بیوتھن فقال یا معشر من اٰمن بلسانہ ولم یؤمن بقلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من تتبع عورۃ اخیہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کی ہر ایک چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی اسکا خون اور اسکا مال اور اس کی آبرو اور غیبت آبرو ہی لے لیتی ہے۔ ابو برزہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور بھاؤ نہ بڑھاؤ (یعنے بغیر ارادہ خرید نے کے تاکہ دوسرا نہ لے سکے) اور پس پشت باتیں نہ بناؤ۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ اور اے بندگانِ خدا! آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہو"

جابر اور ابو سعید رض سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم غیبت سے بچو کہ غیبت زناکاری سے بھی زیادہ سخت اور بری ہے۔ کیونکہ آدمی بعض وقت زنا کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور غیبت کرنیوالے کو نہیں بخشا جاتا جبتک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ اسے نہ بخشدے"

براء رض کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ سنایا یہانتک کہ عورتوں نے اپنے گھروں میں سن لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ان لوگوں کی جماعت جو زبان سے ایمان لاچکے ہو لیکن دل سے ایمان نہیں لائے ہو (خطاب تھا منافقین کی طرف) مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو۔ اور انکی پوشیدہ باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے

تتبع اللہ عورتہ ومن تتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی جوف بیتہ وقال جابر رضی اللہ عنہ کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیر فاتی علی قبرین یعذب صاحباھما فقال انھما یعذبان و ما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان یغتاب الناس و اما الاخر فکان لا یستنزہ من بولہ فدعا بجریدۃ رطبۃ اوجریدتین فکسرھما ثم امر بکل کسرۃ فغرست علی قبر وقال اما انہ سیھون من عذابھما ما کانتا رطبتین او ما لم ییبسا۔ النمیمۃ قال اللہ تعالیٰ ھماز مشاء بنمیم ثم قال عتل بعد ذلک زنیم وقال عبد اللہ بن مبارک الزنیم ولد الزناء الذی لا یکتم الحدیث

بھائی کے پوشیدہ امور میں پڑیگا تو اللہ تعالیٰ اسکی پوشیدہ باتوں میں پڑیگا اور جس کی پوشیدہ باتوں میں اللہ جل و علا پڑا تو اُسے گھر کے اندر بھی رسوا و خوار کر لیگا۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ آپ ایک دو قبروں پر تشریف فرما ہوئے کہ جس میں مُردوں کو عذاب دیا جارہا تھا حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب تو دیا جارہا ہے لیکن کسی بڑی بات میں نہیں (یعنی جسکو بڑی بات نہیں سمجھا جاتا) ان میں سے ایک تو لیسا تھا جو لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ایک سبز ٹہنی منگائی یا دو ٹہنیاں منگائیں اور ان دونوں کو توڑا پھر آپنے فرمایا کہ ہر ایک ٹہنی کے ٹکڑے کو ہر ایک قبر پہ گاڑ دیا جائے۔ پس وہ گاڑ دی گئیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ جبتک ان ٹہنیوں میں تری باقی ہے۔ ان کے عذاب میں تخفیف اور آسانی ہوگی (یا یہ فرمایا کہ جبتک یہ خشک نہوں)

(چغلی کھانا) حق تعالیٰ مقام ذم میں (ولید بن مغیرہ کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ طعنے دینے والا۔ چغلیاں کھانیوالا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ بدخو اور ان سب کے بعد زنیم (حرامزادہ) بھی ہے عبد اللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ زنیم۔ ولد الزنا کو کہتے ہیں جو کسی بات کو نہ چھپائے۔ اور اللہ

واشار بہ الی ان کل من لم یکتم الحدیث و مشی بالنمیمۃ دل علی انہ ولد الزنا۔ وقال تعالٰی ویل لکل ھمزۃ لمزۃ قیل الھمزۃ النمام وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ نمام وفی حدیث اخر لا یدخل الجنۃ قتات والقتات النمام وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان احبکم الی اللہ تعالٰی احاسنکم خلقا الموطئون اکنافا الذین یالفون و یؤلفون وان ابغضکم الی اللہ تعالٰی المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاخوان الملتمسون للبراء العثرات وقال صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بشرارکم قالوا بلی قال المشاؤن

تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو بات کو نہیں چھپاتا اور چغلیاں کھاتا رہتا ہے تو صفت اس کی اس بات کی طرف دلالت کرتی ہے کہ وہ ولد الزنا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ویل (خرابی) ہے ہر ایک سخن چین اور ہمزہ (عیب جو) کے لئے۔ کہا گیا ہے کہ ہمزہ کے معنے چغلخور ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا"۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں قتات داخل نہیں ہوگا۔ اور قتات چغلخور کو کہتے ہیں۔ اور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ "تم میں سے محبوب ترین اللہ کو وہ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کی تکلیف برداشت کرنیوالے ہیں۔ اور دوسروں سے محبت و الفت رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان سے (انکی خوشخوئی کی وجہ سے) محبت کرتے ہیں اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ لوگ ہیں جو چغلخوری کے در پے ہونیوالے بھائیوں اور دوستوں میں تفرقہ ڈالنے والے اور پرہیزگاروں کی چھوٹی موٹی لغزشوں کے پیچھے پڑنے والے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا تم میں جو سب سے برا ہے وہ میں تمہیں نہ بتلادوں صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے

بالنمیمة المفسدون
بین الاحبة الباغون
للبراء العیب - التشبع اعلم
ان اعظم المهلکات
لابن آدم شهوة البطن
فبها اُخرج آدم علیه السلام
وحواء من دار القرار
الی دار الذل والافتقار
اذ نهیا عن الشجرة فغلبتهما
شهوتهما حتی اکلا
منها فبدت لهما سوأتهما
والبطن علی التحقیق
ینبوع الشهوات و
منبت الادواء والآفات
اذ یتبعها شهوة الفرج وشدة
شهوة الطعام والنکاح شدة
الرغبة فی الجاه والمال
اللذین هما وسیلة
الی التوسع فی المنکوحات
والمطعومات ثم یتبع
استکثار المال والجاه انواع
الرعونات وضروب المنافسات
والمحاسدات ثم یتولد بینهما
آفة الریاء

فرمایا چغلخوری کے درپے ہونے والے دوستوں میں فساد ڈالنے والے۔ پرہیزگاروں کا عیب ڈھونڈنے والے ۔۔

(شکم پُری) جاننا چاہیے کہ مہلکات میں انسان کے لئے سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی پیٹ کی خواہش ہے۔ اسی کے سبب حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام عالم راحت (جنت) سے اس ذلت و احتیاج کی دنیا میں نکالے گئے جبکہ ان دونوں کو ایک پیڑ کے قریب جانے سے روک دیا گیا تھا۔ تو ان پر ان کی خواہش نے غلبہ پایا یہاں تک کہ وہ اس سے کچھ کھا بیٹھے۔ پس کھل گئیں ان پر ان کی شرمگاہیں۔

اور پیٹ حقیقت میں سب خواہشوں کا سرچشمہ اور سب بیماریوں اور آفتوں کا منبع ہے۔ اسی کے بعد اندام نہانی کی خواہشیں بڑھتی ہیں اور مقاربت کی شہوت ہوتی ہے۔ مقاربت اور طعام کی خواہش کے بعد جاہ و جلال اور مال کی رغبت زور پکڑتی ہے۔ اس لئے کہ یہی دونوں مطعومات اور منکوحات میں عیاشی اور وسعت کے وسیلے ہیں۔ مال اور جاہ و جلال کے بڑھانے کے پیچھے طرح طرح کی رعونتیں اور خودآرائیاں اور حسد ظاہر ہوتے ہیں ان سے پھر ریا کی

وغائلة التفاخر والتكاثر و
الكبرياء ثم يتداعى ذلك
الى الحقد والحسد والعداوة
والبغضاء ثم يفضي ذلك
بصاحبه الى اقتحام البغي
والمنكر والفحشاء وكل
ذلك ثمرة اهمال المعدة
وما يتولد منها من بطر
الشبع والامتلاء ولو ذلل
العبد نفسه بالجوع وضيق
به مجاري الشيطان لا
ذعنت لطاعة الله عز و
جل ولم تسلك سبيل البطر
والطغيان فضيلة الجوع
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم جاهدوا
انفسكم بالجوع والعطش
فان الاجر في ذلك كاجر
المجاهد في سبيل الله
وانه ليس من عمل احب
الى الله من جوع وعطش
وقال ابن عباس قال النبي
صلى الله عليه وسلم لا يدخل
ملكوت السماء من ملاء بطنه

آفت اور فخر کی مصیبت نمودار ہوتی ہے اور بڑائی (تکبر) کی خرابی پیدا ہوتی ہے پھر یہ کینہ، اور عداوت اور بغض کی طرف کھینچ لیجاتے ہیں - پھر یہ چیزیں اس کو سرکشی اور فسق و فجور تک پہونچا دیتی ہیں - اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ سب نتیجے پیٹ کے ہی بسر خود چھوڑ دینے کے ہیں اور پیٹ بھرنے اور سیر ہونے سے یہ ساری خرابیاں اور نافرمانیاں صادر ہوتی ہیں اور اگر بندہ اپنے نفس کو بھوکا رکھکر ذلیل کرے اور اسپر شیطان کے راستے بند کردے تو یقیناً خداوند تعالے کی فرمانبرداری میں فروتنی برتے اور نافرمانی اور سرکشی پر جادہ پیما نہ ہوسکے -

(**بھوک کی فضیلت**) حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اپنے نفس سے بھوک اور پیاس کی صورت میں مجاہدہ (جنگ) کرو اسکا اجر بھی ایسا ہے جیسا کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کا اور خداوند تعالی کے نزدیک بھوک اور پیاس سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں -

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا پیٹ بھر لیا - وہ ملکوت السماء (عالم ارواح) میں داخل نہیں ہوسکتا -

وقیل یا رسول اللہ ای الناس افضل قال من قل مطعمہ وضحکہ ورضی بما یستر عورتہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سید الاعمال الجوع وذل النفس لباس الصوف قال ابوسعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا وکلوا واشربوا فی انصاف البطون فانہ جزء من النبوۃ وقال الحسن قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفکر نصف العبادۃ وقلۃ الطعام ھو العبادۃ وقال الحسن ایضا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضلکم عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ اطولکم جوعا وتفکرا فی اللہ سبحانہ وابغضکم عند اللہ عزوجل یوم القیمۃ کل نؤم اکول شروب انتھی۔

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں بہترین کون ہے آپ نے فرمایا کہ جس کا کھانا اور ہنسنا کم ہو۔ اور آپنے اتنے لباس پر کہ جس سے ستر عورت ہوسکے راضی و قانع ہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب اعمال کی سردار بھوک ہے اور نفس کی ذلت اونی کپڑے پہننے میں ہے (جو موٹے اور معمولی ہوں)

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "پہنو اور کھاؤ اور پیو آدھے پیٹ میں کہ یہ صفت اجزاء نبوت میں سے ہے"! اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فکر کرنا (صنع الٰہی میں) نصف عبادت ہے۔ اور کم کھانا پوری عبادت ہے۔

حضرت حسنؓ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تم سب میں بہتر اور افضل از روئے مرتبہ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہے جو تم سب سے زیادہ بھوکا رہتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فکر کیا کرتا ہو۔ اور تم سب میں بدترین اور مبغوض حق تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہے جو زیادہ سوتا ہو اور ڈٹ کر کھاتا ہو اور زیادہ پیتا ہو۔ انتہیٰ۔

فصل فی المنجیات

فصل فی المنجیات فاول منازلها التوبة فان التوبة عن الذنوب بالرجوع الی ستار العیوب و علام الغیوب مبدأ طریق السالکین و رأس مال الفائزین و اول اقدام المریدین و مفتاح استقامة المائلین اعلموا انه لا مبعد عن لقاء الله الا اتباع المشتهوات و الانس بهذا العالم الفانی و الاکباب علی حب ما لابد من فراقه قطعا و لا مقرب من لقاء الله الا قطع علاقة القلب عن زخرف هذا العالم و الاقبال بالکلیة علی الله طلبا للانس به بدوام ذکره و للمحبة له لمعرفة جلاله و جماله علی قدر طاقته قال الله تعالی و توبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون لعلکم تفلحون و هذا امر علی العموم و قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا

(فصل نجات دہندہ امور کے بیان میں)

پہلی پہلی منزل منجیات (نجات دہندہ امور) میں توبہ کی ہے۔ اور گناہوں سے تائب ہو کر ستار العیوب اور علام الغیوب کی طرف رجوع کرنا ہی سالکین کے راستہ کی ابتداء ہے اور فائزین کا سرمایہ اور ارادت مندوں کا پہلا قدم اور رہ گشتگان کے استقامت کی کنجی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دیدارِ الٰہی سے کوئی چیز محروم کرنیوالی نہیں مگر یہ باتیں۔ خواہشوں کا تابع ہونا۔ اس جہانِ فانی سے انس و محبت، اور ان چیزوں کی محبت میں اوندھا ہو کر گر پڑنا۔ جن سے الگ رہنا ضروری ہے۔

اور لقاءِ الٰہی کی طرف قریب کرنیوالی کوئی چیز نہیں مگر یہ صفتیں۔ اس دنیا کی زیب و زینت سے قلب کے علاقے توڑ دینا اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا۔

اور اس کے انس و شفقت کی طلب میں اسکا ذکر کرتے رہنا اور اس کی محبت میں اس کے جلال و جمال کی معرفت میں بقدر اپنی طاقت کے مستغرق رہنا:

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور یہ حکم عام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے وہ لوگ جو تم ایمان

توبوا الی الله توبة نصوحا
و معنی النصوح الخالص
لله تعالی وقال تعالی ان
الله یحب التوابین ویحب
المتطهرین وقال علیه السلام
التائب حبیب الله والتائب
من الذنب کمن لا ذنب له و
قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لله افرح بتوبة
العبد المومن من رجل
نزل فی ارض دویة مهلکة
معه راحلته علیها طعامه
وشرابه فوضع راسه
فنام نومة فاستیقظ وقد
ذهبت راحلته فطلبها
حتی اذا اشتدت علیه الحر
والعطش او ماشاء الله قال
ارجع الی مکانی الذی کنت
فیه فانام حتی اموت فوضع
راسه علی ساعده لیموت
فاستیقظ فاذا راحلته عنده
علیها زاده وشرابه
فالله تعالی اشد فرحا
بتوبة العبد المؤمن

لا چکے ہو اللہ کی طرف توبہ کرو توبۃ النصوح۔
توبۃ النصوح وہ توبہ ہے جو خالص اللہ تعالے
ہی کے لئے ہو۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ
کرنیوالوں کو اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا
ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ توبہ کرنیوالا
اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرنیوالا
ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ
مؤمن بندہ کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ
خوش ہوتا ہے۔ جو کسی ہولناک و ویران بیابان میں
جارہا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جسکے
اوپر اس کے کھانے اور پینے کا سامان ہو۔ پھر اس
نے اپنا سر رکھا اور تھوڑی دیر سوگیا پھر جب جاگا
تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری چلی گئی ہے۔ وہ
اس کو ڈھونڈھنے لگا یہانتک کہ گرمی تیز ہوگئی اور
اس کو گرمی اور پیاس کی تکلیف نے سخت عاجز کیا
تو کہنے لگا کہ اُسی جگہ چلکر پھر سوجاتا ہوں تاکہ مرجاؤں
اسی مرنے کے ارادہ سے وہ اپنی کلائی سر کے
نیچے رکھکر سوگیا۔ جب بیدار ہوا تو اچانک دیکھتا
ہے کہ اُس کی سواری موجود ہے جس پر سارا توشہ
اور کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا ہے تو حضور فرماتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے توبہ کرنے سے

Marfat.com

من هذا براحلته وفي بعض الالفاظ قال من شدة فرحه اذا اراد شكر الله انا ربك وانت عبدي

الصبر اعلم يا اخي ان الايمان نصفان نصف صبر ونصف شكر كما وردت به الآثار وهما ايضا وصفان من اوصاف الله تعالى واسمان من اسمائه الحسنى اذ سمى نفسه صبورا و شكورا فالجهل بحقيقة الصبر والشكر جهل بكلا شطري الايمان وقد وصف الله تعالى الصابرين باوصاف وذكر الصبر في القرآن في نيف وسبعين موضعا واضاف اكثر الدرجات والخيرات الى الصبر وجعلها ثمرة له فقال عز من قائل وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا

اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اس شخص کو اپنی سواری دیکھتے وقت ہوئی ہوگی۔

بعض روایتوں کے الفاظ یہ ہیں کہ "اس شخص نے (اپنی سواری کو دیکھکر) جب حق تعالیٰ کے شکر کا ارادہ کیا تو غایت خوشی میں یُوں کہہ بیٹھا کہ "اے اللہ مَیں تیرا رب ہُوں اور تو میرا بندہ ہے"۔

صبر۔ اے عزیز جاننا چاہیئے کہ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر ہے اور دوسرا حصہ شکر ہے جس طرح کہ احادیث میں وارد ہوچکا ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے دو صفتیں ہیں۔ اور اسمائے حسنیٰ میں سے دو نام ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام صبور اور شکور بتلایا ہے۔ صبر اور شکر کی حقیقت سے جاہل رہنا گویا ایمان کے دونوں حصوں سے جاہل رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صابرین کی بہت وصفیں بیان فرمائی ہیں اور قرآن مجید میں صبر کو کچھ اوپر ستر جگہ ذکر کیا ہے۔ اور اکثر مدارج سعادت اور نیکیوں کو صبر ہی کی طرف منسوب کیا ہے اور انکو صبر کا ثمرہ قرار دیا ہے"۔

چنانچہ حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جبکہ انہوں نے صبر کیا۔

Marfat.com

وقال تعالیٰ وتمت کلمۃ ربك الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا وقال تعالیٰ ولنجزین الذین صبروا اجرھم بما کانوا یعملون وقال تعالیٰ اولٰئك یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا وقال تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب فما من قربۃ الا واجرۃ بتقدیر وحساب الا الصبر ولاجل کون الصوم من الصبر وانہ نصف الایمان قال اللہ تعالیٰ الصوم لی وانا اجزی بہ وقال تعالیٰ واصبروا ان اللہ مع الصابرین وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبر نصف الایمان وروی جابر رضی اللہ عنہ انہ سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان

اور حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ "اور پورا ہوا نیک وعدہ تمہارے رب کا بنی اسرائیل پر اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جن لوگوں نے صبر کیا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے ہم انکو ضرور اُسکا بدلہ اور عوض دینگے"۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یہی ہیں جنکو ان کا دُہرا اجر دیا جائیگا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا"۔

اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا فرمودہ ہے کہ بیشک صابرین کو انکا اجر بے حساب (بے اندازہ) دیا جائے گا۔

پس کوئی بھی عبادت سوائے صبر کے ایسی نہیں جسکا اجر اندازہ اور حساب سے نہ ہو اور اس سبب سے کہ روزہ صبر کے اقسام سے ہے بلکہ نصف ایمان ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دونگا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "صبر کرو اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے"۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صبر نصف ایمان ہے"۔

اور حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارہ میں

Marfat.com

فقال الصبر والسماحة وقال صلی الله علیه وسلم الصبر کنز من کنوز الجنة وسئل مرة ما الایمان فقال الصبر وهذا یشبه قوله صلی الله علیه وسلم الحج عرفة وقد وجد فی رسالة عمر بن الخطاب رضی الله عنه الی ابی موسی الاشعری علیک بالصبر واعلم ان الصبر صبران احدهما افضل من الآخر الصبر فی المصیبات حسن وافضل منه الصبر عما حرمه الله تعالی واعلم ان الصبر ملاك الایمان وذلك بان التقوی افضل البر والتقوی بالصبر

الشکر

قال الله تعالی فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون وقال تعالی ما یفعل الله بعذابکم ان شکرتم وآمنتم وقال وسنجزی الشاکرین

پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "ایمان صبر اور جوانمردی ہے"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"۔ اور ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپنے فرمایا کہ "صبر ہے"۔ یہ آپکے اس قول کے مشابہ ہے کہ "حج عرفہ ہے"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط میں جو ابوموسیٰ اشعری کو لکھا گیا تھا یہ پایا گیا ہے کہ "صبر کو لازم پکڑو"۔

جاننا چاہیئے کہ صبر دو قسم پر ہے ایک قسم ان میں سے دوسرے سے افضل ہے۔ ایک مصیبتوں میں صبر کرنا ہے۔ یہ بھی اچھا ہے۔ لیکن اس سے افضل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کل حرام کی ہوئی چیزوں سے کیا جائے"۔

اور جاننا چاہیئے کہ صبر ایمان کی جڑ ہے۔ اس لیے کہ تقویٰ سب نیکیوں سے افضل ہے اور تقوےٰ صبر ہی سے ہوتا ہے"۔

شکر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پس تم یاد رکھو مجھکو میں یاد رکھونگا تم کو اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تم کو عذاب دیکر اللہ کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان پر قائم رہو۔" اور فرماتا ہے کہ "ہم جزا خیر دینگے شکر

Marfat.com

وقال تعالیٰ اخبارا عن ابلیس اللعین لاقعدن لهم صراطك المستقیم قیل هو طریق الشکر ولعلو مرتبة الشکر طعن اللعین فی الخلق فقال ولاتجد اکثرهم شاکرین وقال تعالیٰ وقلیل من عبادی الشکور وقال تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولم یستثن فیه کما استثنی فی قوله ویرزق من یشاء بغیر حساب وقال ویغفر مادون ذلك لمن یشاء وقال صلی الله علیه وسلم الطاعم الشاکر بمنزلة الصائم الصابر ولما قام صلی الله علیه وسلم طول اللیلة یبکی قالت له عائشة رض ما یبکیك وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا الحدیث قال الله

کرنیوالوں کو۔"

اور حق تعالیٰ نے ابلیس لعین کی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ (وہ کہتا ہے کہ) "میں بھی ضرور بیٹھونگا (انکی تاک میں) تیری سیدھی راہ پر" کہا گیا ہے کہ وہ راہ شکر ہی کی ہے" اور شکر کے بلند مرتبے کے سبب شیطان لعین نے بھی باریتعالیٰ کی خلقت [illegible] میں اسطرح طعنہ دیا کہ تو نہ پائیگا اکثر کی [illegible] کو شکر گذار"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرے بندوں میں شکر گذار بہت تھوڑے ہیں" اور ارشاد ہے کہ "اگر تم شکر بجالاؤ گے تو میں تمہیں بڑھا دونگا" اس ارشاد میں کوئی استثنا نہ فرمائی جیسا کہ اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ اور ارشاد ہے کہ بخشیگا اس کے علاوہ جس کو چاہے" کہ ان میں استثنا ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شکر گذار کھانے والا صابر روزہ دار کے برابر ہے"

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ساری رات اٹھکر روتے رہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے عرض کیا کہ آپکو کونسی چیز رلا رہی ہے آپکے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ "کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

Marfat.com

تعالیٰ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اعلم ان نعم اللہ تعالیٰ علیک لیست مما یحصے ولو ذکرنا من نعم اللہ التی بھا قوام بدنک من کیفیۃ احتیاج الکبد الی القلب والدماغ واحتیاج کل واحد من ھذہ الاعضاء الرئیسۃ الی صاحبہ وکیفیۃ انشعاب العروق الضوارب من القلب الی سائر البدن وبواسطتھا یصل الغذاء ثم کیفیۃ ترکب الاعضاء وعدد عظامھا وعضلاتھا وعروقھا واوتارھا ورباطاتھا وغضاریفھا ورطوباتھا لطال الکلام وکل ذلک محتاج الیہ للاکل وللامور اخرھو الا بل فی الالوف من العضلات والعروق والاعضاء مختلفۃ بالصغر والکبر والدقۃ والغلظ وکثرۃ الانقسام وقلتہ ولا شئ منھا الا وفیہ حکمۃ او اثنان اوثلاث او اربع الی عشر

کہ" اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کر سکو گے" جاننا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کی نعمتیں بندہ پر اس قدر ہیں جو حساب و شمار میں نہیں آ سکتیں اور اگر ہم صرف اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے وہ ذکر کریں جن سے انسان کا بدن قائم ہے تو بھی بیان نہ کر سکیں۔ مثلاً یہ کہ جگر کو قلب اور دماغ کی طرف کیسا احتیاج ہے اور ان اعضائے رئیسہ میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف کیسے محتاج ہے اور پھڑکنے والی رگیں (شرائین) قلب سے پھوٹ کر اور شاخ در شاخ ہو کر سارے بدن میں کیسے پھیل گئی ہیں اور ان کے واسطے سے غذا کیسے پہونچتی ہے اور اعضا کی ساخت و ترکیب کس طرح ہوئی ہے اور ہڈیاں اور مچھلیاں۔ رگیں اور تانتیں اور بندن اور چپنی ہڈیاں اور رطوبتیں کتنی اور کیسی ہیں۔ اگر ان کی تفصیل کی جائیگی تو کلام بہت طویل ہو جائیگا اور ان سب چیزوں کی طرف انسان کھانے اور بہت سی باتوں کے بارہ میں نہایت محتاج ہے بلکہ انسان میں ہزاروں مچھلیاں اور رگیں اور پٹھے چھوٹائی اور بڑائی اور پتلے پن اور موٹائی میں مختلف مختلف موجود ہیں اور ان کے اقسام بھی بعض کے زیادہ اور بعض کے کم ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک چھوٹی سی چیز بھی ایسی نہیں کہ جس میں ایک یا دو یا تین یا چار دس تک بلکہ

وزیادہ وکل ذلک نعم من اللہ تعالٰی علیک و لو سکن من جملتہا عرق متحرک او تحرک عرق ساکن لہلکت یا مسکین فانظر الی نعم اللہ تعالٰی علیک اولا لتقوی بعدہا علی الشکر فانک لا تعرف من نعمۃ اللہ سبحانہ الا الاکل وھو اخسہا ثم لا تعرف منہا الا انک تجوع فتاکل والحمار ایضا یعلم انہ یجوع فیاکل ویتعب فینام ویشتہی فیجامع ویستنہض فینہض ویرمح فاذا لم تعرف انت من نفسک الا ما یعرفہ الحمار فکیف تقوم بشکر نعمۃ اللہ علیک وھذا الذی رمزنا الیہ علی الایجاز قطرۃ من بحر واحد من بحار نعم اللہ فقط فاذکر قولہ تعالٰی وان تعدوا

اس سے بھی زیادہ حکمتیں اور فائدے موجود نہ ہوں اور یہ سب تم پر اللہ تعالٰی کی نعمتیں ہیں۔ اگر ان سب میں سے ایک بھی ہلتی ہوئی رگ ٹھہر جائے یا ایک بھی ساکن رگ متحرک ہو جائے تو بیچارے انسان کی جان پر آبنے۔

پس پہلے پہل حق تعالٰی کی نعمتوں کی طرف نظر غور سے دیکھو تاکہ پھر اچھی طرح شکر ادا کر سکو مگر تم ہو کہ اللہ تعالٰی کی نعمتوں میں سے اور کسی کو نہیں جانتے۔ جانتے ہو تو صرف کھانے ہی کو۔ حالانکہ یہ سب سے خسیس تر ہے۔ اور اگر کچھ جانتے ہو تو بس یہی کہ جب بھوکے ہوتے ہو تو کھانے لگتے ہو۔ اتنا تو گدھا بھی جانتا ہے کہ بھوک کے بعد کھایا جاتا ہے۔ اور جب تھک جاتا ہے تو سو جاتا ہے اور جب شہوت ہوتی ہے تو جماع کرتا ہے اور اٹھنا چاہتا ہے تو اٹھ جاتا ہے اور دولتیاں مارنے لگتا ہے تو تم کبھی جب اپنے نفس سے اتنا جانتے ہو جتنا کہ گدھا جانتا ہے تو خود ہی کہو کہ اللہ تعالٰی کی ان بیشمار نعمتوں کی شکرگذاری کیسے کر سکتے ہو جن کی طرف نہایت اختصار سے ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے یہ گویا اللہ تعالٰی کی نعمتوں کے دریاؤں میں سے ایک دریا کا ایک قطرہ لیا گیا ہے۔ اب تم اللہ تعالٰی کے قول کو یاد کرکے تصدیق کرو کہ جیسا اس کا بجا ارشاد ہے کہ "اگر تم اللہ کی نعمتیں گننے لگو تو

نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ انتہی وقد اطلنا الکلام فی ھذا ولیس مرادنا منہ استیعاب نعم اللہ تعالیٰ فی بدن العبد بل المراد التیقظ وتجدد الشکر فی کل لحظۃ وان اردت التفصیل فعلیک باحیاء علوم الدین۔

الخوف والرجاء

قال اللہ تعالیٰ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فحرم الیاس وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ تعالیٰ وقال صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عز وجل انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء ودخل صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل وھو فی النزع فقال کیف تجدک فقال احدنی اخاف ذنوبی وارجو رحمۃ ربی فقال صلی اللہ علیہ وسلم

شمار میں نہ لاسکو" (انتہی) اس بارہ میں جو ہم نے کلام کو طوالت دی ہے اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ کی ساری وہ نعمتیں جو بدن انسان میں ہیں ہم نے اپنے بیان میں گھیر لی ہیں۔ بلکہ مراد خواب غفلت سے بیدار کرنا اور چونکانا ہے اور شکر الٰہی کو ہر لحظہ دُہرانے اور تازہ کرنے کے لئے اتنا کہا گیا ہے۔ اگر تم زیادہ تفصیل چاہو تو کتاب احیاء العلوم دیکھو۔

(خوف اور امید کے بیان میں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اچھا گمان رکھتا ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق جل و علا کا ارشاد ہے کہ" میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں پس گمان رکھے مجھ جیسا چاہے۔"

اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس حالت نزع میں تشریف لئے آپ نے فرمایا کہ اپنے کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ اپنے گناہوں سے تو ڈر رہا ہوں اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

ما اجتمعا فی قلب عبد فی هذا الموطن الا اعطاہ اللہ ما رجاہ و امنہ مما یخاف ؟ و مما ورد فی الرجاء خارج عن الحصر اما الایات فقد قال تعالے قل یاعبادی الذین اسرفوا علے انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔ وفی قراءۃ قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یبالی انہ ھو الغفور الرحیم وقال تعالیٰ والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض واخبر تعالے ان النار اعدھا لاعداہ وانما خوف بھا اولیاءہ فقال لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل ذلک

وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں دو باتیں کسی بندے کے قلب میں جمع نہ ہونگی مگر خداوند تعالیٰ اس کو عطا کردیگا وہ چیزیں جس کی وہ امید رکھتا تھا اور امن میں رکھیگا اسے ان چیزوں سے جن سے وہ ڈرتا تھا۔ رجاء (امید) کے بارہ میں اتنی آیتیں اور حدیثیں وارد ہوچکی ہیں جنکا حصر نہیں کیا جاسکتا بعض آیتیں لکھی جاتی ہیں۔ آیۃ شریفہ (کہدو اے نبیؐ) اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے۔ کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اور ایک قرأۃ میں ہے کہ حضورؐ نے اسطرح پڑھا کہ: "ولا یبالی" یعنے اسے کوئی پرواہ نہیں (اگر وہ سب گناہ بخشدے) بیشک وہ غفور رحیم ہے۔"

اور ارشاد ہے کہ "فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش اور معافی مانگتے ہیں زمین کے رہنے والوں کے لئے" اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آگ (دوزخ) کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے تیار کیا ہے اور اپنے اولیاء (دوست بندوں) کو تو صرف اس سے ڈرایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ان کے لئے (دوزخیوں کے لئے) اُن کے اوپر سے آگ کے سائبان ہیں اور ان کے نیچے سے بھی شل

يخوف الله به عباده
وقال تعالى واتقوا النار
التي اعدت للكافرين
وروى ابو موسى عنه
صلى الله عليه وسلم انه
قال امتي امة مرحومة
لا عذاب عليها في الآخرة
عجل الله عقابها في
الدنيا الزلازل والفتن
فاذا كان يوم القيمة
دفع الى كل رجل
من امتي رجل من
اهل الكتاب فقيل هذا
فداءك من النار - و
روى انس عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم
سأل ربه في ذنوب
امته فقال يا رب اجعل
حسابهم الي لئلا يطلع على
مساويهم غيري فاوحى الله
تعالى اليه هم امتك و
هم عبادي وانا ارحم بهم
منك لا اجعل حسابهم الى
غيري لئلا تنظر الى مساويهم انت

سائبان کے۔ یہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔

اور ارشاد الٰہی ہے کہ ڈرو اس آگ سے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔

ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بخشی ہوئی امت ہے۔ اس پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا عقاب یہیں دنیا میں بھیجدیا ہے یعنی فتنے اور زلزلے۔ پس جبکہ قیامت کا دن ہوگا۔ تو میری امت سے ہر ایک شخص کو ایک شخص اہل کتاب میں سے دیدیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ دوزخ سے بچاؤ کے لئے تمہارا فدیہ ہے"۔

حضرت انس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی امت کے بارہ میں اپنے رب سے سوال کیا۔ اس طرح سے کہ فرمایا کہ "اے میرے پروردگار! ان کا (میری امت کا) حساب وکتاب مجھے ہی سپرد کیا جائے تاکہ کوئی اور ان کی برائیوں سے مطلع نہ ہو سکے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ "اگر وہ امت تمہاری ہے تو بندے میرے ہیں اور میں تم سے زیادہ ان پر رحیم اور کریم ہوں میں اپنے ماسوا کسی کے حوالے ان کا حساب نہیں کرتا تاکہ آپ خود یا آپکے علاوہ بھی کوئی اور انکی برائیوں

Marfat.com

ولا غیرك وقال صلی اللہ علیہ وسلم حیاتی خیر لکم وموتی خیر لکم اما حیاتی فاسن لکم السنن واشرع لکم الشرائع واما موتی فان اعمالکم تعرض علی فما رایت منہا حسنا حمدت اللہ علیہ وما رایت منہا سیئات استغفر اللہ لکم۔ الخوف فما ورد فی فضائل الخوف خارج عن الحصر و ناھیك دلالۃ علی فضیلتہ جمع اللہ تعالی للخائفین الہدی والرحمۃ والعلم والرضوان وھی مجامع مقامات الجنان قال اللہ تعالی وھدی ورحمۃ للذین ھم لربھم یرھبون وقال تعالی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وصفھم بالعلم لخشیتھم و قال عزوجل رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذلك لمن خشی ربہ۔

کو نہ دیکھ سکے"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ حیات تو یوں کہ میں تمہارے لئے فوز و فلاح کے طریقے اور سنتیں مقرر کرتا ہوں اور تمہارے لئے شریعت بناتا ہوں۔ اور موت یوں کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پس ان میں جو نیکیاں دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہوں۔ اور جو برا نظر آتا ہے۔ تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب کرتا ہوں"

(**خوف**) خوف کے فضائل اس کثرت سے وارد ہو چکے ہیں جنکا حصر نہیں کیا جا سکتا اور فضیلت خوف میں اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوف رکھنے والوں کے لئے یہ ساری فضیلتیں جمع فرما دی ہیں یعنی ہدایت، رحمت، علم اور اپنی خوشنودی اور یہی باتیں مقامات جنت کو لے لینے والی ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ (کلام مجید) ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں"

اور ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ کے بندوں میں اس سے (اللہ سے) علماء ہی ڈرتے ہیں" انکو خوف و خشیت کے سبب ہی وصف علم سے ممتاز فرمایا۔

Marfat.com

وثمرة الخوف الورع والتقوى ولا يخفى ما ورد فى فضائلهما حتى ان العاقبة صارت موسومة بالتقوى لخصوصتها بها كما صار الحمد مخصوصا بالله تعالى والصلوة برسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يقال الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة على سيدنا محمد صلى الله عليه وآله اجمعين وقد خصص الله تعالى التقوى بالاضافة الى نفسه فقال تعالى لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم وانما التقوى عبارة عن كف مقتضى الخوف كما سبق ولذلك قال

اور حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے راضی رہیں گے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے"۔

خوف کا ثمرہ پرہیزگاری اور تقوٰی ہے اور ان کی فضیلت میں جو وارد ہو چکا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہانتک کہ آخرت کا نام ہی تقوٰی پڑ گیا ہے اور تقوٰی کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہے جسطرح سے کہ "حمد" اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور "صلوٰۃ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہیں۔

چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو پروردگار ہے تمام جہان کا اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے اور صلوٰۃ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ہو۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے تقوٰی کو اپنی طرف نسبت دیکر خاص فرما لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "اللہ کو انکے (قربانی کے جانوروں کے) گوشت یا ان کے خون نہیں پہونچتے لیکن اس کو تمہارا تقوٰی پہونچتا ہے۔

اور تقوٰی رک جانے سے عبارت ہے کہ جو خوف کا مقتضیٰ ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم سب میں اللہ کے نزدیک معزز و مکرم وہ ہے

Marfat.com

الله تعالیٰ ان اکرمکم عند الله اتقٰکم و لذلک اوصی الله تعالیٰ الاولین والاخرین بالتقوی فقال تعالیٰ ولقد وصّینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا الله وقال عزّ و جلّ وخافون ان کنتم مؤمنین وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فضیلة التقوی اذا جمع الله الاولین والاخرین لمیقات یوم معلوم فاذا هم بصوت یسمع اقصاهم کما یسمع ادناهم فیقول یا ایها الناس انی قد انصتّ لکم منذ خلقتکم الی یومکم هذا فانصتوا الی الیوم انما هی اعمالکم ترد علیکم ایها الناس انی قد جعلت نسبًا وجعلتم نسبًا فوضعتم نسبی ورفعتم نسبکم قلت ان اکرمکم عند الله اتقٰکم وابیتم الا ان تقولوا فلان ابن فلان و فلان اغنی من

جو تم میں زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے"۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کو تقویٰ کی وصیت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ "ہم نے وصیت کی تھی ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ اور تم کو بھی (وصیت کی جاتی ہے) اس بات کی کہ اللہ سے ڈرو"۔

اور فرمایا کہ "مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تقویٰ کی فضیلت میں۔ کہ جبکہ خداوند تعالیٰ اولین و آخرین کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا۔ تو وہ ایک ایسا آواز سنیں گے کہ قریب و بعید سب کو سننے میں یکساں ہوگا۔

پھر خداوند تعالیٰ فرمائیگا کہ اے لوگو! جب سے میں نے تم کو پیدا کیا ہے آج تک میں تم سے خاموش رہا ہوں۔ تو آج تم میرے لئے خاموش رہو۔ تاکہ تمہارے اعمال تمہارے سامنے پیش کئے جائیں۔

اے لوگو! ایک نسب میں نے بنایا تھا اور ایک تم نے مقرر کیا تھا۔ تو تم نے میرے نسب کو پست کیا اور اپنے گھڑے ہوئے نسب کو بلند کردیا میں نے تو یہ کہا تھا کہ تم میں زیادہ مکرم اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے اور تم نے اسکا انکار کردیا اور کہنے لگے کہ فلاں فلانے کا بیٹا ہے۔ اور فلاں فلانے سے زیادہ

Marfat.com

فلان فالیوم اضع نسبکم وارفع نسبی این المتقون فیرفع للقوم لواء فیتبع القوم لواءهم الی منازلهم فیدخلون الجنة بغیر حساب وقال علیه الصلوٰة والسلام راس الحکمة مخافة الله وقال علیه الصلوٰة والسلام لابن مسعود ان اردت ان تلقانی فاکثر من الخوف بعدی وقال الفضیل من خاف الله دلہ الخوف علی کل خیر وقال الشبلی رح ماخفت الله یوما الا رایت له بابا من الحکمة والعبرة ما رایته قط - وقال یحیی بن معاذ ما من مؤمن یعمل سیئة الا ویلحقها حسنتان خوف العقاب ورجاء العفو کثعلب بین الاسدین

غنی ہے پس آج میں تمہارے نسب کو پست کرتا ہوں اور اپنے مقرر کئے ہوئے نسب کو بلند کرتا ہوں۔ کہاں ہیں پرہیزگار! (پکارکر پکارا جائیگا) پھر اس قوم کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا یہانتک کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے اپنے اپنے منزلوں کو پہنچینگے اور جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونگے۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حکمت کا سر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کو فرمایا تھا کہ "اگر تمہیں ارادہ ہے کہ مجھ سے ملو تو میرے بعد زیادہ خائف رہو۔

حضرت فضیل رح کہتے ہیں کہ "جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ خوف ہی اس کو سب نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے"

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں اللہ تعالیٰ سے جس دن ڈرا تو اس دن میں نے ایک ایسا دروازہ حکمت اور عبرت کا کھلا پایا کہ میں نے اسے کبھی نہ دیکھا تھا"

اور حضرت یحیی ابن معاذ کہتے ہیں کہ کوئی مومن کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتا مگر یہ کہ اسکے بعد دو نیکیاں اس کو لاحق ہوتی ہیں (۱) عقاب کا خوف (۲) عفو کی امید جس طرح سے کہ ایک لومڑی دو شیروں کے درمیان گھری ہوئی ہو"

Marfat.com

وکذلک ما ورد فی فضائل الذکر لا یخفی وقد جعل مخصوصا بالخائفین فقال سیذکر من یخشٰی وقال تعالٰی ولمن خاف مقام ربہ جنتان وقال صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عز وجل وعزتی لا اجمع علی عبدی خوفین ولا اجمع لہ امنین فان امننی فی الدنیا اخفتہ یوم القیمۃ واذا اخافنی فی الدنیا امنتہ یوم القیمۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم من خاف اللہ تعالٰی خافہ کل شیٔ ومن خاف غیر اللہ خوفہ اللہ من کل شیٔ الزھد والفقر قال اللہ تعالٰی للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم الآیۃ وقال تعالٰی للفقراء الذین

اسی طرح سے ذکر الٰہی کی اتنی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں اور ذکر کو خائفین ہی کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ " ذکر وہی کریگا جو اللہ سے ڈرتا ہے" اور ارشاد ہے کہ " جو اپنے رب کے سامنے (بروز حشر) کھڑے ہونے سے ڈرے اُسے دو باغ عطا ہونگے"۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہ کرونگا۔ اسی طرح سے دو امن بھی جمع نہ کرونگا۔ اگر دنیا میں وہ مجھ سے بیخوف رہا ہے تو قیامت کے دن میں اُسے ڈراؤنگا اور اگر دنیا میں وہ مجھ سے خوف میں رہا ہے تو قیامت کے دن اس کو بے خوف اور امن میں رکھونگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالٰی سے ڈرتا ہے اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے۔ اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اُسے اللہ تعالٰی ہر ایک چیز سے ڈراتا ہے"۔

(زہد اور فقر کے بیان میں) حق سبحانہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ " (مال فی) ان فقیروں اور محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے ہیں (انکی صفتیں بیان فرمانے کے بعد کہا گیا ہے کہ" یہی لوگ سچے ہیں"۔

اور ارشاد ہے کہ "(حق) ان فقیر اور نادار وں

احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض ساق الکلام فی معرض المدح ثم قدم وصفھم بالفقر علی وصفھم بالھجرۃ والاحصار و روی عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ ای الناس خیر فقالوا موسر من المال یعطی حق اللہ من نفسہ ومالہ فقال نعم الرجل ھذا و لیس بہ قالوا فمن خیر الناس یا رسول اللہ فقال فقیر یعطی جھدہ و قال علیہ الصلوۃ والسلام لبلال لاقِ اللہ فقیرا ولا تلقہ غنیا وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الفقیر المتعفف ابا العیال و فی الخبر المشہور یدخل فقراء امتی الجنۃ قبل اغنیاءھا بخمس مأۃ عام وفی خبر آخر باربعین

کا ہے جو اللہ کی راہ میں (دشمنوں کے نرغے میں) گھرے ہوئے ہیں جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ کلام مقام مدح میں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر خاص ان کے فقر کی صفت کو ہجرت اور احصار (گھرے ہوئے ہونے) کی صفتوں سے مقدم رکھا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ "لوگوں میں کون بہتر ہے؟" انہوں نے عرض کیا کہ وہ مالدار جو اللہ تعالیٰ کا حق اپنی جان و مال سے ادا کرتا ہو۔" حضورؐ نے فرمایا کہ "یہ آدمی بھی اچھا ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر بتلاؤ۔" انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! پھر کون بہتر ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ فقیر جو (اللہ کی راہ میں) رنج اٹھاتا ہو اور کوشش کرتا ہو۔"

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو فرمایا تھا کہ "خدا سے فقیری کی حالت میں ملو غنی ہو کر نہ ملو۔" اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فقیر کو دوست رکھتا ہے جو پرہیز گار ہو اور جو بال بچوں والا ہو" اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ میری اُمت کے فقراء مالداروں سے پانچسو برس پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ اور ایک دوسری حدیث میں چالیس

خريفاً وقال تعالى
فخرج على قومه في
زينته الى قوله تعالى
وقال الذين اوتوا العلم
ويلكم ثواب الله
خير لمن آمن فنسب
الزهد الى العلماء
ووصف اهله بالعلم
وهو غاية الثناء وقال
تعالى اولئك يؤتون
اجرهم مرتين بما
صبروا وقال تعالى
من كان يريد حرث
الآخرة نزد له في حرثه
ومن كان يريد حرث
الدنيا نؤته منها وما
له في الآخرة من نصيب

واعلم
ان حب الدنيا
من المهلكات
وبغض الدنيا من المنجيات
وهو المعنى بالزهد و
قد قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من اصبح

سال آیا ہے۔

اور حق تعالیٰ نے قارون کے قصہ میں فرمایا ہے کہ "غرض یہ کہ قارون نکلا اپنی قوم پر اپنی آرائش میں، لگے کہنے وہ لوگ جو دنیا کی زندگی کے مالک تھے کہ اے کاش! ہم کو بھی ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے بیشک وہ بڑا صاحب نصیب ہے اور کہا اُن لوگوں نے جن کو علم عطا کیا گیا تھا کہ وائے تم پر! اللہ کا ثواب بہتر ہے اُس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک اعمال کئے۔ اور یہ بات اُنہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنیوالے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے زہد کی نسبت علماء کی طرف فرمائی ہے اور زاہدوں کو وصف علم سے ممتاز فرمایا ہے اور یہ انتہائی تعریف ہے۔

اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "یہی ہیں جن کو انکا اجر دوہرا دیا جائیگا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جو شخص طالب ہو آخرت کی کھیتی کا، بڑھا دینگے ہم اُس کے لئے اُس کھیتی میں۔ اور جو طالب ہو دنیا کی کھیتی کا ہم اس کو دیدینگے کچھ اسمیں سے، اور اسکا آخرت میں کچھ حصہ نہیں"

اور جاننا چاہیئے کہ دنیا کی محبت مُہلکات میں سے ہے اور دنیا کا بغض نجات دینے والے امور میں سے ہے اور یہی معنی ہیں زہد کے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص

Marfat.com

وھمہ الدنیا شتت اللہ علیہ امرہ وفرق علیہ ضیعتہ وجعل فقرہ بین عینیہ ولم یأتہ من الدنیا الا ما کتب اللہ لہ ومن اصبح وھمہ الآخرۃ جمع اللہ لہ ھمتہ وحفظ علیہ ضیعتہ وجعل غناہ فی قلبہ واتتہ الدنیا وھی راغمۃ۔

التوکل

قال اللہ تعالےٰ فی مدحہ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین وقال عز وجل وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون وقال اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ وقال تعالیٰ ان اللہ یحب المتوکلین و اعظم بمقام موسوم

صبح کو اس حال میں اٹھتا ہے کہ اُسے دنیا کا فکر لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے کام کو پراگندہ کردیتا ہے۔ اور اُس کے روزگار اور پیشہ کو تباہ کردیتا ہے اور افلاس و احتیاج سے اس کو دوچار کردیتا ہے اور پھر بھی دنیا میں سے اس سے زائد تو اُسے ملنے کا نہیں جو اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے اور جو شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کو آخرت ہی کا خیال اور فکر دامنگیر اور پیش نظر ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے مشکلات کو آسان کردیتا ہے اور اس کے روزگار و پیشہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کے قلب کو غنی بنادیتا ہے۔ اور دنیا بھی خوار ہوکر اس کے پاس کھنچی چلی آتی ہے"

توکل کے بیان میں۔

اللہ تعالےٰ توکل کی مدح میں فرماتا ہے کہ "اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو" اور فرمایا کہ "اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے" اور فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ ہی اسکو کافی ہے" اور حق جل وعلا فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توکل رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

اور اس مقام و مرتبے کو بہت ہی بڑا سمجھنا چاہئے۔ کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اس مقام

بمحبۃ اللہ تعالیٰ صاحب ومضمون بکفایۃ اللہ تعالیٰ ملابسہ لمن اللہ تعالیٰ حسبہ وکافیہ ومحبہ ومراعیہ فقد فاز الفوز العظیم فان المحبوب لا یعذب ولا یبعد ولا یحجب وقال تعالیٰ الیس اللہ بکاف عبدہ فطالب الکفایۃ من غیرہ ھو التارک للتوکل و ھو المکذب لھذہ الآیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ ابن مسعود رایت الامم فی الموسم فرأیت امتی قد ملئوا السھل والجبل فاعجبتنی کثرتھم و ھیئتھم فقیل لی ارضیت قلت نعم قیل ومع ھؤلاء سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب قیل من ھم یا رسول

والے سے محبت کرتا ہے اور اس کی ہست و نیست کا کفیل اور ضامن ہوا ہے۔

پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ محب، اور کفیل اور رعایت رکھنے والا ہو۔ تو وہ نہایت بڑی کامیابی کو پہنچا ہوا ہے: اس لئے کہ محبوب کو نہ عذاب دیا جاتا ہے اور نہ اسکی دوری گوارا کی جاسکتی ہے۔ اور نہ اس سے پردہ کیا جاتا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے؟"

پس جو شخص غیر خدا سے کفایت وکفالت کا طالب ہے۔ تو وہ توکل کا تارک ہے اور اس آیت مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے۔

حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "میں نے سب اُمتوں کو جبکہ وہ جمع کی گئی تھیں دیکھا (شب معراج میں) اور اپنی اُمت کو میں نے اس کثرت میں پایا کہ اس نے پہاڑوں اور میدانوں کو بھر لیا تھا۔ مجھے ان کی کثرت (بہتات) اور ہیئت پسند آئی پس مجھے کہا گیا کہ "کیا راضی ہو گئے؟" میں نے کہا "ہاں"! کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار اور بھی جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونگے۔ حضور سے عرض کیا گیا کہ وہ کون

الله قال الذین لا یکتوون
ولا یتطیرون ولا یسترقون
وعلی ربهم یتوکلون
فقام عکاشه وقال یا
رسول الله ادع الله ان
یجعلنی منهم فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم
اللهم اجعله منهم
فقام اخر فقال یا
رسول الله ادع الله
ان یجعلنی منهم فقال
صلی الله علیه وسلم
سبقك بها عکاشة و
قال صلی الله علیه
وسلم لو انکم
تتوکلون علی الله
حق توکله لرزقتم کما
یرزق الطیر تغدو
خماصا وتروح بطانا
وقال صلی الله علیه و
سلم من انقطع الی الله
عزوجل کفاه الله تعالی
کل مؤنة ورزقه من
حیث لا یحتسب

لوگ ہیں یا رسول اللہ؟ حضورؐ نے فرمایا :- وہ لوگ ہیں جو داغ نہیں لگاتے، اور بدفالی نہیں لیتے، اور گنڈے اور جھاڑ وغیرہ نہیں کرتے۔ بس اپنے پروردگار ہی پر توکل کرتے ہیں"۔ عکاشہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالٰی مجھے اس جماعت میں کردے (جو بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو ان میں سے کردے" پھر ایک دوسرے شخص نے اٹھکر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میرے لئے بھی دعا فرمائیے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اس معاملہ میں عکاشہ سبقت لے گئے"۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ جیسا کہ حق ہے توکل کا تو تمہیں بھی اسی طرح سے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو دیا جاتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے اُٹھتے ہیں اور شام ہوتی ہے تو سیر ہو کر لوٹتے ہیں"۔ اور حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سارے علاقے توڑ کر اللہ ہی کا ہو لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب اسباب معیشت اور تکالیف کے لئے کافی ہوگا۔ اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائیگا۔ جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہوگا

Marfat.com

و من انقطع الی الدنیا وکلہ اللہ الیھا۔

المحبۃ للہ اعلم ان المحبۃ للہ ھو الغایۃ القصویٰ من المقامات والذروۃ العلیا من الدرجات فما بعد ادراک المحبۃ مقام الا وھو ثمرۃ من ثمارھا وتابع من توابعھا کالشوق والانس والرضاء واخواتھا ولا قبل المحبۃ مقام الا وھو مقدمۃ من مقدماتھا کالتوبۃ والصبر والزھد وغیرھا قال بعض العلماء لا معنی لھا الا المواظبۃ علی طاعۃ اللہ تعالٰی اما حقیقۃ المحبۃ فمحال الا مع الجنس والمثال ولا بد من کشف الغطاء فاعلم ان الامۃ مجتمعۃ علی ان الحب للہ تعالٰی ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض وکیف یفرض ما لا وجود لہ وکیف یفسر الحب بالطاعۃ والطاعۃ

اور جو شخص سب باتوں کو چھوڑ کر دنیا ہی کا ہو گیا تو اللہ اس کو دنیا ہی کی طرف سونپ دیتا ہے

محبتِ الٰہی کے بیان میں۔ جاننا چاہیے کہ محبت الٰہی ہی مقامات عالیہ کا منتہائی عروج اور درجات رفیعہ کا انتہائی بلند پایہ ہے مقام محبت تک رسائی کے بعد جو مقامات آتے ہیں وہ سب اُس کے تابع اور اس کے ثمر ہوتے ہیں مثلاً شوق، انس، رضا اور ان جیسے اور۔

اور محبت سے قبل جو مقامات ہیں وہ بھی مقام محبت کے مقدمات ہوتے ہیں مثلاً توبہ، صبر، زہد، اور ان جیسے اور"

بعض علماء نے محبت کے یہ معنے کہے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مواظبت اور ہمیشگی کرنا ہی محبت ہے"۔ حقیقتاً محبت کا حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ پایا جانا تو محال ہے اسلئے کہ وہ تو ہم جنس اور مثال سے ہو سکتی ہے۔

اس پردہ کا اٹھانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ اُمت مرحومہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنا فرض ہے۔ بھلا جس چیز کا سرے سے وجود نہ ہو اس کو امت پر کیونکر فرض کیا جاتا ہے۔ اور محبت کے معنی طاعت کہنا بھی ٹھیک نہیں اس لئے کہ طاعت

Marfat.com

تبع الحب وثمرته فلابد ان
يتقدم الحب ثم بعد ذلك يطيع
من احبّ ويدل على اثبات
الحب لله تعالى قوله عز و
جل يحبهم ويحبونه وقوله
تعالى والذين امنوا اشد
حباً لله وهو دليل على
اثبات الحب واثبات
التفاوت فيه وقد جعل
رسول الله صلى الله عليه
وسلم الحب لله من شرط
الايمان فى اخبار كثيرة اذ
قال ابو رزين العقيلى يا
رسول الله ما الايمان قال ان
يكون الله ورسوله احبّ
اليك مما سواهما وفى حديث
اخر
لا يؤمن احدكم
حتى يكون الله ورسوله
احب اليه مما سواهما
فى حديث اخر
لا يؤمن
العبد
حتى اكون

تو محبت کا ثمرہ اور اس کی تابع ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ محبت طاعت سے پہلے پائی جائے اور اصل میں بھی یہی ہے کہ پہلے محبت ہوتی ہے اس کے بعد طاعت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اثبات محبت پر آیات اور احادیث ذیل دلالت کرتی ہیں (مومنین کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے) کہ اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں (اور دوسری آیت میں ہے) کہ جو لوگ ایمان والے ہیں انکو اللہ کی محبت بہت زیادہ ہے"

یہ آیت کریمہ اثبات محبت پر بھی دلالت کرتی ہے اور اس بات پر بھی کہ محبت کے درجوں میں تفاوت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو شرط ایمان میں سے گردانا ہے۔ چنانچہ ابو رزین عقیلی نے جب کہا کہ "یا رسولؐ اللہ! ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ ما سوا سے زیادہ محبوب ہوں" اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ان کے ما سوا سب سے زیادہ محبت نہ رکھے" اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کوئی بندہ کمالیت ایمان کا درجہ نہیں پا سکتا جبتک کہ مجھ سے

احب الیہ من اھلہ و
مالہ والناس اجمعین
وفی روایۃ ومن نفسہ
کیف وقد قال تعالیٰ
قل ان کان اٰباءکم
وابناءکم واخوانکم
الاٰیۃ وانما اجری ذلک
فی معرض التہدید والا
الانکار وقد امر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالمحبۃ فقال احبوا اللہ
لما یغذوکم من نعمہ و
احبونی لحب اللہ ایای
ویروی ان رجلاً
قال یا رسول اللہ انی
احبک فقال صلی اللہ
علیہ وسلم
استعد للفقر
فقال
انی احب اللہ تعالیٰ
فقال
استعد للبلاء ۔ وعن عمرؓ
قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی مصعب بن عمیرؓ مقبلاً و

اسے اپنے اہل وعیال اور اپنے مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ۔ اور بھلا کیونکر نہ ہو اسلئے کہ حق تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ "کہہ دیجئے (اے حبیب) کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا خوف کرتے ہو اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے (آگے چلکر فرماتا ہے) تو منتظر رہو تا کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا۔"

اور یہ کلام مقام تہدید و ملامت میں کہا گیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محبت کا امر فرمایا ہے کہ "خدا سے محبت رکھو اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں میں سے کھلاتا ہے اور مجھ سے بھی محبت رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے محبت ہے۔" روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "فقر کے لئے تیار ہو جاؤ" پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ "تو پھر مصیبت اور بلا کے لئے تیار ہو جاؤ" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے مصعب بن عمیر کو سامنے

Marfat.com

علیہ اھاب کبش قد تنطق بہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظروا الی ھذا الرجل الذی نور اللہ قلبہ لقد رأیتہ بین ابویہ یغذوانہ باطیب الطعام والشراب فدعاہ حب اللہ ورسولہ الی ما ترون وفی الخبر المشہور ان ابراھیم علیہ السلام قال لملک الموت اذ جاءہ لقبض روحہ ھل رایت خلیلا یمیت خلیلہ فاوحی اللہ تعالٰی الیہ ھل رایت محبا یکرہ لقاء حبیبہ فقال یا ملک الموت الآن فاقبض وھذا لا یجدہ الا عبد یحب اللہ بکل قلبہ فاذا علم ان الموت سبب اللقاء انزعج قلبہ الیہ ولم یکن لہ محبوب غیرہ

آتے ہوئے دیکھا۔ ان پر ایک دُنبے کی کھال تھی۔ جس کو انہوں نے اوڑھ کر اپنی کمر پر باندھ لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو خداوند تعالیٰ نے منور و روشن کر دیا ہے میں نے اس کو اس کے والدین کے پاس دیکھا تھا۔ وہ اسے نہایت اچھا کھانا پینا دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت نے اسے اس حد تک پہونچا دیا ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت روح قبض کرنے کیلئے آیا تو آپ نے کہا کہ کیا! کوئی خلیل (دوست) اپنے خلیل کو مارتا ہے؟" اللہ تعالےٰ نے ان پر وحی کی کہ "کیا کوئی محب اپنے حبیب کے دیدار کو مکروہ (ناپسند) جانتا ہے اور اس سے پہلوتہی کرتا ہے؟" تب حضرت خلیلؑ نے کہا کہ اے ملک الموت اب میری روح قبض کرلے!"

اور ایسے جذبہ کو اپنے دل میں کوئی نہیں پا سکتا مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے قلب کی گہرائیوں تک پاتا ہو۔ تو وہ جب یہ جان لیتا ہے کہ موت دیدار اور لقا کا سبب ہے۔ تو اس کا دل موت کے لئے اچھل پڑتا ہے اور موت کے علاوہ کوئی چیز اس کی محبوب نہیں رہتی۔

Marfat.com

حتی یلتفت الیہ و
قد قال نبینا صلی
اللہ علیہ وسلم اللھم
ارزقنی حبک وحب
من احبک وحب ما
یقربنی الی حبک الحدیث
وجاء اعرابی الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ متی
الساعۃ قال ما اعددت
لھا قال ما اعددت لھا
کثیر صلاۃ ولا صیام
الا انی احب اللہ ورسولہ
فقال لہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
المرء مع من احبہ قال
انس فما رایت المسلمین
فرحوا بشیء بعد الاسلام
فرحھم بذلک۔ اعلم
ان من احب غیر اللہ لا
من حیث نسبتہ الی اللہ
فذلک لجھلہ وقصورہ
فی
معرفۃ اللہ تعالیٰ

تاکہ اس کے طرف التفات کرے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "یا اللہ
مجھے اپنی محبت اور اُس شخص کی محبت جو تم سے
محبت کرتا ہے اور ان چیزوں کی محبت جو تمہاری
محبت کو قریب کرسکیں نصیب فرما" (آخر حدیث
تک)

ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ "یا رسول
اللہ قیامت کب ہوگی؟" حضورؐ نے فرمایا کہ
"تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے" اس نے
کہا "میں نے اس کے لئے کوئی زیادہ نماز اور
روزے کی تو تیاری کی نہیں البتہ اتنا ضرور
ہے کہ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت
رکھتا ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ "آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ
محبت کرتا ہوگا"

حضرت انس کہتے ہیں کہ مسلمان اس بشارت
سے اس قدر خوش ہوئے کہ اسلام کے بعد اور کسی
چیز سے اتنے خوش نہ ہوئے تھے"

جاننا چاہیئے کہ جو شخص غیر اللہ سے محبت
کرتا ہے لیکن لوجہ اللہ نہیں بلکہ اُسی غیر کو
محبت میں مقصود بالذات سمجھا ہوا ہے تو یہ
اللہ تعالیٰ کی معرفت میں قصور اور جہالت
سبب ہے۔

Marfat.com

وحب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم محمود لانہ عین حب اللہ تعالٰی وکذلک حب العلماء و الاتقیاء لان محبوب المحبوب محبوب وکل ذلک یرجع الی حب الاصل۔ الرضاء اعلم ان الرضاء ثمرۃ من ثمار المحبۃ وھو من اعلی مقامات المقربین وحقیقتہ غامضۃ علی الاکثرین وما یدخل علیہ من التشابہ والایہام غیر منکشف الا لمن علمہ اللہ تعالٰی التاویل وفہمہ وفقہہ فی الدین فقد انکرالمنکرون تصور الرضاء بما یخالف الھوی فضیلۃ الرضاء قولہ تعالٰی رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ وقد قال تعالٰی ھل جزاء الاحسان الا الاحسان و منتھی الاحسان رضی اللہ عن عبدہ

خصوصًا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا کیا کہنا ہے اس لئے کہ حضور کی محبت تو عین محبت الٰہی ہے۔ اسی طرح علماء اور پرہیزگاروں کی محبت ہے اس لئے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے" حقیقت میں یہ ساری محبتیں ہی اصل یعنی محبت الٰہی کیطرف لوٹتی ہیں۔

(رضا) جاننا چاہیے کہ رضا محبت کے نتائج میں سے اور مقربین کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے۔ اور اس کی حقیقت اکثر لوگوں پر پوشیدہ ہے۔ اور اس بحث میں جو شبہے اور وہم پڑتے ہیں وہ اس شخص کے علاوہ جس کو اللہ تعالٰی نے تاویل کا علم دیا ہو اور دین میں فہم و فقاہت کا درجہ عطا کیا ہو کسی اور پر نہیں کھلتے۔ چنانچہ منکرین نے تو اس کا صاف انکار کر دیا ہے کہ جو بات خواہش کے مخالف ہو۔ اس پر رضا کا تصور ہی کیونکر کیا جا سکتا ہے؟

(رضا کی فضیلت کے بیان میں)

حق تعالٰی کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے راضی" اور حق سبحانہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ "کیا؟ بھلائی کا بدلہ احسان (بھلائی) کے سوا کچھ اور ہے؟" اور احسان کی منتہا یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے بندے سے راضی ہو جائے اور اللہ تعالٰی کا اپنے بندے

Marfat.com

وهو ثواب رضى العبد
عن الله تعالى وقد قال
تعالى ومساكن طيبة
فى جنات عدن ورضوان
من الله اكبر فقد رفع
الله الرضا فوق جنات
عدن وفى الحديث ان
الله يتجلى للمؤمنين
فيقول سلونى فيقولون
رضاك نسؤالهم الرضاء
بعد النظر نهاية التفضيل
وقال ابن عباس رضى الله
عنهما اول من يدعى الى الجنة
يوم القيمة الذين يحمدون
الله تعالى على كل حال وقال
عبد العزيز بن ابى رواد
ليس الشان فى اكل خبز
الشعير والخل ولا فى لبس
الصوف والشعر ولكن الشان
فى الرضاء عن الله عز وجل
وقال عبد الله بن مسعود لان
الحس جمرة احرقت ما
احرقت وابقت ما ابقت
احب الى من ان اقول

سے رضامند ہونا یعنی بندے کے (اللہ سے) راضی ہونے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ "(جنت میں) عمدہ مکانات ہیں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہونگے اور اللہ کی رضامندی ان سب سے بڑی ہے" اس میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے رضا کا درجہ جنات عدن سے بھی بڑھا دیا ہے۔

اور حدیث میں ہے۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مومنین کو اپنا جلوہ دکھائیگا پھر فرمائیگا کہ مجھ سے مانگو۔ وہ کہیں گے کہ تمہاری رضا مانگتے ہیں۔ دیدار کے بعد رضاء کا سوال کرنا رضا کی بہت بڑی فضیلت ثابت کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو سب سے پہلے قیامت کے دن جنت میں بلائے جائینگے وہ ہونگے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے ہونگے۔

عبد العزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ "جو کی روٹی اور سرکہ کھانے اور اونی کپڑے پہننے میں کیا شان ہے؟ اصل شان یہ ہے کہ اللہ جل و علا سے (ہر حال میں) راضی رہا جائے"

اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ "میں ایک انگارے کو منہ میں ڈالوں اور چباؤں اور وہ مجھے جلا دے جتنا بھی جلا سکے تو یہ بات مجھے بہ نسبت اس کے بہت پسند ہے"

Marfat.com

لشيءٍ كان ليته لم يكن، او لشيءٍ لم يكن ليته كان ثم اعلم ان الدعاء غير مناقض للرضاء ولا يخرج صاحبه عن مقام الرضاء وكذلك كراهة المعاصي ومقت اهلها ومقت اسبابها والسعي في ازالتها بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر لا يناقضه ايضا. وقد غلط في ذلك بعض البطالين المغترين وزعم ان المعاصي والفجور والكفر من قضاء الله تعالى وقدره عز وجل فيجب الرضاء به وهذا جهل بالتاويل وغفلة عن اسرار الشرع فاما الدعاء فقد تعبدنا به وكثرة دعوات رسول الله صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء عليهم السلام تدل عليه ولقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في اعلى المقامات من الرضاء

کہ میں کسی چیز کو جو موجود ہو یہ کہوں کہ کاش! یہ نہ ہوتی۔ اور جو چیز نہ ہو اُس کے لئے کہوں کہ کاش! یہ ہوتی"۔

یہاں پر یہ بحث بھی سمجھ لینی چاہئیے کہ دعا رضا کے مخالف نہیں اور دعا کرنیوالا مقام رضا سے خارج نہیں ہوجاتا۔ اسی طرح سے گناہوں سے کراہت، اور گنہگاروں اور اسباب معصیت سے بغض و عداوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ گناہوں کے زائل کرنے کی کوشش کرنا بھی رضا کے مخالف نہیں۔

اسی مسئلہ میں بعض بیہودے دھوکے میں پڑے ہوئے غلطی کر بیٹھے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ کفر اور فسق و فجور سب اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر ہی سے ہوتے ہیں تو ان پر بھی رضا واجب ہے لیکن دراصل یہ شریعت کے اسرار سے غفلت اور تاویل سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو سمجھ لو۔

دعا جس کا ذکر ہوا۔ یہ تو ہمارے لئے عبادت بنائی گئی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کی کثرت اس بات پر صاف دلالت کر رہی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقاماتِ رضا میں سب سے بلند درجہ

وقد اثنی اللہ تعالیٰ علی بعض عبادہ بقولہ یدعوننا رغبا ورھبا واما انکار المعاصی وکراھتھا وعدم الرضاء بھا فقد تعبّد اللہ بہ عبادہ وذمّھم علی الرضاء بہ۔ فقال ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمأنوا بھا وقال تعالیٰ رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع اللہ علی قلوبھم وفی الخبر المشھور من شھد منکرا فرضی بہ فکانہ قد فعلہ وفی الحدیث الدال علی الشر کفاعلہ وعن ابن مسعود ان العبد لیغیب عن المنکر ویکون علیہ مثل وزر صاحبہ قیل وکیف ذلک قال یبلغہ فیرضی بہ وفی الخبر

رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کی اس طرح تعریف فرمائی ہے کہ وہ ہم سے ڈر اور رغبت سے دعائیں مانگتے ہیں۔"

اور دوسری بات یعنی گناہوں کی کراہت اور ان پر نہ راضی ہونا کو بھی حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے عبادت بنا دیا ہے اور ان باتوں پر رضا مند ہونے کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "بیشک جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور راضی ہو گئے دنیوی زندگی پر اور اسی میں جی لگا بیٹھے (آخر میں فرماتے ہیں) کہ ایسوں کا آگ ہی ٹھکانا ہے اور ارشاد ہے کہ وہ راضی ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں جانتے۔

اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی برے کام پر حاضر ہوا اور اس سے راضی ہوا تو گویا اس نے خود وہ کام کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ برائی کی طرف رہنمائی کرنیوالا برائی کرنے والے کی طرح ہے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ بندہ منکر (برائی) سے غائب بھی رہتا ہے مگر اس پر برائی کرنیوالے کی طرح برائی لکھی جاتی ہے لوگوں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس برائی کی

لو ان عبدا قتل بالمشرق
و رضی بقتله اخر بالمغرب
کان شریکا فی قتله۔ و
اما بغض الکفار و الفجار
و الانکار علیهم و
مقتهم فما ورد فیه لا
یحصی قوله تعالیٰ لا یتخذ
المؤمنون الکافرین
اولیاء من دون المؤمنین
وقال تعالیٰ یا ایها
الذین امنوا لا تتخذوا
الیهود والنصاریٰ اولیاء
وقال تعالیٰ وکذلک
نولی بعض الظالمین بعضا
وفی الخبر ان الله تعالیٰ
اخذ المیثاق علی کل
مؤمن ان یبغض کل
منافق وعلی کل منافق
ان یبغض کل مؤمن وقال
علیه السلام المرء مع من
احب وقال من احب
قوما ووالاهم حشر
معهم یوم القیمة وقال
علیه السلام

جب خبر اُسے پہونچے تو وہ اس پر راضی ہو جائے
ایک حدیث میں ہے کہ اگر ایک شخص مشرق
میں قتل کیا جائے اور دوسرا مغرب میں اس کے
قتل پر راضی ہو تو وہ بھی اس کے قتل میں شریک
سمجھا جائے گا۔

باقی رہا کفار اور فجار سے بغض و عداوت
اور ان کو ملامت کرنا، تو اس بارہ میں اس قدر
نصوص وارد ہو چکے ہیں جن کا شمار نہیں کیا
جا سکتا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے
کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں
اور ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! یہود اور
نصاریٰ کو دوست مت بناؤ" اور ارشاد ہے کہ
"اسی طرح ہم ساتھ ملائیں گے بعض گنہگاروں
کو بعض سے بسبب ان کے اعمال کے"
اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ہر ایک مسلمان سے (ازل میں) یہ عہد لیا ہے
کہ ہر ایک منافق سے بغض رکھے۔ اور ہر ایک
منافق سے عہد لیا ہے کہ ہر ایک مسلمان سے بغض رکھے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی اسی
کے ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہوگی"
اور فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی قوم سے محبت
اور دوستی رکھتا ہے قیامت کے دن انہیں کے
ساتھ اس کا حشر ہوگا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایمان

Marfat.com

اوثق عری الایمان الحب
فی اللہ والبغض فی اللہ
فان قلت قد وردت الآیات
والاخبار بالرضاء بقضاء
اللہ تعالیٰ فان کانت
المعاصی بغیر قضاء
اللہ تعالیٰ فهو محال و
ان کانت بقضاء اللہ
تعالیٰ فکراهتها و
مقتها کراهة لقضاء اللہ
تعالیٰ وکیف السبیل
الی الجمع فاعلم ان هذا
مما یلتبس علی الضعفاء
القاصرین عن الوقوف
علی اسرار العلوم وقد
التبس علی قوم حتی
راوا السکوت مقاما
من مقامات الرضاء
وسموه حسن خلق و
هو جهل محض بل
نقول الرضا والکراهة
یتضادان اذا تواردا علی شیئ
واحد من جهة واحدة
فلیس من التضاد فی شیئ

کا سب سے زیادہ مضبوط اور محکم دستاویز اللہ ہی کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھنا ہے۔

یہاں پر اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیات اور احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی ہونا چاہیے۔ اگر تم کہو کہ معاصی قضائے الٰہی سے نہیں تو یہ تو محال ہے اور اگر کہو کہ قضائے الٰہی سے ہیں (چنانچہ واقع میں بھی ایسا ہی ہے) تو پھر ان سے کراہت اور ان کو برا جاننا یہ تو خود قضائے الٰہی سے کراہت اور دشمنی ہے تو ان دونوں باتوں کے جمع کرنے کی کیا صورت ہے؟!

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں واقعی ان لوگوں پر جو اسرار علوم کے سمجھنے سے قاصر اور عاجز ہیں ملتبس اور پیچیدہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک جماعت پر جب یہ صورت ملتبس ہوئی تو انہوں نے خاموشی کو مقامات رضا میں سے ایک مقام سمجھ لیا اور انہوں نے اسکا نام حسن خلق رکھا حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ رضا اور کراہت واقعی ضد اور مخالف ہیں لیکن اس صورت میں جبکہ ایک ہی چیز پر ایک ہی جہت اور ایک ہی حیثیت سے وارد ہوں لیکن اگر ایک چیز پر دو جہت اور دو حیثیتوں سے جمع ہو جائیں تو پھر نہ ضدیت ہے اور نہ مخالفت ہو سکتا ہے

Marfat.com

واحد ان یکرہ من وجہ
و یرضی بہ من وجہ اذ قد
یموت عدوك الذی
ھو ایضا عدو لبعض
اعدائك و سعی فی
اھلاکہ فتکرہ موتہ من
حیث انہ مات عدوّ عدوّك
وترضاہ من حیث انہ
مات عدوّك وکذلك
المعصیۃ لھا وجھان وجہ
الی اللہ تعالیٰ من حیث انہ
فعلہ واختیارہ وارادتہ
فیرضی بہ من ھذا الوجہ
تسلیما للملك الی مالك
الملك ووجہ الی العبد
من حیث انہ کسبہ و وصفہ
وعلامۃ کونہ ممقوتا عند اللہ
وبغیضا عندہ حیث
سلط علیہ اسباب البعد
فھو من ھذا الوجہ منکر
ومذموم - الاخلاص قال
اللہ تعالیٰ وما امروا الا
لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
وقال الا للہ الدین الخالص

کہ ایک ہی چیز کو ایک حیثیت سے تم اُسے بُرا جانو اور دوسری حیثیت سے اس کو پسند کرو مثلاً تمہارا دشمن مرجائے اور وہ تمہارے دوسرے دشمنوں کا بھی دشمن ہو اور ان کے قتل کے درپے ہو۔ اس صورت میں اس دشمن کی موت کو تم بُرا بھی جانتے ہو اس لئے کہ تمہارے دشمنوں کا دشمن مرگیا اور پسند بھی کرتے ہو۔ اس حیثیت سے کہ وہ تمہارا بھی تو دشمن تھا۔

اسی طرح سے معصیت کی بھی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت بہ نسبت خداوند تعالیٰ کے ہے کہ یہ معصیت اس کے حکم اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے تو اس صورت میں اسے پسند کیا جائیگا کہ ملک مالک الملک کو سونپ دیا جاتا ہے۔

اور دوسری حیثیت بہ نسبت بندے کے ہے کہ اسی بندہ نے اسکا کسب کیا ہے اور یہ اسی کی وصف ہو چکی ہے۔ اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ بندہ اللہ کا ناپسندیدہ اور مبغوض ہے کہ اس پر دُوری کے اسباب کو مسلط کردیا ہے تو اس حیثیت سے یہی معصیت منکر اور بری ہوجاتی ہے۔"

(**اخلاص**) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور نہیں حکم کئے گئے تھے مگر اسکا کہ اللہ کی عبادت کریں، اس طرح پر کہ خالص رکھیں اسی کے لئے عبادت کو (سب) اور ارشاد ہے کہ خبردار ہو جاؤ

وقال تعالیٰ الا الذین تابوا
واصلحوا واعتصموا
باللہ واخلصوا دینہم للہ
وقال تعالیٰ فمن کان
یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا
صالحا ولا یشرک بعبادۃ
ربہ احدا وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث
لا یغل علیہن قلب رجل
مسلم اخلاص العمل للہ تعالیٰ
وعن الحسن قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول اللہ تعالیٰ الاخلاص
سر من سری استودعتہ
قلب من احببت من عبادی
وقال علی بن ابی طالب رض
لا تہتموا لقلۃ العمل و
اہتموا للقبول فان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
قال لمعاذ بن جبل اخلص
العمل
یجزئک منہ القلیل
و
قال علیہ السلام

کہ اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے؟ اور ارشاد ہے کہ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اور اپنی حالت سنوارلی اور مضبوط پکڑ لیا اللہ کو اور خالص کرلیا اپنا دین اللہ کے لئے تو وہ ایمان والوں کے ساتھ ہونگے"

اور ارشاد ہے "پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل انکی وجہ سے کھوٹ میں نہیں پڑتا۔ انہیں سے ایک اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اخلاص میرے اسرار میں سے ایک سر ہے۔ اس کو میں نے امانت رکھا ہے اس شخص کے قلب میں جسکو میں اپنے بندوں میں سے پسند رکھتا ہوں اور محبت کرتا ہوں"

اور حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم قلت عمل سے غمگین نہ ہو بلکہ قبولیت کا اہتمام کرو۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو فرمایا تھا کہ "عمل میں اخلاص پیدا کرو تو پھر تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا" اور حضور صلی اللہ

Marfat.com

ما من عبد یخلص للہ العمل اربعین یوما الا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ اقول قد ذکرت فی اول الکتاب ان الاخلاص روح العمل فکما ان الجسد بغیر الروح لا ینتفع بہ کذلک العمل بغیر الاخلاص غیر منتفع بہ قال والاخلاص عسیر الا علی من یسرہ اللہ علیہ وکم من اعمال یتعب الانسان فیہا و یظن انہا خالصۃ لوجہ اللہ و یکون فیہا مغرورا لانہ لا یری وجہ الآفۃ فیہا کما حکی عن بعضہم انہ قال قضیت صلوۃ ثلاثین سنۃ صلیتہا فی المسجد فی الصف الاول لانی تاخرت یوما لعذر فصلیت فی الصف الثانی فاعترتنی خجالۃ من الناس حیث رأونی فی الصف الثانی فعرفت ان نظر الناس الی فی الصف الاول کان مسرتی وسبب استراحۃ قلبی من حیث لا اشعر

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن اللہ کے لئے اخلاص سے عمل کرلے تو حکمت کے چشمے اس کے قلب سے زبان پر پھوٹ پڑینگے میں نے ابتدائی کتاب میں ذکر کیا تھا کہ اخلاص عمل کا روح ہے پس جس طرح سے کہ جسم بغیر روح کے بیکار رہے۔ اسی طرح عمل بغیر اخلاص کے بھی کوئی نفع نہیں بخشتا۔ فرمایا ہے کہ اخلاص نہایت مشکل ہے مگر جس کے لئے کہ خداوند تعالی آسان فرمادے۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ انسان نہیں بہت تکلیف اور بڑی مشقت اٹھاتا ہے اور اسکا گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ خالص اللہ تعالی ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ دھوکے میں پڑجاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں جو آفت اور نقصان ہے اس کو نہیں دیکھتا جسطرح کہ ایک بزرگ کی حکایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تیس برس کی نماز جس کو میں نے مسجد میں اور پہلی صف میں پڑھا تھا قضا کرلی (لوٹالی) اس لئے کہ ایکدن کسی عذر کی وجہ سے مجھے دیر ہوگئی اور دوسری صف میں مجھے نماز پڑھنی پڑی۔ تو مجھے بڑی خجالت ہوئی کہ لوگوں نے آج مجھے دوسری صف میں دیکھا ہے جب جاکے میں سمجھا کہ پہلی صف میں لوگوں کا دیکھنا ہی میری مسرت اور میرے قلب کے استراحت کا سبب تھا اور اس بات کو میں

Marfat.com

وھذا دقیق غامض قلّما تسلم الاعمال من امثالہ وقلّ من یتنبہ لہ الّا من وفقہ اللہ تعالیٰ والغافلون عنہ یرون حسناتھم کلھا فی الاٰخرۃ سیئات وھو المراد من بقولہ تعالیٰ وبدالھم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون وبدالھم سیئات ما کسبوا وبقولہ تعالیٰ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضلّ سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا واشدّ الخلق تعرّضا لھذہ الفتنۃ العلماء فان الباعث للاکثرین علیٰ نشر العلم لذت الاستیلاء والفرح بالاستتباع والاستبشار بالحمد والثناء

آجتک نہ سمجھا کہ اس میں اخلاص نہیں۔

اور یہ بات نہایت باریک اور پوشیدہ ہے بہت ہی کم اعمال ان جیسی صورتوں سے بچتے ہونگے اور بہت ہی کم وہ لوگ ہونگے جو اس بات کی تہ کو پہنچکر اطلاع پاتے ہونگے۔ ہاں جنکو اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو وہ تو اس سے مستثنیٰ ہیں!!

اور جو اس سے غافل ہیں وہ اپنی ساری بھلائیوں کو قیامت کے دن برائیوں کی صورت میں دیکھینگے۔ اور انہی لوگوں کی طرف حق تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے کہ اور انکو ظاہر ہوگا اللہ کی طرف سے جسکا ان کو گمان ہی نہ تھا اور ان پر کھل جائینگی برائیاں ان اعمال کی جو انہوں نے کئے تھے۔

اور اس ارشاد میں کہ "کہدو کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتلائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش گئی گذری دنیا کی زندگی میں ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں!

اور ساری مخلوق میں سے زیادہ اس فتنے میں علما مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اکثر علماء کی اشاعت علم کا سبب اپنے غلبہ و برتری کی خواہش، اور لوگوں کو تابع فرمان بنانے اور تعریف و توصیف کی خوش کن خبر دل کے سننے

والشیطان یلبس علیھم ذلک ویقول غرضکم نشر دین اللہ والنضال عن الشرع الذی شرعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتری الواعظین من علی اللہ تعالیٰ بنصیحۃ الخلق ووعظ للسلاطین ویفرح بقبول الناس قولہ واقبالھم علیہ وھو یدعی انہ یفرح بما یسرلہ من نصرۃ الدین ولوظھر من اقرانہ من ھو احسن منہ وعظا وانصرف الناس عنہ واقبلوا علیہ ساءہ ذلک وغمہ ولوکان باعثہ الدین لشکر اللہ تعالیٰ اذ کفاہ اللہ تعالیٰ ھذا المھم بغیرہ ثم الشیطان مع ذلک لا یخلیہ ویقول انما غمک لانقطاع الثواب عنک لا لانصراف وجوہ الناس عنک الی غیرک اذ لو اتعظوا بقولک

کی خوشی ہی ہوتی ہے اور شیطان ان پر اس بات کو ملتبس اور پوشیدہ کر دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ تمہاری غرض تو محض دین الٰہی کی اشاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حفاظت ہی ہے۔ تم اکثر واعظوں کو دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو پند ونصیحت کہنے اور سلاطین کے سامنے وعظ کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ پر احسان جتلاتے ہونگے اور آپ اپنی طرف لوگوں کے متوجہ ہونے اور اپنی بات کے قبول کرنے سے خوش ہو رہے ہونگے۔ لیکن اس کے ساتھ پھر دعویٰ یہ ہوگا کہ ان کی خوشی اور فرحت فقط اس سبب سے ہے کہ اس میں دین کی نصرت ہے۔

لیکن اگر ان کے اقران وامثال میں سے کوئی ان سے بھی اچھا واعظ پیدا ہوگیا اور لوگوں نے اسی کی طرف رُخ کر لیا تو یہ بات آپکو بہت بری معلوم ہوگی اور سخت غمگین ہو جائیں گے۔ حالانکہ اگر ان کے وعظ کا سبب محض دین ہی دین ہوتا تو حق سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہم کے لئے دوسرے کو بھیجا اور ہمیں فراغت ہوگئی۔ لیکن پھر بھی شیطان اُن کو نہیں چھوڑتا اور کہتا ہے کہ تمہیں یہ غم تو یُوں ہو رہا ہے کہ وہ ثواب تم سے منقطع ہوگیا۔ اس وجہ سے تھوڑا ہی غم ہے کہ لوگ تجھ سے پھر گئے اور دوسرے کے ہو لئے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ اگر تمہارے وعظ سے

لكننت انت المثاب واغتمامك لانقطاع الثواب محمود ولا يدري المسكين ان انقياده للحق وتسليمه الامر افضل واجزل ثوابا واعود عليه في الاخرة من انفراده وليت شعري لو اغتم عمر رض بتصدي ابي بكر رضي الله عنهما للامامة اكان غمه محمودا او مذموما ولا يسترتيب ذو دين ان لو كان ذلك لكان مذموما لان انقياده للحق وتسليمه الامر الى من هو اصلح منه اعود عليه في الدين من تكفله بمصالح الخلق مع ما فيه من الثواب الجزيل بل فرح عمر رضي الله عنه باستقلال من هو اولى منه بالامر فما بال العلماء لا يفرحون بمثل ذلك

نصیحت لیتے اور بہرہ یاب ہوتے تو اس کا ثواب تمہیں ہی پہنچتا۔ اور ثواب کے منقطع ہو جانے سے جو تمہیں غم ہو رہا ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے" بیچارہ اس بات کو نہیں جانتا کہ حق اور امر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی افضل ہے اسی میں ثواب زیادہ ہے اور یہی آخرت میں فائدہ مند ہے بہ نسبت اس کے کہ تم اکیلے ہی ہوتے"

اور سنئے! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلافت قبول کرنے سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مغموم ہوتے تو تم ہی کہو کہ انکا یہ غم اچھا ہوتا یا بُرا؟ ہر ایک دیندار شخص بغیر شک و شبہ کے کہدیگا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو واقعی یہ صورت بُری ہوتی۔ اس لئے کہ ان کے لئے حق کی اطاعت اور یہ منصب ایسے شخص کو سونپ دینا جو ان سے زیادہ صالح اور لائق تھے دین میں زیادہ فائدہ مند تھا بہ نسبت اس کے کہ خود مصالح مخلوق کے کفیل بنتے۔ اگرچہ اس صورت میں ثواب بھی بہت تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت خوش ہوئے کہ اس منصب پر ایسا شخص فائز ہوا ہے جو ان سے اس بارہ میں زیادہ بہتر اور مستحق ہے۔ بس آخر کیا وجہ ہے کہ علماء ان جیسی باتوں سے خوش نہیں ہوتے!

Marfat.com

الصدق قال الله تعالی رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیہ وقال النبی صلی الله علیہ وسلم ان الصدق یھدی الی البر والبر یھدی الی الجنۃ وان الرجل لیصدق حتی یکتب عند الله صدیقا وان الکذب یھدی الی الفجور والفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند الله کذابا ویکفی فی فضیلۃ الصدق ان الصدیق مشتق منہ والله تعالی وصف الانبیاء بہ فی معرض المدح والثناء فقال واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا وقال واذکر فی الکتاب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا وقال تعالی واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا وقال ابن عباس اربع من کن فیہ فقد ربح

(سچائی کے بیان میں) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

کہ (صحابہ) ایسے لوگ ہیں کہ سچ کر دکھایا جس بات پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سچائی نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے۔ اور جو آدمی سچ بولتا رہتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیق (سچا) لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کا رستہ دکھاتا ہے اور بدکاری دوزخ تک لیجاتی ہے۔ اور جو آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے۔ تو وہ اللہ کے نزدیک کذاب (جھوٹا) لکھا جاتا ہے؛

اور صدق (سچائی) کی تعریف اور فضیلت میں یہی کافی ہے کہ صدیق اسی سے مشتق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کے ساتھ مدح و ثنا کے موقعہ پر انبیاء علیہم السلام کا وصف بیان فرمایا ہے؛

چنانچہ ارشاد ہے اور ذکر کرو کتاب میں ابراہیمؑ کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔ اور فرمایا ہے اور ذکر کرو کتاب میں اسمٰعیلؑ کا واقعی وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول و نبی تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ذکر کرو کتاب میں ادریسؑ کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چار چیزیں جس انسان میں ہونگی تو وہ نفع میں ہے

الصدق والحیاء وحسن الخلق
والشکر قولہ حسبك فی مدح
الصدق اندراجہ فی الآیۃ
الکریمۃ بعد درجۃ النبیین
فوق الشہداء والصالحین
قال اللہ تعالیٰ ومن یطع
اللہ والرسول فاولئك مع
الذین انعم اللہ علیہم من
النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین وحسن اولئك
رفیقا ذلك الفضل من اللہ و
کفی باللہ علیما۔ انتہی مختصرا
من الاحیاء ولعل قلبك یختلج
بعدم صحۃ بعض الاحادیث المرویۃ
فی ھذا الفصل فعلیك بشرح
الاحیاء للزبیدی ثم اعلم
ایھا الموفق للخیرات زادك
اللہ علما وعملا ان الاخلاص
الذی ھو بمنزلۃ الروح فی
الجسد فی الاعمال البدنیۃ و
والقلبیۃ لا یکاد یتحقق الا
بصحۃ معاملتك مع اللہ تعالیٰ
وصحۃ معاملتك موقوفۃ
علی تعلم ھذا الفن الشریف

سچائی، حیاء، حسن خلق، اور شکر۔
میں کہتا ہوں کہ سچائی کی تعریف میں یہی کافی ہے کہ آیۃ کریمہ میں نبیین کے درجہ کے بعد اور شہداء اور صالحین کے اوپر صدیقین کا درجہ مندرج ہے چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا علم کافی ہے۔ احیاء العلوم کا اختصار یہاں تک ختم ہوگیا۔

(نوٹ) شاید تمہارے دل میں یہ بات کھٹکے کہ جو احادیث اس فصل میں روایت کی گئی ہیں ان میں سے بعض صحت کے درجہ پر پوری نہیں اترتیں تو اس کے لئے تمہیں احیاء العلوم کی شرح مصنفہ زبیدی دیکھنی چاہیے۔

اے عزیز! تمہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے جب نیکیوں کی توفیق دی ہے اللہ تعالیٰ تمہارا علم و عمل اور زیادہ فرمائے، تم کو اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ اخلاص جس کو اعمال بدنیہ اور قلبیہ میں وہ درجہ حاصل ہے جو روح کو جسم میں ہے، اس وقت تک متحقق و متحقق نہیں ہوسکتا جبتک کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملہ میں صدق و صحت نہ پیدا کی جائے اور اپنے معاملہ کی درستی اس فن

Marfat.com

فهذا انا فتح لك بابا من
هذا الفن منتخبا من
كتاب حكم الشيخ العارف
بالله احمد بن محمد بن عبد الكريم
بن عطاء الله الاسكندراني
نور الله ضريحه فانه لب لباب
هذا الفن.

فصل

قال رضي الله عنه من علامات
الاعتماد على العمل نقصان الرجاء
عند وجود الزلل. ارادتك
التجريد مع اقامة الله
اياك في الاسباب من
الشهوة الخفية وارادتك
الاسباب مع اقامة الله اياك في
التجريد انحطاط عن الهمة
العلية

ارح نفسك
من التدبير فما قام به
غيرك عنك لا تقوم
به لنفسك

اجتهادك فيما
ضمن لك
و
تقصيرك

شریف کے جاننے پر موقوف ہے اس لئے میں تمہارے سامنے اس فن کا ایک دروازہ کھولتا ہوں جس کو میں نے کتاب حکم مصنفہ عارف باللہ شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاء اللہ اسکندرانی (اللہ تعالیٰ ان کے مزار کو منور فرمائے) سے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ کتاب مذکور اس فن کا لُبِّ لباب ہے"

(**فصل**) شیخ ممدوح فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ":-

(۱) لغزش اور معصیت صادر ہونے کے وقت عفو کی امید میں نقصان کا ہونا اپنے اعمال پسندیدہ پر اعتماد کی علامت ہے"

(۲) اسباب دنیاوی سے تجرید اور قطع ظاہری کی تیری خواہش باوجودیکہ خداوند تعالیٰ شانہ نے تجھکو اسباب میں استقامت عطا فرمائی، شہوت پنہانی ہے۔ اور تیرا اسباب کا پابند ہونا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو اسباب میں راسخ قدم کیا بلند ہمتی سے پستی کی طرف گرنا ہے"

(۳) تدبیر کی تعب سے اپنے نفس کو راحت دے کیونکہ جو اللہ جل وعلا نے تیرے غیر پر مقدر کر کے تجھ سے اٹھا لیا ہے۔ اس کو تم اپنے نفس کے لئے نہیں اٹھا سکتے"

(۴) ان امور میں تیری کوشش کرنا جنکا وہ تیرے لئے کفیل ہو چکا ہے اور ان امور میں تیری کوتاہی

Marfat.com

فیما طلب منك دلیل علی
انطماس البصیرة منك. ۵ لا
یکن تاخر امد العطاء مع
الالحاح فی الدعاء موجبا
لیاسك ۶ ضمن لك الاجابة
فیما یختاره لك لا فیما تختاره
لنفسك وفی الوقت الذی
یرید لا فی الوقت الذی ترید
۷ لا یشککنك فی الوعد عدم
وقوع الموعود وان طلعت
الشمس من المغرب لئلا یکون
ذلك قدحا فی بصیرتك و
اخماد النور سریرتك. ۸ اذا فتح
لك وجهة من التعرف فلا تبال
معها ان قل عملك فانه ما فتحها
لك الا وهو یرید ان یتعرف
الیك الم تعلم ان التعرف
هو مورده علیك والاعمال
انت مهدیها الیه واین ما

تهدیه الیه
مما
هو مورده علیك

۹ تنوعت اجناس الاعمال
لتنوع

کرنا جن کا وہ تجھ سے طالب ہے تیرے چراغ عقل
کے گُل ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) دعا میں گڑگڑانے کے باوجود عطا میں تاخیر کا
ہونا تجھے قبولیت دعا سے کہیں مایوس نہ کردے۔

(۶) کیونکہ وہ تیری اجابت کا اس امر میں کفیل
ہوا ہے جسکو وہ خود تیرے لئے پسند فرماتا ہے نہ جسکو
تو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جس وقت کہ وہ چاہتا
ہے نہ جس وقت کہ تو چاہتا ہے۔

(۷) اے بندہ! موعود کا باوجود وعدہ الٰہی کے
ظہور پذیر نہ ہونا تجھے شک میں نہ ڈالدے اگرچہ یہ
تاخیر آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہی
کیوں نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ شک تیری عقل کی
آنکھ پھوڑ دے اور چراغ قلب کا نور بجھا دے۔

(۸) جب حق تعالیٰ نے تیرے لئے اپنی معرفت
کا کوئی دروازہ کھول دیا تو اس کے ہوتے ہوئے
قلت عمل کی پرواہ نہ کر کیونکہ اس نے تیرے
لئے یہ دروازہ صرف اس لئے کھولا ہے کہ اپنی
معرفت تجھے عطا کردے۔ کیا تم نہیں جانتے
کہ نعمت معرفت باری تعالیٰ تمہیں عطا کرتا ہے
اور تم اعمال اس کی جناب میں پیشکش کرتے ہو
اور تیرے ہدیہ کو باری تعالیٰ کی عطا سے بھلا
کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

(۹) اعمال کی جنسیں اس لئے مختلف اور
متنوع پیدا ہوئی ہیں تاکہ ان پر مختلف اور متنوع

Marfat.com

وارداتُ الاحوال۔ [۱۰] الاعمال صورٌ قائمةٌ وارواحها وجود سرّ الاخلاص فیها۔ [۱۱] ادفن وجودک فی ارض الخمول فما نبت مما لم یدفن لم یتم نتاجه۔ [۱۲] کیف یشرق قلب وصور الاکوان منطبعةٌ فی مرآته ام کیف یرحل الی الله وهو مکبل بشهواته ام کیف یطمع ان یدخل حضرة الله وهو لم یتطهر من جنابة غفلاته ام کیف یرجوان یفهم دقائق الاسرار وهو لم یتب من هفواته۔ [۱۳] الکون کله ظلمة وانما اناره ظهور الحق فیه فمن رای الکون ولم یشهده فیه او عنده او قبله او بعده فقد اعوزه

وجود الانوار

وحجبت عنه

شموس المعارف

بسحب الآثار

[۱۴] مما یدلک علی وجود قهره

سبحانه

ان حجبک عنه بما لیس

واردات الٰہیہ متفرع ہو سکیں"

(۱۰) بندے کے اعمال صرف بیجان صورتیں ہیں۔ اور سرِ اخلاص کا وجود ان میں بمنزلہ روح ہے"

(۱۱) اپنے وجود کو گمنامی کی زمین میں دفن کر دے اس لئے کہ جو بیج بویا نہ گیا ہو وہ پھلتا نہیں"

(۱۲) کیا قلب منور ہو سکتا ہے؟ درآنحالیکہ اغیار موجودات کی صورتیں اس کے آئینہ میں منقش ہوں۔ اور کیا وہ حضور الٰہی سے مشرف ہو سکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی شہواتِ نفسانیہ کی قید میں مقید ہے اور کیا وہ بارگاہ الٰہی میں داخل ہونے کی امید کر سکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی اپنی غفلتوں کی ناپاکی سے پاک نہیں ہوا اور کیا دقائق اسرار کے سمجھنے کی توقع رکھتا ہے؟ درآنحالیکہ وہ ابھی اپنی نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آیا"

(۱۳) موجودات عالم سب کے سب تاریکیاں ہیں اور ان میں جو باریتعالیٰ کا ظہور ہوا ہے اسی نے انکو منور کر رکھا ہے تو جس کی نظر مخلوقات تک محدود ہے اور اس نے ان میں یا ان کے قریب یا ان سے پہلے یا ان کے بعد حق سبحانہ کا مشاہدہ نہ کیا تو اس کی نظر بصیرت وجود انوار کی جھلک سے محروم رہی، اور معارف کے آفتاب اُس سے آثار کے بادلوں میں چھپ گئے"

(۱۴) حق سبحانہ وتعالیٰ کا تجھکو اپنے مشاہدہ سے ایسی چیز کے ساتھ محجوب کرنا جو اس کے ساتھ

Marfat.com

بموجود معه. یا عجبا
کیف یظهر الوجود فی العدم
ام کیف یثبت
الحادث مع من له وصف القدم
ما ترك من الجهل من اراد
ان یظهر فی الوقت غیر
ما اظهره
الله
احالتك الاعمال علی وجود
الفراغ
من رعونات النفوس
ما ارادت همة سالك ان
تقف عند ما کشف لها
الا ونادته هواتف الحقیقة
الذی تطلب امامك وما
تبرجت ظواهر المکونات الا ونادتك
حقایقها انما نحن فتنة فلا تکفر
طلبك منه اتهام له
وطلبك له
غیبة
منك عنه
وطلبك لغیره لقلة حیائك
منه
وطلبك

موجود نہیں۔ اس کے قہر اور غلبہ کی بڑی دلیل ہے"
(۱۵) کس قدر عجیب بات ہے کہ عدم میں وجود
ظاہر ہو جائے اور قدیم کے ساتھ حادث ثابت رہ
سکے"
(۱۶) جس نے یہ چاہا کہ حق تعالیٰ کے ظاہر کردہ
امر کے سوا اس وقت میں کوئی دوسرا امر ظاہر ہوتا،
تو اس نے اپنے جہل و نادانی میں کوئی دقیقہ بھی نہ
چھوڑا"
(۱۷) بجا آوری اعمال کو وقت فرصت و فراغت
کے لئے ٹالتے رہنا نفس کی چالوں میں سے ایک
فریبانہ چال ہے"
(۱۸) اثنائے سلوک میں کشف معارف و اسرار و
ظہور انوار کے وقت سالک کی ہمت جب توقف
ٹھیرنے کا ارادہ کرتی ہے تو حقیقت الامر سے پکار کر کہتی ہے کہ ابھی منزل
جب مخلوقات ظاہری کا جمال ظاہر ہوتا ہے، تو
ان کے حقایق چلا کر تجھکو کہتے ہیں کہ ہم فتنہ اور
آزمائش ہیں، ہم میں مبتلا ہو کر کفران مت کیجیو"
(۱۹) حق سبحانہ سے تیرا کسی چیز کا طلب کرنا اس
ذات پاک پر تہمت لگانا ہے گویا وہ تمہارے حال
سے بے خبر ہے۔ اور تمہاری ضروریات کا کفیل نہیں
اور اس کا قرب و مشاہدہ طلب کرنا یہ اس سے تیرے
غائب ہونے کی علامت ہے اور ماسوی اللہ کی
طلب تیری بیحیائی پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ اغراض
دنیویہ ہوں یا احوال و مقامات۔ اور اپنے مولا کے

Marfat.com

من غیرہ لوجود بُعدك منه	سوا دوسرے سے طلب کرنا اسکی بارگاہ عالی سے بُعد اور دُوری کی وجہ سے ہے"۔
۲۰ ما من نفس تبدیه الا وله قدر فیك یمضیه۔	(۲۰) تم پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں تیرے پرودگار نے تجھپر کوئی حکم نافذنہ کیا ہو خواہ وہ از قبیل طاعت ومعصیت ہو یا از باب نوازش وآزمائش۔
۲۱ لا تستغرب وقوع الاكدار مادمت فی هذه الدار فما ابرزت الا ما هو مستحق وصفها وواجب نعتها	(۲۱) جبتک کہ اس دار ناپائدار میں تجھکو رہنا ہے مصائب اور مکروہات کے وقوع کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھ، اس لئے کہ پردۂ غیب سے وہی ظاہر ہوتا ہے اور اس عالم میں وہی افتاد پڑتی ہے کہ وہ بسبب حکمت بالغہ الٰہیہ مستحق توصیف اور قابل تعریف ہی ہوتی ہے۔
۲۲ ما توقف مطلبٌ انت طالبه بربك وما تیسر مطلب انت طالبه بنفسك	(۲۲) وہ مقصد کچھ دشوار نہیں جسکا تو اپنے پروردگار سے خواستگار ہوا اور وہ مطلب کچھ آسان نہیں جس کا تو اپنے نفس ہی کے بل بوتے پر طلبگار ہوا
۲۳ من علامات النجح فی النهایات الرجوع الی الله فی البدایات	(۲۳) ابتداء امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا ہونا انتہائی کار کی کامیابی اور فوز و فلاح کی علامت ہے"!
۲۴ من اشرقت بدایته اشرقت نهایته	(۲۴) جس کی ابتدا روشن ہوتی ہے اُس کی انتہا بھی درخشان ہی ہوگی ع سالیکہ نکواست از بہارش پیداست "!
۲۵ اهتدی الراحلون الیه بانوار التوجّه والواصلون لهم انوار المواجهة	(۲۵) راہِ الٰہی کے سالکوں نے انوار توجہ سے ہدایت پائی اور راستہ دیکھا اور واصلین بارگاہ ایزدی کیلئے مواجہہ کے انوار خود بخود حاصل ہیں۔

Marfat.com

فالاولون للانوار وهؤلاء
الانوار لهم لانهم لله لا
لشيء دونه. تشوفك الى
ما بطن فيك من العيوب
خير من تشوفك الى ما
حجب عنك من الغيوب
الحق ليس بمحجوب وانما
المحجوب انت عن النظر
اليه اذ لو حجبه شيء
لستره ما حجبه ولو كان
له ساتر لكان لوجوده
حاصر
وكل حاصر لشيء فهو
له قاهر وهو القاهر
فوق عباده. اخرج من
اوصاف بشريتك عن كل وصف
مناقض لعبوديتك لتكون
لنداء الحق مجيبا ومن
حضرته قريبا. اصل كل
معصية وغفلة وشهوة
الرضى عن النفس واصل
كل طاعة ويقظة وعفة
عدم الرضى منك عنها. شعاع
البصيرة يشهدك قربه منك وعين

توپہلی جماعت انوار ہی کے لئے ہوتی ہے اور دوسری جماعت کیلئے ہی انوار ہوتے ہیں، اس لئے کہ گروہ اخیر اللہ ہی کے ہو رہتے ہیں اور ما سوا کے طوق غلامی سے آزاد ہوتے ہیں۔"

(۲۶) اپنے عیوب باطنی کی طرف تیرا نگاہ کرنا ان اشیاء کے حصول کی طرف نظر کرنے سے جو تجھ سے پوشیدہ اور غائب ہیں زیادہ بہتر ہے۔"

(۲۷) حق جل وعلا حجاب میں نہیں ہے صرف تو اپنے نفسانی صفات کی وجہ سے اس کے مشاہدہ سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شئے اس کیلئے حجاب ہوتی تو اسکو ڈھانپ لیتی اور اگر اس کیلئے کوئی چیز ڈھانپنے والی ہوتی تو ضرور اسکے وجود کو احاطہ کرنیوالی اور روکنے والی ہوتی، کیونکہ ہر ایک احاطہ کرنیوالی چیز غالب ہی ہوتی ہے، حالانکہ حق جل وعلا سب پر غالب ہے۔"

(۲۸) اپنے بشری اوصاف میں سے ہر اس وصف سے جو تیری بندگی کے مخالف ہو باہر نکل تاکہ حق سبحانہ کی ندا اور بلاوے کی اجابت، اور اس کی بارگاہ اقدس کی قربت حاصل کرسکو۔"

(۲۹) ہر ایک معصیت، غفلت، اور شہوت کی بنیاد اپنے نفس سے رضامندی پر اور ہر ایک طاعت عفت اور ہوشیاری کی بنیاد اپنے نفس سے نارضامندی پر ہی مبنی ہے۔

(۳۰) بصیرت کی روشنی تجھے حق تعالیٰ کے قرب کا مشاہدہ کراتی ہے اور عین الیقین تجھے اسکی محبت

Marfat.com

البصيرة تشهدك
عدمك لوجوده وحق
البصيرة يشهدك وجوده
لا عدمك ولا وجودك
كان الله ولا شيء معه
وهو الآن على ما عليه كان
۳۱ لا تتعدّ نية همتك الى
غيره فالكريم لا تتخطاه
الآمال. ۳۲ لا ترفعن الى غيره
حاجة هو موردها عليك
وكيف يرفع غيره ما كان
هو له واضعا من لا يستطيع
ان يرفع حاجته عن نفسه فكيف يستطيع ان يكون
لها من غيره
رافعا. ۳۳ ان لم تحسن
ظنك به
لاجل وصفه
حسن ظنك
به
لوجود معاملته
معك فهل عودك الا
احسانا وهل اسدى
اليك الا امتنانا.
۳۴ العجب كل العجب من
يهرب مما لا انفكاك

ذاتیہ کے ارادہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ اور حق الیقین تجھ
اس کے وجود کا مشاہدہ کراتا ہے جس میں تیرے
وجود اور عدم سے قطع نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ
سے تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ اب
بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

(۳۱) اے سالک! اپنے عزم ہمت کی
باگ کو اپنے مولائے کریم سے ماسوا کیطرف نہ
موڑ۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ تیری امیدوں کو رد نہیں
فرمائیگا۔

(۳۲) اپنی حاجت روائی غیر سے طلب نہ کر
اس لئے کہ اس حاجت میں اسی (حق تعالیٰ) نے
تمہیں مبتلا کیا ہے۔ اور غیر اس تکلیف کو اٹھا بھی کس
طرح سکتا ہے جسکا رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہو۔ بھلا جو
اپنے کشود کار کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ کس طرح
غیر کی حاجت برلا سکتا ہے۔

(۳۳) اگر تم باریتعالیٰ کی نسبت اسکی صفات
کمالیہ کی وجہ سے حسن ظن نہیں رکھتے تو تم اس
خوش معاملگی کے سبب سے جو اسے تیرے ساتھ ہے
اس کی نسبت حسن ظن پیدا کرو۔ کیا احسانات کے
علاوہ اس نے تیرے ساتھ کوئی اور سلوک بھی روا
رکھا ہے؟ اور فضل وکرم کے سوا بھی اس نے
کچھ تم پر نازل فرمایا ہے؟

(۳۴) کس قدر حیرت افزا بات ہے کہ انسان
اس سے بھاگتا ہے جس سے اس کو جدائی نہیں

Marfat.com

له عنده ويطلب ما لا
بقاء له معه فانها
لا تعمى الابصار ولكن
تعمى القلوب التي في
الصدور
۳۵
لا ترحل من كون
الى كون فتكون كحمار
الرحى يدور والذي
ارتحل اليه هو الذي
ارتحل عنه ولكن ارحل
من الاكوان الى المكون و
ان الى ربك المنتهى ۔
۳۶
لا تصحب من لا
ينهضك حاله ولا يدلك
على الله مقاله
۳۷
ما قل عمل برز من
قلب زاهد ولا كثر
عمل برز من
قلب راغب
۳۸
لا تترك الذكر لعدم
حضورك مع الله فيه لان
غفلتك عن
عن وجود ذكره اشد من
غفلتك مع وجود ذكره فعسى

اور جس سے کسی طرح وہ چھٹکارا نہیں پاسکتا اور اس کو طلب کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی طرح بقا اور وفا نہیں رکھتا۔ اسکی ظاہری آنکھیں کچھ اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ دل اندھا اور بے بصیرت ہے جو سینے میں ہے"۔

(۳۵) مخلوق سے مخلوق تک (یعنی اثر سے اثر تک) سفر نکر اس صورت میں تم تیلی کے بیل کی طرح ہوگے کہ جہاں پر اس کے چلنے کی انتہا ہے وہی مقام اس کے چلنے کی ابتدا کا ہوتا ہے بلکہ تمہیں لازم ہے کہ مخلوق سے خالق کی طرف (اثر سے مؤثر تک) سفر کرو کہ بیشک منتہائے سفر بارگاہ الہٰی تک ہے"۔

(۳۶) ایسے شخص کی ہمنشینی اور رفاقت اختیار نہ کرو کہ جسکا حال تم کو حق تعالیٰ کی محبت کیطرف آمادہ نہ کرے اور جسکا کلام (قال) بارہ تعالیٰ کی طاعت پر تجھکو برانگیختہ نہ کرے"۔

(۳۷) اس عمل کو کم نہ سمجھنا چاہیئے جو تارک الدنیا قلب سے ظاہر ہوتا ہے اور اس عمل کو زیادہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جو حریص الدنیا دل سے سرزد ہوتا ہے

(۳۸) ذکر میں حضور الہٰی نہ ہونے کے سبب سے ذکر کو نہ چھوڑنا چاہیئے اس لئے کہ ذکر سے غافل رہنا زیادہ مضر ہے بہ نسبت اسکے کہ ذکر کیا جاوے لیکن اس میں حضور نہ ہو، بلکہ اس صورت میں امید ہے کہ حق تعالیٰ تمہارے مرتبہ کو ذکر بے حضور سے بڑھا کر ذکر

Marfat.com

يرنعلك من ذكر مع وجود غفلة الى ذكره مع وجود يقظة ومن ذكر مع وجود يقظة الى ذكر مع وجود حضور ومن ذكر مع وجود حضور الى ذكر مع غيبة عما سوى المذكور وما ذلك على الله بعزيز۔ (۳۹) من علامات موت القلب عدم الحزن على ما فاتك من الموافقات وترك الندم على ما فعلته من وجود الزلات۔ (۴۰) لا يعظم الذنب عندك عظمة تصدك عن حسن الظن بالله تعالى فان من عرف ربه استصغر في جنب كرمه ذنبه۔ (۴۱) لا صغيرة اذا قابلك عدله ولا كبيرة اذا واجهك فضله۔ (۴۲) النور جند القلوب كما ان الظلمة جند النفس فاذا اراد الله ان ينصر عبده امده بجنود الانوار وقطع عنه مدد الظلم والاغيار (۴۳) لا تفرحك الطاعة لانها برزت منك

بیداری (جس میں غفلت نہ ہو) تک پہونچا دے اور ذکر بیداری سے ذکر حضور تک اور ذکر حضور سے اُس ذکر تک تمہارا رتبہ بلند فرمائے جس میں کل ما سوی اللہ چیزیں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور یہ صورت اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں۔

(۳۹) طاعات و حسنات کے فوت ہو جانے پر غم نہ ہونا، اور معاصی اور سیئات کے واقع ہونے پر پشیمانی کا نہ ہونا۔ موت قلب کی علامت ہے۔"

(۴۰) کوئی گناہ تیرے خیال میں اتنا بڑا نہ ہونا چاہئے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے سے روک دے اور اسکی رحمت اور فضل سے مایوس کردے۔ اس لئے کہ جس نے اپنے رحیم وکریم پروردگار کو پہچانا، اسنے اپنے گناہوں کو اس کے عفو و کرم کے مقابلہ میں صغیر و حقیر جانا۔"

(۴۱) اگر اس کے عدل و انصاف سے معاملہ ہوا تو کوئی گناہ بھی صغیرہ نہیں اور اگر اس کے رحم وکرم سے سامنا ہوا تو کوئی گناہ بھی کبیرہ نہیں۔"

(۴۲) انوار معرفت قلب سالک کے لشکر ہیں جس طرح سے کہ غفلت کی تاریکیاں نفس کی فوجیں ہیں جب الطاف الٰہی اپنے بندہ کی مدد کا ارادہ کرتے ہیں تو اسکو انوار معرفت کے لشکر سے کمک پہونچاتے ہیں اور اغیار اور تاریکیوں کے دستبرد سے اُسے بچا لیتے ہیں۔

(۴۳) طاعت پر اس اعتبار سے نہ اترانا چاہئے کہ وہ تجھ سے (تیرے اختیار سے) ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ

Marfat.com

وافرح بها لانها برزت من الله الیک قل بفضل الله وبرحمته فبذلک فلیفرحوا۔

اس معنی کرکے خوش ہونا چاہیئے کہ یہ طاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کی توفیق وہی سے) عمل میں آئی ہے۔ کہدو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔" آیہ

(۴۴) ما بسقت اغصان ذل الا علیٰ بذر طمع

(۴۴) ذلت کی شاخیں طمع کے بیج سے ہی پھوٹ کر بڑہتی اور پھیلتی ہیں۔

(۴۵) انت حر مما انت عنه آیس وعبد لما انت له طامع۔

(۴۵) جس چیز سے تو نا امید ہے اس سے آزاد ہے۔ اور جسکا تو طامع ہے اُسکا بندہ ہے۔

(۴۶) من لم یقبل علی الله بملاطفات الاحسان قید الیه بسلاسل الامتحان۔

(۴۶) جس نے اپنے پروردگار کی طرف اس کے الطاف اور احسانات کی وجہ سے رخ نہیں کیا تو وہ آزمائش کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے کھینچا گیا۔"

(۴۷) من لم یشکر النعم فقد تعرض لزوالها ومن شکرها فقد قیدها بعقالها۔

(۴۷) جو نعمتوں کا شکر بجا نہ لایا۔ وہ اُن کے زوال کے درپے ہوا۔ اور جس نے شکرگزاری کی تو گویا اس نے نعمتوں کو مضبوط شکیل میں باندھ دیا

(۴۸) خف من وجود احسانه الیک ودوام اسائتک معه ان یکون ذلک استدراجا لک سنستدرجهم من حیث لا یعلمون۔

(۴۸) حق تعالیٰ کے احسان اور اپنی دائمی برائیوں سے ڈرنا چاہیئے کہ مبادا یہ تمہارے لئے استدراج (ڈھیل) کی صورت ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم آہستہ آہستہ پکڑینگے ان کو جہاں سے وہ نہ جانینگے آیۃ۔

(۴۹) اذا رایت عبدا اقامه الله تعالیٰ بوجود الاوراد وادامه علیها

(۴۹) جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ توفیق الٰہی نے اس کو اَوراد کا پابند خوگر بنایا ہے تو اس عطائے الٰہی کو اس لئے حقیر نہ سمجھو کہ تم اسپر عارفین

مع طول الامداد فلا تستحقرن ما منحه مولاه لانك لم تر عليه سيما العارفين ولا بهجة المحبين فلولا وارد ما ورد۔ (٥٠) قوم اقامهم الحق لخدمته وقوم اختصهم بمحبته كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا۔ (٥١) قلما تكون الواردات الالهية الا بغتة لئلا يدعيها العباد بوجود الاستعداد۔ (٥٢) من رايته مجيبا عن كل ما سئل ومعبرا عن كل ما شهد وذاكرا كلما علم فاستدل بذلك على وجود جهله۔ (٥٣) انما جعل الله الآخرة محلا لجزاء عباده المؤمنين لان هذه الدار لا تسع ما يريد ان يعطيهم ولانه اجل اقدارهم عن ان يجازيهم في دار لا بقاء لها۔ (٥٤) من وجد ثمرة عمله عاجلا فهو دليل على وجود القبول آجلا۔ اذا اردت ان تعرف قدرك عنده

کی علامت اور واصلین کی نورانیت نہیں دیکھ رہے ہو۔ اگر تجلیات الٰہی کا اس پر وُرود نہ ہوتا تو ورد کی مداومت اور یہ استقامت بھی نہ ہوتی۔

(۵۰) باریتعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ کو اپنی طاعت اور خدمت کے لئے مقرر فرمایا ہے اور ایک جماعت کو اپنی محبت کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اِن کو اور اُن کو (غرضیکہ سب کو) تمہارے رب کی عطا سے مدد کرتے ہیں اور تیرے رب کی عطا بند نہیں! آیہ

(۵۱) واردات الٰہیہ بسا اوقات اس لئے اچانک پیش آجاتے ہیں تاکہ بندے اپنی قابلیت اور استعداد کی وجہ سے کہیں اُن کے مُدعی نہ بن بیٹھیں!

(۵۲) جس کو تو ہر سوال کا جواب دینے والا ہر مشاہدہ کا ظاہر کرنے والا اور ہر علم کا بیان کرنیوالا دیکھے تو ان باتوں سے اُس کا جہل سمجھ لو!

(۵۳) صرف دار آخرت کو ہی اپنے مؤمن بندوں کے اعمال کیلئے محل جزا مقرر فرمایا ایک تو اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ ان کو دینا چاہتا ہے یہ دار دنیا اس کو سما نہیں سکتی۔ دوسرے یہ کہ دار بے بقا میں بدلہ دینے سے ان کی قدر و مرتبہ کو برتر و بلند ٹھیرایا!

(۵۴) جس نے اپنے عمل کا ثمرہ دنیا میں پالیا تو یہ اس کے آخرت میں قبول ہونے کی دلیل ہے!

(۵۵) اگر تم باریتعالیٰ کے نزدیک اپنی قدر و

Marfat.com

فانظر فیما ذا یقیمك .
(۵۶) من رزقك الطاعة و
الغنی به عنها فاعلم انه
قد اسبغ علیك نعمه
ظاهرة و باطنة . (۵۷) خیر
ما تطلبه منه ما هو طالبه
منك . (۵۸) الحزن علی فقدان
الطاعة مع عدم النهوض
الیها من علامات الاغترار
(۵۹) ما العارف من اذا
اشار وجد الحق اقرب
الیه من اشارته بل
العارف من لا اشارة له
لفنائه فی وجوده و
انطوائه فی شهوده .
(۶۰) الرجاء ما قارنه العمل
والا فهو امنیة .
(۶۱) مطلب العارفین من
الله تعالی
الصدق فی العبودیة
والقیام
بحقوق الربوبیة
(۶۲) بسطك کی لا یبقیك
مع القبض

منزلت معلوم کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ اس نے تمہیں کس کام میں لگا رکھا ہے ۔

(۵۶) جب تجھکو اس نے اپنی طاعت کی توفیق کے ساتھ ماسوا سے مستغنی کر دیا تو سمجھ لو کہ تجھکو اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ۔

(۵۷) ان سب چیزوں میں بہترین جو تم اپنے مولا سے طلب کرتے ہو وہ چیز ہے جسکا کہ وہ خود تجھ سے طالب ہے (یعنی عبودیت پر استقامت)۔

(۵۸) طاعت بجا نہ لانے پر غمگین ہونا اور باوصف اس غم کے پھر طاعت کے لئے نہ اٹھنا دھوکے میں پڑے ہوئے ہونے کی علامت ہے ۔

(۵۹) عارف وہ نہیں ہے کہ جب اس ذات کی طرف اشارہ کرے تو حق تعالیٰ کو اپنی طرف اپنے اشارہ سے بھی قریب تر پائے ۔ بلکہ عارف حقیقی وہ ہے کہ جو حق تعالیٰ کے وجود میں فنا اور اس کے مشاہدہ میں محو ہو کر اپنے اشارہ ہی سے بے نیاز و بے خبر ہو جائے ۔

(۶۰) امید در اصل وہی ہے جو اعمال پسندیدہ کے ساتھ مقرون ہو عمل صالح کے سو محض رہا امید آرزوئے بیجا ہے ۔

(۶۱) عارفین کا اللہ تعالیٰ سے بہترین مقصد یہ ہے کہ عبودیت میں سچائی اور حقوق الٰہی کی پوری بجا آوری ہو ۔

(۶۲) بسط تجھپر اس وجہ سے فرمایا کہ قبض ہی میں

Marfat.com

وقبضك کی لا یترکك
مع البسط واخرجك عنهما
کی لا تکون لشئ دونه
(۶۳) العارفون اذا بسطوا اخوف
منهم اذا قبضوا ولا یقف
علی حدود الادب فی
(۶۴) البسط الا قلیل. البسط
تاخذ النفس منه حظها
بوجود الفرح والقبض
(۶۵) لاحظ للنفس فیه. الاکوان
ظاهرها غرة وباطنها
عبرة فالنفس تنظر الی
ظاهر غرتها والقلب ینظر
(۶۶) الی باطن عبرتها. ان
اردت ان تکون لك عز
لا یفنی فلا تستعزن بعز یفنی
(۶۷) الطی الحقیقی ان تطوی
مسافة الدنیا عنك
حتی تری الاخرة
اقرب الیك
منك
(۶۸) العطاء من الخلق حرمان
والمنع من الله
احسان

نہ رہ جاؤ، اور قبض اس وجہ سے کیا کہ بسط ہی کے نہ ہو جاؤ۔ اور دونوں سے تجھکو اس لئے نکالا کہ تو سوائے اپنے مولیٰ کے کسی کا نہ ہو۔

(۶۳) عارفین حالت قبض کی نسبت حالت بسط سے زیادہ خائف رہتے ہیں۔ اسلئے کہ حالت بسط میں بہت ہی کم لوگ حدود ادب پر ٹھیر سکتے ہیں۔

(۶۴) بسط کی حالت میں نفس سرور کے ہونے سے اپنا حصہ لے لیتا ہے اور قبض کی حالت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

(۶۵) کائنات عالم کا ظاہر فریب سے آراستہ ہے۔ اور اسکا باطن عبرت سے معمور ہے۔ پس نفس کی نظر اس کے فریب ظاہر ہی تک محدود ہوتی ہے اور قلب کی نگاہ اس کے باطنی مواقع عبرت ہی پر پڑتی ہے۔

(۶۶) اگر عزت دائمی کے خواہاں ہو تو عزت فانی کی طلب میں نہ پڑو۔

(۶۷) طی حقیقی (جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کرامت فرماتا ہے) یہ ہے کہ تو دنیا کی مسافت کو اپنی نظر بصیرت سے یہاں تک لپیٹ دے کہ تجھے آخرت اپنے وجود سے بھی قریب تر نظر آنے لگے

(۶۸) مخلوق کی داد و دہش فی الحقیقت حرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا نہ دینا بھی تیرے لئے اسکا احسان ہے۔

Marfat.com

۶۹ جلّ ربنا ان یعامله العبد نقدا فیجازیہ نسیئة۔ کفی من جزائہ ایاک علی الطاعة ان رضیک لہا اھلا۔ من عبدہ لشئ یرجوہ منہ او لیدفع بطاعتہ ورود العقوبة عنہ فما قام بحق اوصافہ متی اعطاک اشہدک برّہ ومتی منعک اشہدک قہرہ فہو فی کل ذلک متعرف الیک ومقبل بوجود لطفہ علیک۔ معصیة اورثت ذلا وافتقارا خیر من طاعة اورثت عزا واستکبارا متی اوحشک من خلقہ فاعلم انہ یرید ان یفتح لک باب الانس بہ متی اطلق لسانک بالطلب فاعلم انہ یرید ان یعطیک العارف لا یزول اضطرارہ

(۶۹) ہمارے پروردگار کی شان اس سے برتر وبالا ہے کہ بندہ تو اس کے ساتھ (اپنی طاعتوں سے) نقد کا معاملہ کرے اور وہ اسکا بدلہ قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے۔

(۷۰) طاعت پر دنیا میں تجھکو یہی بدلہ کافی ہے کہ تجھے اس نے طاعت کی توفیق دی اور اس کا اہل بنایا

(۷۱) جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت حصول ثواب یا دفع عقاب عذاب کیلئے کی تو گویا اس نے حق جل و علا کی صفات کمال و عظمت و جلال کا اندازہ نہیں ورنہ انکا حق بجا لایا۔

(۷۲) جب وہ تمہیں دیتا ہے تو یہ اس کے جود و کرم کی یاد دہانی ہوتی ہے اور جب نہیں دیتا تو اپنے قہر و غلبہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ دونوں صورتوں میں تجھکو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرماتا ہے اور اپنے لطف و کرم کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہے؟

(۷۳) جس معصیت سے مولیٰ جل و علا کے سامنے ذلت و افتقار پیدا ہو۔ وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو نخوت اور تکبر پیدا کرے؟

(۷۴) جب باریتعالیٰ نے تجھے ما سوا سے متوحش اور دل برداشتہ کردیا ہے تو سمجھ لے کہ وہ تیرے لئے اپنے ساتھ دلبستگی اور انس کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے

(۷۵) جب اس نے تیری زبان کو طلب کرنے کے لئے قوت گویائی عطا کی۔ تو یقین جان کہ وہ تجھے دینا بھی چاہتا ہے۔

(۷۶) عارف وہ ہے جسکی بیقراری کبھی زائل نہو

ولا يكون مع غير الله
قراره - من ظن انفكاك
لطفه عن قدره فذلك
لقصور نظره - سبحان
من ستر سر الخصوصية
بظهور البشرية وظهر
بعظمة الربوبية في اظهار
العبودية - لا تطالب
ربك بتاخير مطلبك و
لكن طالب نفسك بتاخر
ادبك - متى جعلك في
الظاهر ممتثلا لامره
ورزقك في الباطن
الاستسلام بقدره فقد
اعظم المنة عليك - الغافل
اذا اصبح ينظر ماذا يفعل
والعاقل ينظر
ماذا يفعل به
انما يستوحش العباد
والزهاد من كل شئ
لغيبتهم عن الله في كل
شئ فلو شهدوه في كل
شئ لم يستوحشوا من شئ -
امرك في هذه الدار بالنظر

اور ما سوی اللہ کے ساتھ اسے کبھی قرار حاصل نہ ہو "

(۷۷) جس نے یہ گمان کیا کہ مصائب اور تکالیف مقدرہ میں اس کے الطاف کا سایہ انسان کے سر سے اٹھ جاتا ہے - تو یہ اسکی نظر عقل کا قصور ہے "

(۷۸) پاک ہے وہ ذات جس نے معارف اور اسرار الٰہیہ خاصہ کو اوصاف بشریت کے ظہور کے پردہ میں چھپایا - اور اپنی عظمت ربوبیت کو اپنے بندوں کے لئے ان کی عبودیت کے آثار ظاہر کرکے ظاہر فرمایا "

(۷۹) مقصد کے حصول میں تاخیر واقع ہونیسے اپنے پروردگار پر اعتراض و مطالبہ نہ کر - بلکہ آداب دعا کے بجا نہ لانے پر اپنے نفس سے باز پرس کر "

(۸۰) جب تجھکو ظاہر میں اس نے اپنے حکم (شرع شریف) کا فرمانبردار بنایا اور باطن میں اپنی مقدرات کی تسلیم کی تمہیں توفیق بخشی - تو تجھپر اس نے بہت بڑا احسان فرمایا "

(۸۱) جب صبح ہوتی ہے تو غافل سوچتا ہے کہ آج میں کیا کرونگا اور دانشمند اس فکر میں غلطاں رہتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا کریگا "

(۸۲) عابد اور زاہد ہر اس چیز سے جو خلاف طبع ہو وحشت اور نفرت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ہر ایک بات میں حضور الٰہی سے محجوب رہتے ہیں اگر وہ ہر چیز میں اسی کا جلوہ دیکھ لیتے تو کسی چیز سے متنفر و متوحش نہ ہوتے "

(۸۳) اسی دنیا میں تجھے اس نے اپنی مخلوقات

Marfat.com

في مكوناته وسيكشف
لك في تلك الدار عن
كمال ذاته. علم منك
انك لا تصبر عنه فاشهدك
ما برز منه. لما علم
الحق منك وجود الملل
لون لك الطاعات و
علم ما فيك من وجود الشره
فحجرها عليك في بعض
الاوقات ليكون همك
اقامة الصلوة لا وجود
الصلاة فما كل مصل
مقيم. الصلوة طهرة
للقلوب من ادناس
الذنوب. واستفتاح
لباب الغيوب الصلوة
محل المناجات ومعدن
المصافات وتتسع فيها
ميادين الاسرار وتشرق
فيها شوارق الانوار علم
وجود الضعف منك
فقلل اعدادها وعلم
احتياجك الى فضله
فكثر امدادها

میں نظر اعتبار سے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے اور عنقریب اپنی ذات کاملہ آخرت میں تجھ پر عیاں کردیگا"

(۸۴) حق تعالیٰ نے جانا ہے کہ تم اس کے مشاہدہ کے بغیر صبر نہیں کرسکتے۔ اس لئے اپنے آثار قدرت کا تمہیں جلوہ دکھایا"

(۸۵) جب حق جل وعلا نے عبادت سے تیری ملالت وگرانی دیکھی تو رنگ برنگ کی عبادتیں تیرے لئے مقرر فرمائیں اور جب عبادت پر تیری حرص دیکھی تو ان کو اوقات مخصوصہ میں محدود کردیا۔ اس لئے کہ تیرا قصد کامل نماز ادا کرنیکا ہو نہ محض صورت نماز۔ کیونکہ ہر ایک نماز پڑھنے والا کامل نماز ادا کرنیوالا نہیں ہوتا ہے"

(۸۶) نماز فی الحقیقت معاصی کے میل کچیل سے دلوں کو پاک کرنے والی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ کھولنے والی ہے"

(۸۷) نماز سرگوشی کا محل اور محبت و اخلاص کی منزل ہے۔ اسرار کی فضائیں قلب کے لئے ہمیں کشادہ ہوجاتی ہیں اور اس میں انوار کے ستارے چمکتے ہیں"

(۸۸) تیرا ضعف و ناتوانی معلوم کرکے نماز کی تعداد گھٹادی اور فضل خداوندی کا محتاج جان کر اس کا ثواب بڑھادیا (یعنی پچاس سے پانچ کردیں اور پچاس کا ثواب پانچ ہی میں دیدیا)"

Marfat.com

۸۹ متى طلبت عوضا على عمل طولبت بوجود الصدق فيه ويكفي المريب وجدان السلامة

۹۰ لا تطلب عوضا على عمل لست له فاعلا يكفي من الجزاء لك على العمل ان كان له قابلا

۹۱ اذا اراد ان يظهر فضله عليك خلق ونسب اليك

۹۲ لا نهاية لمذامك ان ارجعك اليك ولا تفرغ مدائحك ان اظهر جوده عليك

۹۳ كن باوصاف ربوبيته متعلقا وباوصاف عبوديتك متحققا

۹۴ منعك ان تدعي ماليس لك مما للمخلوقين أفيبيح لك ان تدعي وصفه وهو رب العلمين

۹۵ كيف تخرق لك العوائد وانت لم تخرق

(۸۹) جب تم کسی عمل پر عوض کے خواہاں ہو گے تو تم سے اس میں صدق و اخلاص کا مطالبہ ہوگا اور اخلاص کے ہونے میں تو متردد ہی ہوگا۔ اور متردد کو اپنے اس ناکارہ عمل کی عقوبت میں جزا و مواخذہ خداوندی سے سلامت رہنا ہی غنیمت ہے۔

(۹۰) اپنے کسی عمل پر جس کے در اصل تم فاعل ہی نہیں ہو عوض کے طلبگار مت ہو۔ ایسے عمل پر تجھکو یہی عوض کافی ہے کہ اس کو اس نے قبول فرما لیا اور اس پر کچھ مواخذہ نہیں کیا۔

(۹۱) جب اپنا فضل و احسان تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کسی نیک عمل کی تمہیں توفیق دیکر اس کو تیری طرف منسوب کر دیتا ہے۔

(۹۲) اگر اس نے تجھے تیرے اعمال ہی کی طرف لوٹا دیا تو تمہاری برائیوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور اگر اپنا جود و کرم تجھ پر ظاہر فرمایا تو پھر تیری خوبیوں کی کوئی حد نہ ہوگی۔

(۹۳) اس کے اوصاف ربوبیت کے ساتھ متعلق اور اپنے اوصاف عبودیت کے ساتھ متحقق ہو جاؤ۔

(۹۴) مخلوق کی مملوکہ چیزوں پر تمہیں دعوے کرنے سے جب اس نے روک دیا ہے تو کیا تمہیں جائز ہو سکتا ہے کہ تم اس کی کسی صفت پر دعویٰ کرو۔ حالانکہ وہ رب العلمین ہے۔

(۹۵) تجھ سے خوارق عادات کیونکر ظاہر کئے جائیں۔ حالانکہ تم نے ابھی تک اپنی نفسانی عادتوں

Marfat.com

من نفسك العوائد.
۹۶ ما الشأن وجود الطلب
انما الشأن ان ترزق
حسن الادب. ۹۷ ما طلب
لك شئ مثل الاضطرار
ولا اسرع بالمواهب اليك
مثل الذلة والافتقار.
۹۸ لو انك لا تصل اليه الا
بعد فناء مساويك و
محو دعاويك لم تصل اليه
ابدا ولكن اذا اراد
ان يوصلك اليه غطى
وصفك بوصفه ونعتك
بنعته فوصلك اليه
بما منه اليك لا بما منك
اليه. ۹۹ لولا جميل ستره
لم يكن عمل اهلا للقبول
۱۰۰ انت الى حلمه اذا اطعته
احوج منك
الى حلمه
اذا عصيته. ۱۰۱ الستر
على قسمين
ستر
عن المعصية

تک کو چھوڑا ہی نہیں۔"

(۹۶) اپنے مولیٰ سے دعا و سوال کرنے میں کیا خوبی ہے۔ خوبی تو اس میں ہے کہ سوال میں حسنِ ادب کے طریقہ کو تم ملحوظ رکھو۔"

(۹۷) تیرے اضطرار و بیقراری سے زیادہ اسے کوئی چیز مطلوب نہیں اور تیری ذلت و احتیاج کے برابر مواہب الٰہی کو تیری طرف جلد لانے والی کوئی چیز نہیں۔"

(۹۸) اگر یہ ہوتا کہ تو اس تک بجز اپنی خرابیوں کے نیست کرنے اور دعووں کے مٹانے کے کسی طرح نہیں پہونچ سکتا۔ تو تم کبھی اس تک نہ پہنچ سکتے۔ لیکن جب اُس نے تجھکو اپنے تک پہونچانا چاہا تو تیرے وصف کو اپنے وصف کے آغوش میں چھپایا اور تیری نعت کو اپنی نعت کے پردہ میں ڈھانکا پس تجھکو ان الطاف کی وجہ سے جو اسکی طرف سے تیری جانب متوجہ ہوئے نہ ان اعمال کی وجہ سے جو تیری طرف سے اس بارگاہ میں پیش ہوئے اس نے اپنے تک پہنچایا۔"

(۹۹) اگر اس کی خوش آئند پردہ پوشی نہ ہوتی تو کوئی عمل لائق قبولیت نہوتا۔"

(۱۰۰) گناہ و نافرمانی کی صورت میں جبقدر تم حلم خداوندی کے محتاج ہو اس سے زیادہ بندگی اور طاعت کی حالت میں اس کے حلم کی تمکو ضرورت ہے

(۱۰۱) پردہ پوشی کی دو قسمیں ہیں ایک تو گناہ کے

Marfat.com

وسترتها فالعامة
يطلبون من الله الستر
فيها خشية سقوط مرتبتهم
عند الخلق والخاصة يطلبون
من الله تعالى الستر
عنها خشية سقوطهم
من نظر الملك الحق.
١٠٢ من اكرمك انما اكرم فيك
جميل ستره فالحمد
لمن سترك ليس الحمد
لمن اكرمك وشكرك.
١٠٣ لو اشرق لك نور اليقين
لرأيت الآخرة اقرب
اليك من ان ترحل
اليها ولرأيت محاسن
الدنيا قد ظهرت
كسفة الفناء عليها.
١٠٤ ما حجبك عن الله وجود
موجود معه ولكن
حجبك عنه توهم
موجود معه. ١٠٥ اباح لك
ان تنظر ما في المكونات
وما
اذن لك ان

صدد رہتا ہے پردہ پوشی، دوسرے گناہ واقع ہونے کے بعد مخلوق سے پردہ پوشی۔ عوام تو اس وجہ سے کہ خلق کی نظروں میں ان کا مرتبہ نہ گر جائے گناہ کے بعد پردہ پوشی کے طلبگار ہیں۔ اور خواص اس لئے اپنے حقیقی مالک جل و علا کی نظر لطف سے نہ گر جائیں گناہ کے واقع ہونے ہی سے پردہ پوشی کے اللہ تعالیٰ سے طلبگار رہتے ہیں۔

(۱۰۲) جس نے تیری تعظیم و تکریم کی درحقیقت اس نے تیری تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ اس نے تیرے مولائے حقیقی کی پردہ پوشی کی تعظیم و تکریم کی ہے کہ اس نے تیرے عیوب کو چھپا دیا۔ تو تیری حمد و ثنا کا مستحق تیرا مولائے پردہ پوش ہے نہ تیرا تعظیم و تکریم کرنے والا شخص۔

(۱۰۳) اگر نور یقین تجھ پر روشن ہو جاتا تو آخرت کو اپنے نفس سے اس قدر قریب پاتے کہ اس کی طرف کوچ ہی نہیں کر سکتے اور دنیا کی خوبیں اس حال میں دیکھتے کہ ان پر فنا کے گہن چھا گئے ہیں۔

(۱۰۴) تمہیں اللہ تعالیٰ سے کسی موجود کے وجود نے محجوب نہیں کیا ہے لیکن تمہیں اس توہم نے کہ اس کے ساتھ کوئی موجود ہے اس ذات سے محجوب کر رکھا ہے۔

(۱۰۵) مخلوقات میں مشاہدہ جمال حق کو تیرے لئے مباح فرمایا اور خود ذات مخلوقات کے مشاہدہ میں توقف کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں تیرے فہم کا دروازہ کھولا گیا

Marfat.com

تقف عند ذوات المکونات
قل انظروا ما ذا فی السموات
فتحت لک باب الافهام و
لم یقل انظروا السموات
لئلا یدلک علی وجود
الاجرام. الناس یمدحونک
لما یظنونه فیک فکن
انت ذاما لنفسک لما
تعلمه منها. المؤمن
اذا مدح استحیی من الله
تعالیٰ ان یثنی علیه
بوصف لا یشهده من
نفسه. اجهل الناس
من ترک یقین ما عنده
لظن ما عند الناس
اذا اطلق الثناء علیک
ولست باهل فاثن علیه
بما هو اهله. الزهاد
اذا مدحوا انقبضوا لشهودهم
الثناء من الخلق والعارفون
اذا مدحوا
انبسطوا
لشهودهم ذلک
من الملک الحق

گیا ہے کہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسے دیکھو جو آسمانوں میں ہے یہ نہ فرمایا کہ آسمانوں ہی کو دیکھو کہ اس صورت میں یہ ارشاد اجسام کے وجود پر دلالت کرتا جو مقصود نہیں ہے"

(١٠٦) لوگ بسبب ان اوصاف حمیدہ کے جنکا وہ تجھ میں گمان کرتے ہیں تیری وصف کرتے ہیں تو تو بسبب ان بری خصلتوں کے جن کو اپنے نفس کے اندر یقینی طور پر جانتا ہے اپنی مذمت کر"

(١٠٧) مومن کامل کی جب مدح کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس لئے شرماتا ہے کہ اس کی ایسی بات پر تعریف ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نفس کے اندر نہیں دیکھتا۔

(١٠٨) سب سے جاہل شخص وہ ہے جو اپنے عیوب کے یقین کو اس وجہ سے چھوڑ دیتا ہے کہ لوگ اس کی بہ نسبت اچھا گمان رکھتے ہیں"

(١٠٩) جب تیرا مولیٰ تیری ایسی تعریف میں خلقت کی زبان کو گویا کردے جس کے تم لایق بھی نہیں ہو۔ تو تم اپنے پروردگار کی ایسی ثنا کہو، جو اس کے لائق ہو"

(١١٠) زاہدوں کی جب مدح کی جاتی ہے تو وہ تنگ ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ مدح کو مخلوق کی طرف سے سمجھتے ہیں اور جب عارفین کی مدح کی جاتی ہے تو وہ خوش ہوجاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکو حق جل وعلا سے ہی مشاہدہ کرتے ہیں"

Marfat.com

۱۱۱ متى كنت اذا اعطيت بسطك العطاء واذا منعت قبضك المنع فاستدل بذلك على ثبوت طفوليتك وعدم صدقك في عبوديتك. ۱۱۲ اذا وقع منك ذنب فلا يكن سببا ليأسك من حصول الاستقامة مع ربك فقد يكون ذلك آخر ذنب قدر عليك. اذا اردت ان يفتح لك باب الرجاء فاشهد ما منه اليك واذا اردت ان يفتح لك باب الخوف فاشهد ما منك اليه. ۱۱۳ ربما افادك في ليل القبض ما لم تستفده في اشراق نهار البسط لا تدرون ايهم اقرب لكم نفعا. ۱۱۵ سبحان من لم يجعل الدليل على اوليائه الا من حيث الدليل عليه ولم يوصل اليهم الا من اراد ان يوصله اليه. ۱۱۶ ربما اطلعك على غيب ملكوته وحجب عنك الاستشراف على

(۱۱۱) جب تیری ایسی حالت ہو کہ عطا سے تجھے فراخدلی اور منع سے دل تنگی ہو تو یہ تمہاری نادانی اور لڑکپنے کا ثبوت ہے اور تمہاری عبودیت میں سچے نہ ہونے پر دلیل ہے۔

(۱۱۲) جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ تجھکو تیرے پروردگار کے ساتھ حصول استقامت سے مایوس نہ کر دے اس لئے کہ شاید کہ یہ تیرا آخری گناہ ہو جو تیری تقدیر میں تھا۔

(۱۱۳) جب تو یہ چاہے کہ امید کا دروازہ تجھ پر مفتوح ہو تو اپنے مولا کے احسانات کا (جو تجھپر ہیں) مشاہدہ کر اور اگر چاہے کہ خوف کا دروازہ تجھ پر کھلے تو جو کچھ تجھ سے نافرنیاں اور بے ادبیاں اس کی جناب میں صادر ہوئی ہیں انکا ملاحظہ کر۔

(۱۱۴) بسا اوقات قبض کی اندھیری رات میں وہ انعام و معارف تمہیں دیتا ہے جس کو تم بسط کی روز روشن میں نہیں پا سکتے چنانچہ ارشاد ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہاری بھلائی کس بات میں ہے۔

(۱۱۵) تقدس و پاکی اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے اپنے اولیاء کی طرف راہ یابی کا وہی طریقہ رکھا ہے جسکو اپنی راہ یابی کا طریقہ ٹھیرایا ہے اور اپنے اولیاء تک اسی کو پہنچاتا ہے جس کو اپنی طرف پہنچانا چاہتا ہے۔

(۱۱۶) بسا اوقات تم کو وہ اپنے رموز ملکت سے تو آگاہ فرما دیتا ہے لیکن اپنے بندوں کے بھیدوں پر

Marfat.com

اسرار العباد۔ من [۱۱۷] اطلع علیٰ اسرار العباد ولم یتخلق بالرحمۃ الالٰھیۃ کان اطلاعہ فتنۃ علیہ وسببا لجرالوبال الیہ۔

[۱۱۸] استشرافک ان یعلم الخلق بخصوصیتک دلیل علیٰ عدم صدقک فی عبودیتک

[۱۱۹] غیّب نظر الخلق الیک بنظر اللہ الیک وغب عن اقبالھم علیک بشھود اقبالہ علیک۔ [۱۲۰] انما حجب الحق عنک شدۃ قربہ منک۔ [۱۲۱] انما احتجب لشدۃ ظھورہ وخفی عن الابصار لعظم نورہ۔ [۱۲۲] لایکن طلبک تسببا الی العطاء منہ فیقل فھمک عنہ ولکن طلبک لاظھار العبودیۃ وقیاما بحقوق الربوبیۃ

[۱۲۳] کیف یکون طلبک اللاحق سببا فی

تجھے مطلع نہیں کرتا۔

(۱۱۷) جس شخص نے بندوں کے بھیدوں پر واقف ہوکر رحمتِ الٰہی کو اپنی عادت نہ بنایا تو یہ آگاہی اس کے لئے فتنہ اور اس پر وبال آنے کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔"

(۱۱۸) تیری یہ خواہش کہ لوگ تیرے ظاہری اعمال اور باطنی احوال کی خصوصیت جان لیں۔ عبودیت میں تیرے سچے نہ ہونے کی دلیل ہے۔"

(۱۱۹) خداوند تعالیٰ کی نظرِ لطف اپنی طرف دیکھکر لوگوں کی نظر کو اپنے خیال سے دُور کر۔ اور التفات و توجہ خداوندی اپنی طرف مشاہدہ کر کے لوگوں کے التفات کی طرف متوجہ نہ ہو۔"

(۱۲۰) حق جلّ وعلا کو تجھ سے اس کے نہایت قرب ہی نے محجوب کر دیا ہے۔"

(۱۲۱) حق جلّ وعلا اپنی شدّت ظہور ہی کی وجہ سے محجوب، اور اپنے نور کی عظمت ہی کے سبب آنکھوں سے مخفی ہوگیا ہے۔"

(۱۲۲) دعا اور طلب سے تیرا مقصود حصول بخشش نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس صورت میں تیرا فہم حکم دعا کے اسرار و حکمت کے سمجھنے سے قاصر رہ جائیگا۔ بلکہ تیرا دعا کرنا صرف اپنی عبودیت کے اظہار اور اسکی ربوبیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے ہی ہونا چاہیئے۔

(۱۲۳) تیری یہ طلب اور دعا جو تم اب کر رہے

Marfat.com

عطاءه السابق. [۱۲۴] جل
حکم الازل ان یتضاف
الی العلل. [۱۲۵] عنایته فیك
لا لشیٔ منك واین کنت
حین واجهتك عنایته و
قابلتك رعایته. [۱۲۶] لم یکن
فی ازله اخلاص
اعمال ولا وجود
احوال بل لم یکن
هناك الا محض الافضال
وعظیم النوال. [۱۲۷] علم
ان العباد یتشوفون الی
ظهور سر العنایة فقال
یختص برحمته من یشاء
وعلم انه لو خلاهم
وذلك لترکوا العمل اعتمادا
علی الازل فقال ان
رحمة الله قریب من
المحسنین. [۱۲۸] الی المشیئة یستند
کل شیٔ ولا تستند هی
الی شیٔ. [۱۲۹] ورود الفاقات
اعیاد المریدین. [۱۳۰] ربما
وجدت من المزید
فی الفاقات ما لا

اس عطا کا کیونکر سبب ہو سکتی ہے جو روز ازل ہی سے مقدر ہو چکی ہے۔

(۱۲۴) اس کا ازلی حکم اس سے برتر ہے کہ علل و اسباب کی طرف منسوب ہو۔

(۱۲۵) اس کی یہ عنایتیں جو تجھ پر ہیں تیرا کسی قول کی وجہ سے نہیں ہیں ذرا تو سوچ کہ تو کہاں تھا جب ازل میں اس کی عنایت تیری طرف متوجہ ہوئی اور اس کی رعایت تیرے سامنے آئی۔

(۱۲۶) ازل میں نہ عمل کا اخلاص تھا اور نہ احوال کا وجود بلکہ وہاں تو بجز فضل الٰہی اور کرم نامتناہی اور کچھ تھا ہی نہیں۔

(۱۲۷) سرِ عنایت کے ظاہر ہونے کیلئے (یعنی بھید کہ عنایت ہر ایک پر یکساں نہیں) حق تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو مشتاق پایا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت و عنایت کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے۔ اور جب حق تعالیٰ نے دیکھا کہ اگر ان کو اسی بات پر چھوڑ دیا جائے تو وہ تقدیر ازلی پر اعتماد کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے تو فرمایا کہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے نزدیک ہے۔

(۱۲۸) سب چیزیں مشیت ایزدی کا سہارا پکڑتی ہیں اور وہ کسی چیز کا سہارا نہیں پکڑتی۔

(۱۲۹) فاقوں کا نازل ہونا سالکوں اور مریدوں کے لئے عید ہوتی ہے۔

(۱۳۰) بسا اوقات فقر وفاقہ میں [illegible]

Marfat.com

تجده في المشهود
والمعلوم ۔ (۱۳۱) الفاقات
بسط المواهب ۔ (۱۳۲) ان
اردت ورود المواهب
عليك صحح الفقر
والفاقة لديك
انما الصدقات
للفقراء ۔ (۱۳۳) تحقق
باوصافك يمدك
باوصافه تحقق بذلك
يمدك بعزه تحقق
بعجزك
يمدك بقدرته
تحقق بضعفك يمدك
بحوله وقوته ۔ (۱۳۴) ربما
رزق الكرامة
من لم تكمل له الاستقامة
(۱۳۵) لا تمدن يدك
الى الاخذ من الخلائق
الا ان ترى ان المعطي
فيهم
مولاك فاذا
كنت كذلك فخذ
ما وافقك العلم

ومعارف کا نزول ہوتا ہے کہ ان کو تم نماز و روزہ میں بھی نہیں پا سکتے ۔

(۱۳۱) مواہب الہٰی کے پھولوں کے لئے فقر وفاقہ بمنزلہ دامن ہیں ۔

(۱۳۲) اگر مواہب الہٰیہ کا نزول اپنے اوپر چاہتا ہے تو فقر وفاقہ کی تلخیوں کو اپنے اوپر گوارا بنالے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدقات فقرا ہی کے لئے ہیں ۔

(۱۳۳) تم اپنی عبودیت کے اوصاف میں پختہ ہو جاؤ ۔ وہ اپنے اوصاف ربوبیت کیساتھ تیری امداد فرمائیگا ۔ تم اپنی ذلت میں ثابت قدم رہو وہ اپنی عزت سے تیری اعانت کریگا تم اپنے عجز میں محکم ہو جاؤ ۔ وہ اپنی قدرت سے تیری یاوری کرے گا ۔ تم اپنی ناتوانی وضعف میں مضبوط ہو جاؤ ۔ وہ اپنی قوت وطاقت سے تیری دستگیری فرمائے گا ۔

(۱۳۴) گاہے ظاہری کرامت ان کو بھی مل جاتی ہے جو مرتبہ استقامت شریعت میں بھی کامل نہیں ہوتے ۔

(۱۳۵) مخلوق سے لینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤ مگر جب ان میں بھی اپنے مولائے حقیقی کو ہی عطا کرنیوالا مشاہدہ کرنے لگو ۔ اور جب تم اس درجہ پر پہنچ گئے ۔ تو خلائق سے وہ چیزیں لے سکتے ہو جنکے حلال وطیب ہونے پر تیرا علم ظاہر و باطن گواہی دے ۔

Marfat.com

ربما[۱۳۶] استحی العارف
ان یرفع حاجته الی
مولاه لاکتفائه بمشیته
فکیف لا یستحی ان
یرفعها الی خلیقته۔ اذا[۱۳۷]
التبس علیک امران
فانظر اثقلهما علی
النفس فاتبعه فانه
لا یثقل علیها الا ما کان
حقاً۔ من[۱۳۸] علامات
اتباع الهوی المسارعة
الی نوافل الخیرات
والتکاسل عن القیام
بالواجبات۔ قید[۱۳۹]
الطاعات باعیان الاوقات
کی لا یمنعک عنها وجود
التسویف و وسع علیک
الوقت کی تبقی لک حصة
الاختیار۔ علم[۱۴۰] قلة نهوض
العباد الی معاملته فاوجب
علیهم وجود طاعته فساقهم
الیها بسلاسل الایجاب عجب
ربک من قوم یساقون الی
الجنة بالسلاسل۔ اوجب[۱۴۱] علیک

(۱۳۶) اکثر اوقات عارف اپنے مولیٰ
کی مشیت پر اکتفا کر کے اس کی طرف اپنی
حاجت پیش کرنے سے حیا کرتا ہے تو بھلا
وہ اس کی مخلوق کی طرف حاجت لیجانے
میں کیونکر حیا نہ کرے گا"

(۱۳۷) جب تجھ پر دو امر مشتبہ ہو جائیں
تو دیکھ کہ ان دونوں میں سے نفس پر جو زیادہ
گراں گزرتا ہے اسے اختیار کر۔ کیونکہ نفس
پر وہی صورت شاق ہوتی ہے جو حق ہوتی ہے"

(۱۳۸) نفلی عبادتوں میں چستی اور جلدی کرنا
اور واجبات کی بجا آوری میں سستی اور غفلت برتنا
خواہش نفسانی کے اتباع کی علامت ہے"

(۱۳۹) تیرے لئے عبادات کو اوقات معینہ
کے ساتھ اس لئے مقید کر دیا۔ تاکہ کسل اور لیت
ولعل تجھکو مانع نہ ہو۔ اور اوقات فراخ مقرر کئے
تاکہ کچھ حصہ اختیار کا بھی تیرے لئے باقی رہے"

(۱۴۰) حق جل و علا نے وظائف عبودیت
کی بجا آوری میں جب اپنے بندوں کی کوتاہی معلوم
فرمائی تو اپنی طاعت و عبادت ان پر واجب فرما کر
گویا ایجاب کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنی طرف
ہانکا ہے۔ تیرا پروردگار ان لوگوں سے تعجب
فرماتا ہے جو زنجیروں میں باندھ کر جنت میں بھیجے
جاتے ہیں"

(۱۴۱) بظاہر تم پر اپنی خدمت وطاعت کو

Marfat.com

وجوب خدمته و
ما اوجب عليك الا
لدخول جنته - من ۱۴۲
استغرب ان ينقذه
الله من شهوته وان
يخرجه من وجود غفلته
فقد استعجز القدرة
الالهية وكان الله
على كل شئ مقتدرا -
۱۴۳ ربما وردت الظلم
عليك ليعرفك قدر ما
منّ به عليك. من ۱۴۴
لم يعرف قدر النعم
بوجدانها عرفها
بوجود فقدانها - تمكن ۱۴۵
حلاوة الهوى من القلب
هو الداء العضال. ۱۴۶
يخرج الشهوة من القلب
الا خوف مزعج او شوق
مقلق - كما لا يحب العمل
المشترك كذلك لا يحب
القلب المشترك العمل المشترك
لا يقبله والقلب المشترك
لا يقبل عليه

واجب گردانا ہے۔ اور فی الحقیقت طاعت کو اسلئے واجب فرمایا ہے۔ تاکہ تیرا جنت میں داخل ہونا واجب ہو جائے ۔"

(۱۴۲) جس نے اس بات کو انوکھا اور دشوار جانا کہ خداوند تعالےٰ اس کو شہوات نفسانیہ کے پنجے سے چھوڑائیگا اور قید غفلت سے نکالیگا تو اس نے غیر متناہی قدرتِ الٰہی کو عجز کا دھبہ لگایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے ۔"

(۱۴۳) بسا اوقات تجھے ظلمت فراق میں اسلئے مبتلا کر دیتا ہے تاکہ انوار وصال کی قدر معلوم ہو جائے

(۱۴۴) جس نے نعمتوں کی قدر نعمتوں کے ہوتے ہوئے نہ پہچانی تو اُن کے زوال کے بعد آپ ہی انکی قدر جان جائے گا۔"

(۱۴۵) خواہشات نفسانیہ کی حلاوت ولذت کا قلب میں مستحکم ہونا سخت لا علاج بیماری ہے۔"

(۱۴۶) شہوت نفسانیہ کو دل میں سے بجز لرزا دینے والے خوف کے (جو مشاہدہ صفات جلالیہ سے ہو) یا بیقرار کرنیوالے شوق کے (جو معائنہ صفات جمالیہ سے ہو) اور کوئی چیز نہیں نکال سکتی۔"

(۱۴۷) حق جل وعلا جس طرح کہ عمل مشترک یعنی ریا آمیز کو پسند نہیں فرماتا اسی طرح قلب مشترک کو جس میں غیر خدا کی محبت ہو محبوب نہیں رکھتا۔ عمل مشترک کو قبول نہیں فرماتا اور قلب مشترک کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔"

Marfat.com

(۱۴۸) حقوق فی الاوقات یمکن قضاؤها وحقوق الاوقات لا یمکن قضاؤها اذ ما من وقت یرد الا ولله علیک فیه حق جدید او امر اکید فکیف تقضی فیه حق غیره وانت لم تقض حق الله فیه

(۱۴۸) اوقات میں جو حقوق واجب ہیں (جیسے صوم وصلاۃ وغیرہا ظاہری عبادات) اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا ممکن ہے۔ اور جو خود اوقات کے حقوق ہیں (یعنی واردات قلبیہ ومعاملات باطنیہ) انکی قضا کسی طرح ممکن نہیں ہے اس لئے کہ کوئی وقت ایسا نہیں آتا۔ کہ جس میں تجھ پر حق تعالیٰ کا کوئی نیا حق یا کوئی تاکیدی حکم وارد نہ ہوتا ہو) تو تم اس وقت میں غیر کا حق کس طرح ادا کر سکتے ہو جبکہ ابھی تم نے حق اللہ بجا نہیں لایا ہے"

(۱۴۹) ما فات من عمرك لا عوض له وما حصل لك منه لا قیمة له۔

(۱۴۹) عمر گذشتہ کا کوئی عوض نہیں اور عمر موجودہ کی کوئی قیمت نہیں (یعنی بے بہا ہے)"

(۱۵۰) ما احببتَ شیئا الا کنت له عبدا وهو لا یحب ان تکون لغیره عبدا۔

(۱۵۰) جس چیز کی محبت کو تم نے اپنے دل میں جگہ دی تو فی الحقیقت تم اس کے غلام ہو گئے اور حق تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا کہ تم غیر کے غلام بن جاؤ"

(۱۵۱) لا تنفعه طاعتك ولا تضره معصیتك وانما امرك بهذه ونهاك عن هذه لما یعود علیك۔

(۱۵۱) نہ تیری طاعت اس کو کچھ نفع بخشتی ہے۔ اور نہ تیری معصیت اسے کوئی نقصان پہونچاتی ہے۔ صرف اس لئے اس لئے طاعت کا حکم دیا ہے اور معصیت سے روکا ہے کہ اس کا نفع بھی تیرے ہی طرف لوٹائے"

(۱۵۲) لا یزید فی عزه اقبال من اقبل علیه ولا ینقص من عزه ادبار من ادبر عنه۔

(۱۵۲) کسی متوجہ ہونیوالے کی توجہ نہ اس کی بے پایاں عزت وعظمت کو کچھ بڑھاتی ہے اور نہ کسی روگردانی کرنیوالے کی روگردانی اس کی عزت گھٹاتی ہے"

Marfat.com

١٥٣ وصولك الى الله وصولك الى العلم به والا فجل ربنا ان يتصل به شيئًا او يتصل هو بشيئ۔

١٥٤ قربك منه ان تكون مشاهد القربه والا فمن اين انت ووجود قربه

١٥٥ كيف يحجب الحق بشيئ والذى يحجب به هو فيه ظاهر و موجود حاضر۔

١٥٦ لا تيأس من قبول عمل لم تجد فيه وجود الحضور فربما قبل من العمل ما لم تدرك ثمرته عاجلا۔

١٥٧ لا تزكين واردا لم تعلم ثمرته فليس المراد من السحابة الامطار وانما المراد منها وجود الاثمار۔

١٥٨ لا تطلبن بقاء الواردات بعد ان بسطت انوارها واودعت اسرارها فلك فى الله غنىً عن كل شيئ وليس يغنيك عنه شيئ۔

(۱۵۳) اللہ تعالیٰ تک تیرے پہونچنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے علم و عرفان تک پہونچ جاؤ۔ ورنہ حق جل و علا اس بات سے برتر و بالا ہے کہ کوئی چیز اس سے متصل ہو۔ یا وہ کسی چیز سے متصل ہوجائے

(۱۵۴) تیرا قرب اس سے یہ ہوسکتا ہے کہ تو اس کے قرب کا مشاہدہ کرے۔ ورنہ تو کہاں اور اس کا قرب کہاں ؟"

(۱۵۵) حق جل و علا کسی چیز سے کیونکر محجوب ہوسکتا ہے اس لئے کہ جو چیز اس کی حجاب ہوگی اس میں بھی اس کا جلوہ ظاہر موجود و حاضر ہوگا

(۱۵۶) جس عمل میں تو نے لذت حضور نہیں پائی اس کے قبول ہونے سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات جس عمل میں تجھکو ثمرۂ دنیاوی (لذت و حلاوت) معلوم نہیں ہوتا وہ بھی قبول شدہ ہوتا ہے"

(۱۵۷) جس معرفت کا ثمرہ تجھے معلوم نہ ہو اس پر خوش نہ ہو اور اس کی ستائش نہ کر۔ اس لئے کہ بادلوں سے مقصود پھلوں کا وجود ہوتا ہے نہ محض بارش !!

(۱۵۸) جب تجھ پر معارف و واردات کے انوار پھیل گئے اور ان کے اسرار تیرے قلب میں ودیعت رکھے گئے تو ان کے بقا کا طالب نہ ہو۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہوکر ہر ایک چیز سے بے نیاز ہے اور اس سے کوئی چیز تجھکو بے نیاز نہیں کرسکتی !!

Marfat.com

۱۵۹ من تمام النعمة عليك ان يرزقك ما يكفيك و يمنعك ما يطغيك ليقل ما تفرح به يقل ما تحزن عليه - ۱۶۰ ان اردت ان لا تعزل فلا تتول ولاية لا تدوم لك - ۱۶۱ ان رغبتك البدايات زهدتك النهايات ان دعاك

اليها

ظاهر نهاك

عنها

باطن

۱۶۲ انما

جعلها محلا للاغيار و معدنا للاكدار تزهيدا لك فيها ۱۶۳ علم انك لا تقبل النصح المجرد فذوقك من ذواقها ما يسهل عليك فراقها - ۱۶۴ العلم النافع هو الذي ينبسط في الصدر شعاعه و يكشف عن القلب قناعه ۱۶۵ خير العلم ما كانت الخشية معه العلم

(۱۵۹) حق تعالیٰ کا تجھکو بقدر کفایت دینا اور جو چیز تجھکو سرکش بنا دے اس سے روک دینا یہ اسکی تجھپر پوری نعمت ہے۔ اس میں یہ فائدہ مضمر ہے کہ ان چیزوں کے کم ہونے سے جن سے تو خوش ہوتا ہے ضرور ہے کہ تیرا رنج و غم بھی کم ہوگا جبکہ ان چیزوں کا فقدان ہوگا"

(۱۶۰) اگر تو چاہے کہ معزولی کے غم سے محفوظ رہے تو بے بقا اور ناپائدار ولایت دنیاوی اختیار نہ کر"

(۱۶۱) اگر تجھکو ولایت دنیاوی کی ابتدا اسکی طرف رغبت دلاتی ہے تو اس کی انتہا یعنی معزولی یا موت اس سے تمہیں بے رغبت اور بیزار کرتی ہے۔ اگر اس کا ظاہر تجھے اس کی طرف بلاتا ہے تو اس کا باطن تجھے اس سے روکتا ہے"

(۱۶۲) خداوند تعالے نے دنیا کو اغیار کا محل اور کدورتوں کا معدن اس لئے بنا دیا ہے کہ تجھکو اس سے بے رغبت کر دے"

۱۶۳ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو ترک دنیا کی نصیحت قبول نہیں کریگا۔ تو اس نے دنیا کے مصائب کی چاشنی کا ایسا تلخ ذائقہ چکھایا کہ تجھپر دنیا کی مفارقت سہل کر دی"

۱۶۴ فائدہ بخش علم وہی ہے جس کی شعاعیں سینے میں پھیل جائیں اور دل پر سے شکوک و اوہام کے تاریک پردے اٹھا دے"

۱۶۵ بہتر علم وہ ہے جس کے ساتھ خشیت الٰہی

ان قارنته الخشیة فلک
والا فعلیک. ۱۶۶ متی آلمک
عدم اقبال الناس علیک
او توجههم بالذم الیک
فارجع الی علم الله
فیک فان کان لا یقنعک
علمه فیه فمصیبتک بعدم
قناعتک بعلمه اشد
من مصیبتک بوجود
الاذی منهم. ۱۶۷ انما
اجری الاذی علی
ایدیهم کی لا تکون
ساکنا الیهم اراد ان
یزعجک عن کل شیء
حتی لا یشغلک عنه شیء
۱۶۸ اذا علمت ان الشیطان
لا یغفل عنک فلا تغفل
انت عمن ناصیتک
بیده. ۱۶۹ من اثبت لنفسه
تواضعا فهو المتکبر
حقا لیس التواضع
الا عن رفعة فمتی
اثبت لنفسک تواضعا
فانت المتکبر

شامل ہو۔ علم کے ساتھ اگر تجھے خوف خدا بھی ہے تو وہ علم تجھے فائدہ رساں ہے ورنہ وہ تیرے لئے نقصان بخش ہے۔

(۱۶۶) اگر لوگوں کی تیری طرف بے توجہی یا تجھے بدگوئی کے ساتھ یاد کرنا تجھے تکلیف دے تو تجھکو اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف (جو تیرے افعال کی بہ نسبت ہے) رجوع کرنا چاہیئے اگر تجھکو حق تعالیٰ کے علم پر قناعت نہ ہو۔ تو یہ آفت یعنی اللہ تعالیٰ کے علم پر قانع نہ ہونا ایذائے خلق کی مصیبت سے بدرجہا سخت تر ہے۔

(۱۶۷) مخلوق کے ہاتھوں تجھکو صرف اس لئے اذیت پہونچاتا ہے۔ کہ تیرا دل ان کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ اس کا ارادہ ہے کہ تجھکو مخلوق کی اذیت پہنچا کر ہر ایک چیز سے دل برداشتہ کردے تاکہ کوئی چیز اس سے تجھے غافل نہ کردے۔

(۱۶۸) جب تو یہ جانتا ہے کہ شیطان تیرے بہکانے اور اغوا سے غافل نہیں رہتا تو تم بھی اپنے اس مولا سے جس کے قبضۂ قدرت میں تیری جان ہے غفلت نہ کرو۔

(۱۶۹) جس نے اپنے لئے تواضع کو ثابت کیا تو وہ شخص بے شبہ متکبر ہے۔ کیونکہ تواضع کا دعویٰ تو اپنی رفعت قدر کے مشاہدہ کے بعد ہی ہوگا پھر جب وہ اپنے لئے تواضع کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا اسے اپنے بلند مرتبہ پر نظر ہے تو وہ متکبر ہوا۔

Marfat.com

لیس ۱۷۰ المتواضع الذی اذا
تواضع رای انہ فوق
ما صنع ولکن المتواضع
الذی اذا تواضع رای
انہ دون ما صنع ۔ التواضع ۱۷۱
الحقیقی ھو ما کان ناشئا
عن شہود عظمتہ وتجلی
صفتہ ۔ المؤمن ۱۷۲ یشغلہ
الثناء علی اللہ تعالے
عن ان یکون لنفسہ شاکرا
وتشغلہ حقوق اللہ ان
یکون لحظوظہ ذاکرا ۔ لیس
المحب ۱۷۳ الذی یرجو من محبوبہ
عوض ویطلب منہ غرضا
فان المحب من یبذل لک
لیس المحب من تبذل لہ ۔
جعلک ۱۷۴ فی العالم المتوسط بین
ملکہ وملکوتہ لیعلمک جلالتہ
قدرک بین مخلوقاتہ وانک جوہرۃ
تنطوی علیک اصداف مکوناتہ
انما ۱۷۵ وسعک الکون من حیث
جثمانیتک ولم یسعک من حیث
ثبوت روحانیتک ۔ الکائن ۱۷۶
فی الکون ولم تفتح لہ میادین الغیوب

(۱۷۰) حقیقت میں وہ شخص متواضع نہیں کہ جب کبھی تواضع سے کوئی کام کرے تو اپنے آپ کو اس سے بلند و بالا سمجھے۔ بلکہ متواضع وہ ہے کہ جب تواضع کا کوئی کام کرے تو اس سے بھی اپنے کو کمتر و پست خیال کرے۔"

(۱۷۱) حقیقی تواضع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی تجلی کے مشاہدہ سے پیدا ہو۔"

(۱۷۲) مومن کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اپنے نفس کی خود پسندی و شکرگذاری سے روک دیتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حقوق کی بجا آوری کا خیال اسے اپنے حظوظ نفسانی کی یادداشت سے باز رکھتا ہے۔"

(۱۷۳) محب صادق وہ نہیں جو اپنے محبوب سے عوض کا امیدوار یا حصول غرض کا طلبگار ہو۔ بلکہ محب حقیقی وہ ہے جو اپنے محبوب کے لئے سب کچھ نثار کردے۔ نہ یہ کہ محبوب ہی اس کے لئے کچھ ایثار کرے۔"

(۱۷۴) تجھکو اپنے عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیانی عالم میں اس لئے پیدا کیا کہ تیری عظمت قدر اور سب مخلوقات پر تیری فوقیت منزلت تجھے معلوم کرا دے۔ اور یہ جتلا دے کہ تو ایسا گوہر یکتا ہے جس پر تمام مخلوقات صدف کی طرح سے لپٹے ہوئے ہیں۔"

(۱۷۵) عالم سفلی تیری جسمانیت کے اعتبار سے ہی تجھے سمائے ہوئے ہے۔ ورنہ بلحاظ تیری روحانیت کے تجھے کبھی سما نہیں سکتا۔"

(۱۷۶) جو دنیا میں موجود ہو اور اس کے لئے علوم و معارف غیبیہ کے دروازے مفتوح نہ ہوئے تو وہ شخص

Marfat.com

مسجون بمحیطاته ومحصور
فی هیکل ذاته . ۱۷۷ انت مع
الاکوان ما لم تشهد
المکون فاذا شهدته کانت
الاکوان معك . ۱۷۸ وجدان
ثمرات الطاعة
عاجلا بشائر العاملین بوجود
الجزاء علیها آجلا . ۱۷۹ کیف
تطلب العوض علی
عمل هو متصدق
به علیك ام کیف
تطلب الجزاء علی
صدق هو مهدیه الیك
۱۸۰ اکرمك بکرامات ثلاث
جعلك ذاکرا له ولولا فضله
لم تکن اهلا لجریان ذکره
علیك وجعلك مذکورا به
اذ حقق نسبته الیك وجعلك
مذکورا عنده فتمم نعمته
علیك
۱۸۱ رب عمر اتسعت
آماده
وقلت امداده و
رب عمر

اپنی شہوات کے احاطہ میں مقید اور اپنی ہستی (آب
گل) کے چکر میں گھرا ہوا ہے"۔

(۱۷۷) تم مخلوقات کے ساتھ اس وقت تک
پابند ہو جبتک کہ تمہیں خالق کی معرفت کا مشاہدہ نہیں
پھر جب تم نے مشاہدہ کر لیا تو ساری مخلوقات تیرے
ساتھ ہوگی"۔

(۱۷۸) طاعت پر دنیا میں ہی ثمروں کا پانا آخرت
میں طاعت کرنے والوں کے لئے ان پر بدلہ ملنے کی
مبارکبادیاں ہیں اور خوشخبریاں"۔

(۱۷۹) اسی کے بخشے ہوئے عمل پر تم کیونکر عوض
طلب کر سکتے ہو اور اس کی دی ہوئی سچائی و اخلاص
پر کس طرح سے جزا کا سوال کر سکتے ہو"۔

(۱۸۰) اللہ تعالیٰ شانہ نے تجھکو تین طرح سے
بزرگی عطا فرمائی۔ اول یہ کہ تجھے اپنے ذکر کی توفیق
دی۔ اور اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو تم میں یہ لیاقت و
اہلیت نہ تھی۔ کہ تم اپنی زبان اور قلب پر اس کے ذکر
کو جاری رکھ سکو"۔

دوسرے یہ کہ تجھے اپنی طرف منسوب کیا جس کی
وجہ سے تجھے عبداللہ (بندۂ خدا) کا معزز خطاب دیا
جاتا ہے"۔

تیسرے تیرے ذکر کو اپنے یہاں فرما کر اپنی
نعمتیں تجھ پر تمام کر دیں"۔

(۱۸۱) بعض عمروں کی مدت دراز ہوتی ہے
لیکن اس کے منافع کم ہوتے ہیں اور بعض عمروں کی

Marfat.com

قليلة اماده كثيرة امداده من[۱۸۲] بورك في عمره ادرك في يسير من الزمن من منن الله تعالىٰ ما لا يدخل تحت دوائر العبارة ولا تلحقه الاشارة

[۱۸۳] الخذلان كل الخذلان ان تتفرغ في الشواغل ثم لا تتوجه اليه وتقل عوايقك ثم لا ترحل اليه

ولا بد من بناء هذا الوجود ان تنعدم دعائمه وان تسلب كرائمه فالعاقل من كان بما هو ابقى افرح منه بما هو يفني قد اشرق نوره وظهرت تباشيره نصرف عن هذه الدار مغضبا واعرض منها موليا فلم تتخذها وطنا ولا جعلها سكنا.

[۱۸۵] انهض الهمة فيها الى الله تعالىٰ وسار فيها مستغنيا به في القدوم عليه وقل رب ادخلني مدخل

مدت کم لیکن اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں"

(۱۸۲) جس کی عمر میں برکت دیجاتی ہے وہ تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے الطاف و احسانات اس قدر پا لیتا ہے جن تک نہ اشارہ پہنچ سکتا ہے اور نہ دائرہ عبارت و بیان کے احاطہ میں آسکتے ہیں"

(۱۸۳) تمام مشاغل سے فارغ ہو کر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور موانع کی قلت کے باوجود بھی اس کی طرف رجوع نہ کرنا پوری رسوائی اور بے توفیقی ہے"

(۱۸۴) یہ ناگزیر ضروری ہے کہ اس وجود کے ستونوں کو گرا دے۔ تاکہ اس کی بنائیں محکم ہو جائیں اور حواس و مقتضیات حواس کو اس سے چھین لے۔ پس دانا وہی ہے جس کی خوشنودی فانی کے بہ نسبت باقی کے ساتھ زیادہ ہو جس کا نور چمک اُٹھا ہے اور جس کی درخشندہ علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں تو اس عاقل نے ایسی فانی دار سے آنکھیں بند کر کے روگردانی کی اور پشت پھیر کر اس سے اعراض کیا۔ نہ اس نے اس کو اپنا وطن بنایا۔ اور نہ اپنا مسکن ٹھیرایا"

(۱۸۵) بلکہ ہمیں رکھ اپنی ہمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف پیشقدمی کر کے اسی سے اعانت طلب کرتا ہوا اس کی طرف چلا اور کہو کہ اے میرے پروردگار! میرا مدخل اور

Marfat.com

صدق واخرجنی مخرج صدق لیکون نظری الی حولك وقوتك اذا ادخلتنی واستسلامی وانقیادی الیك اذا اخرجتنی واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا ینصرنی ولا ینصر علی و لا ینصر علیّ ینصرنی علی شهود نفسی ویفنینی عن دائرة حسّی۔ قد اوحی الله تعالیٰ الی داؤد علیه الصلوٰة والسلام یا داؤد قل للصدّیقین بی فلیفرحوا و بذکری فلیتنعّموا فالله تعالیٰ یجعل فرحنا وایاکم به و بالرضی منه وان یجعلنا من اهل الفهم عنه وان لا یجعلنا من الغافلین وان یسلك بنا مسلك المتقین بمنّه وکرمه۔ وقال رضی الله عنه انا الفقیر فی غنای فکیف لا اکون فقیرا فی فقری الٰهی انا الجاهل فی علمی فکیف لا اکون جهولا

مخرج مقام صدق و اخلاص فرما تاکہ داخل ہونے کے وقت میری نظر تیری طاقت اور قوت کی طرف لگی ہوئی ہو۔ اور خارج کرنے کے وقت میری گردن تسلیم ورضا تیرے آگے جھکی ہوئی ہو۔ اور اپنی جناب سے میرے لئے ایسا صاحب شوکت مددگار مقرر فرما جو میری اعانت کرے اور مجھ سے دوسروں کی اعانت کرائے اور مجھ پر کوئی غالب نہ ہوجائے اور نفس کے مشاہدہ پر وہ میری اعانت کرے اور دائرۂ محسوسات سے میرے وجود کو نکال کر فنا کردے ؏

(۱۸۶) حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! میرے سچے بندوں سے کہدے کہ وہ میرے ہی ساتھ خوش ہوں اور میرے ہی ذکر کے ساتھ اپنا دل ٹھنڈا کریں۔ اللہ تعالےٰ ہماری اور تمہاری مسرت اور فرحت اپنی ہی ذات اور اپنی رضامندی کے ساتھ فرمائے اور ہم کو اپنے سمجھنے والوں میں سے بنائے اور غافلین میں سے نہ کرے اور اپنے کرم و احسان سے ہمکو اہل تقوےٰ کے راستے پر چلائے ؏

(اب یہاں سے حکم بطور مناجات شروع ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ)

(۱۸۷) الٰہی! جب میں اپنی غنا کی حالت میں بھی محتاج ہوں تو فقر کی حالت میں کیونکر محتاج نہونگا

(۱۸۸) الٰہی! جب میں اپنے علم کی حالت میں بھی جاہل ہوں تو اپنے جہل کی حالت میں کس طرح

Marfat.com

فی جهلی. الٰهی (۱۸۹) ان اختلاف
تدبیرک وسرعة حلول
مقادیرک منعا عبادک
العارفین بک عن السکون
الی عطاء والیاس منک
فی بلاء. الٰهی (۱۹۰) منی ما یلیق
بلؤمی ومنک ما یلیق
بکرمک. الٰهی (۱۹۱) وصفت
نفسک باللطف والرأفة
قبل وجود ضعفی افتمنعنی
منهما بعد وجود ضعفی.
الٰهی (۱۹۲) ان ظهرت المحاسن
منی فبفضلک ولک المنة
علی وان ظهرت المساوی
فبعدلک ولک الحجة علی
الٰهی (۱۹۳) کیف تکلنی الی نفسی
وقد توکلت لی وکیف اضام و
انت الناصر لی ام کیف اخیب و
انت الحفی لی. ها انا اتوسل
الیک بفقری الیک وکیف
اتوسل الیک
بما هو
محال ان یصل الیک ام
کیف

جاہل نہ ہونگا"

(۱۸۹) الٰہی! تیری تدبیر کے اختلاف اور تیری تقدیر کے سرعت نزول نے تیرے عارفین بندوں کو تیری عطاء پر مطمئن ہونے سے اور مصیبت میں تجھ سے ناامید ہونے سے روک دیا ہے"

(۱۹۰) الٰہی! مجھ سے وہی صادر ہوتا ہے جو میری دنائت اور ملامت کے لائق ہے اور تجھ سے وہی ظہور پذیر ہوتا ہے جو تیرے لطف وکرم کو سزاوار ہے"

(۱۹۱) الٰہی! تو نے میری ناتوانی کے وجود سے پہلے اپنے آپکو لطف و مہربانی سے متصف فرمایا ہے تو کیا اب میری ناتوانی کے وجود کے بعد مجھکو لطف و مہربانی سے محروم فرما دیگا"

(۱۹۲) الٰہی! اگر مجھ سے نیکیاں ظاہر ہوں تو یہ تیرا فضل ہے اور تیرا مجھپر احسان ہے۔ اور اگر مجھ سے برائیاں صادر ہوں۔ تو یہ تیرا عدل ہے اور تیری حجت مجھ پر ثابت ہے"

(۱۹۳) الٰہی! جب، تو میرا کفیل ہے تو میرے نفس پر مجھے کیوں سپرد فرماتے ہو۔ اور جب تو میرا مددگار ہے تو میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔ اور جب تو مجھ پر مہربان ہے تو میں کس طرح ناکام رہ سکتا ہوں میں اپنے فقر و مسکنت کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پکڑتا ہوں اور جس چیز کا تیری بارگاہ عالی میں پہنچنا محال ہو۔ اس کو کیونکر وسیلہ بنا سکتا ہوں اور اپنے

Marfat.com

اشکوا الیک حالی وھی لا
تخفی علیک ام کیف اترجم
لک بمقالی وھو منک
برز الیک ام کیف تخیب
امالی وھی قد وفدت
الیک ام کیف لا تحسن
احوالی وبک قامت و
الیک ۔ الٰھی (۱۹۴) ما الطفک بی
مع عظیم جھلی وما
ارحمک بی مع قبیح
فعلی ۔ الٰھی (۱۹۵) ما اقربک
منی وما ابعدنی عنک
الٰھی (۱۹۶) ما ارافک بی
فما الذی
یحجبنی عنک
الٰھی (۱۹۷) کلما اخرسنی
لؤمی انطقنی کرمک
وکلما ایستنی اوصافی
اطمعتنی مننک ۔ الٰھی (۱۹۸) من
کانت محاسنہ مساوی
فکیف لا تکون مساویہ
مساوی ومن کانت
حقایقہ
دعاوی فکیف

حال کی کس طرح تجھ سے شکایت کرسکتا ہوں جبکہ وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اور جبکہ میرا کلام بھی تیرے ہی حکم سے تیری بارگاہ عالی میں نکلا ہے تو میں اس کو اپنا کلام ہونا کیونکر ظاہر کرسکتا ہوں۔ اور میری امیدوں کی جماعت وفد ہوکر جب تیری بارگاہ عالی تک چل کر پہنچی ہے تو وہاں سے کیونکر ناکام واپس ہوسکتی ہے۔ اور جب میرے احوال کا مبدأ و مرجع تو ہی ہے۔ تو وہ کیونکر عمدہ اور پسندیدہ نہ ہونگے۔"

(۱۹۴) الٰہی! باوجود میری بڑی نادانی اور ناعاقبت اندیشی کے تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے۔ اور باوجود میرے قبیح افعال کے تو مجھ پر کس قدر رحیم وکریم ہے۔"

(۱۹۵) الٰہی! تو مجھ سے کس قدر نزدیک اور میں تجھ سے کس قدر دور رہوں۔"

(۱۹۶) الٰہی! تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے پھر کونسی چیز مجھکو تیرے مشاہدہ سے مانع وحاجب ہوسکتی ہے"

(۱۹۷) الٰہی! جب کبھی میری بدی نے میری زبان بند کی۔ تو تیرے کرم نے مجھکو گویا کردیا۔ اور جب کبھی میرے اوصاف رذیلہ نے مجھے مایوس کردیا تو تیرے احسان نے میری ڈھارس بندھائی۔"

(۱۹۸) الٰہی! جس کی نیکیاں بھی برائیاں ہوں تو بھلا اس کی برائیاں کیونکر برائیاں نہ ہونگی۔ اور جس کے علوم وحقایق بھی دعوے ہی دعوے ہوں تو پھر اسکے

Marfat.com

لا تكون دعاويه دعاوى.

الٰهي [١٩٩] حكمك النافذ و مشيئتك القاهرة لم يتركا لذي مقال مقالا ولا لذي حال حالا.

الٰهي [٢٠٠] انت تعلم وان لم تدم الطاعة مني فعلاً فقد دامت محبة وعزماً.

الٰهي [٢٠١] كيف اعزم وانت القاهر وكيف لا اعزم وانت الآمر.

الٰهي [٢٠٢] كيف يستدل عليك بما هو في وجوده مفتقر اليك ايكون لغيرك من الظهور ما ليس لك حتى يكون هو المظهر لك متى غبت حتى تحتاج الى دليل يدل عليك ومتى بعدت حتى تكون الآثار هي التي توصل اليك.

الٰهي [٢٠٣] عميت عين لا تراك عليها رقيبا وخسرت صفقة عبد لم يجعل له من حبك نصيبا.

الٰهي [٢٠٤] امرت بالرجوع الى الآثار فارجعني اليها بكسوة الانوار وهداية

دعوے کیونکر محض دعوے نہ ہونگے؟

(۱۹۹) الٰہی! تیرے حکم نافذ اور مشیت غالب نے کسی صاحب مقال کے لئے جائے مقال اور کسی صاحب حال کے لئے مقامِ حال باقی نہ چھوڑا ہے۔

(۲۰۰) الٰہی! تو جانتا ہے کہ اگرچہ مجھ سے طاعت کی بجا آوری پر مداومت نہیں ہوئی لیکن طاعت کی محبت و عزم پر یقیناً مداومت رہی ہے۔

(۲۰۱) الٰہی! جب تو قاہر و غالب ہے تو میں کیونکر عزم راسخ کر سکتا ہوں اور جب تو حکم فرماتا ہے تو میں کس طرح پختہ ارادہ نہ کروں؟

(۲۰۲) الٰہی جو چیز اپنے وجود میں تیری محتاج ہے اس سے تیرے وجود پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔ کیا ما سوی کو ایسا ظہور ہو سکتا ہے جو تجھے حاصل نہ ہو یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بنے۔ تو غائب ہی کب ہے جو تیرے وجود پر کسی دلیل لانے کی حاجت پڑے اور تو بعید ہی کب ہے جو مخلوقات اور آثار کے ذریعہ تجھ تک رسائی ہو سکے؟

(۲۰۳) الٰہی! وہ آنکھ جو تجھ کو اپنے اوپر نگہبان محافظ نہ دیکھے اندھی ہو۔ اور اس بندے کی تجارت جس نے اپنے لئے تیری محبت کا حصہ نہیں لیا ٹوٹے میں پڑی ہوئی ہو!

(۲۰۴) الٰہی! تو نے آثار کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے تو مجھے اپنے انوار کے لباس میں اور نظر بصیرت کی رہنمائی کے ساتھ ان کی طرف پھیر۔ تاکہ جس طرح ت

Marfat.com

لا مستبصراً حتی ارجع الیك منها كما دخلت الیك منها مصون السر عن النظر الیها ومرفوع الهمة عن الاعتماد علیها انك علی كل شیٔ قدیر۔ (۲۰۵) الٰهی هذا ذلی ظاهر بین یدیك وهذا حالی لا یخفی علیك منك اطلب الوصول الیك وبك استدل علیك فاهدنی بنورك الیك واقمنی بصدق العبودیة بین یدیك۔ (۲۰۶) الٰهی علمنی من علمك المخزون وصنی بسر اسمك المصون۔ (۲۰۷) الٰهی اغننی بتدبیرك عن تدبیری وباختیارك لی عن اختیاری واوقفنی علی مراكز اضطراری۔ (۲۰۸) الٰهی اخرجنی من ذل نفسی وطهرنی من شكی وشركی قبل حلول رمسی بك استنصر فانصرنی وعلیك اتوكل فلا تكلنی وایاك اسئل فلا تخیبنی وفی فضلك ارغب فلا تحرمنی

میں قلب محفوظ اور ان پر اعتماد کرنے سے بلند ہمت ہو کر تیری بارگاہ میں داخل ہوا تھا۔ اسی بے نیازی کے ساتھ اب تیری بارگاہ عالی کی طرف رجوع کروں بیشک تو ہر ایک چیز پر قادر ہے"

(۲۰۵) الٰہی! یہ میری ذلت اور عاجزی تجھ پر ظاہر ہے اور میرا حال تجھ سے مخفی نہیں۔ تجھ سے ہی تیری بارگاہ تک پہونچنا طلب کرتا ہوں اور تیرے ہی ساتھ تیری طرف رہنمائی چاہتا ہوں پس اپنے نور کے ساتھ اپنے حضور تک میری رہنمائی فرما اور سچی عبودیت میں مجھے اپنے سامنے قائم رکھ"

(۲۰۶) الٰہی! اپنے پوشیدہ علوم کی مجھکو تعلیم فرما۔ اور اپنے محفوظ نام (اسم اعظم) کی ستر و برکت سے مجھے محفوظ رکھ"

(۲۰۷) الٰہی! مجھکو اپنی تدبیر کے ساتھ میری تدبیر سے اور اپنے اختیار کے ساتھ میرے اختیار سے بے نیاز و بے پروا کر دے اور مجھے اپنے مراتب عجز پر ٹھیرائے رکھ"

(۲۰۸) الٰہی۔ مجھکو میرے نفس کی ذلت حرص وطمع سے نکال۔ اور قبر میں داخل ہونے سے پہلے مجھکو شک و شرک سے پاک فرما۔ تجھی سے اپنی ہوائے نفسانی اور وساوس شیطانی پر مدد مانگتا ہوں تو میری مدد کر۔ اور تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں کسی دوسرے کے سپرد نہ فرما۔ اور تجھی سے سوال کرتا ہوں مجھکو ناامید نہ کر۔ اور تیرے فضل و کرم کا امیدوار

Marfat.com

وبجنابك انتسب فلا
تبعدني وببابك اقف
فلا تطردني - الهي تقدس
رضاك ان تكون له علة
منك فكيف تكون له
علة مني انت غني بذاتك
عن ان يصل اليك النفع
منك فكيف لا تكون غنيا
عني - الهي ان القضاء و
القدر غلبني وان الهوى
بوثاق الشهوة اسرني
فكن انت النصير لي حتى
تنصرني و تنصر بي و اغنني
بفضلك حتى استغني بك
عن طلبي انت الذي
اشرقت الانوار في قلوب
اوليائك حتى عرفوك و
وحدوك وانت الذي
ازلت الاغيار من
قلوب احبابك حتى
لم يحبوا سواك
ولم يلجئوا الى غيرك
انت المونس لهم حيث
اوحشتهم العوالم و

ہوں مجھے محروم نہ فرما۔ اور تیری ہی بارگاہ عالی کی طرف منسوب ہوں۔ مجھکو وہاں سے دور نہ کر اور تیرے ہی دروازہ پر کھڑا ہوں مجھے وہاں سے نہ دھکیل“

(۲۰۹) الٰہی۔ جب تیری رضا اس سے بھی پاک اور منزہ ہے کہ تیری طرف سے اس کے لئے کوئی علت یا سبب ہو۔ تو بھلا میرا کوئی عمل یا حال اسکا سبب کیونکر ہو سکتا ہے“

(۲۱۰) الٰہی! جب تو اپنی ذات کاملہ میں اس سے بھی غنی ہے کہ تجھکو تجھ سے کوئی نفع پہنچے تو بھلا مجھ ناقص و ناکارہ سے تو کیونکر غنی نہ ہوگا“

(۲۱۱) الٰہی قضا و قدر مجھ پر غالب آئی۔ اور ہوائے نفسانی نے شہوت کی مضبوط زنجیروں میں مجھے جکڑ لیا ہے۔ تو اب تو ہی میرا مددگار ہو جا۔ کہ میری بھی اعانت کرے اور میرے واسطہ سے دوسروں کی بھی مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اس قدر غنی کردے کہ تیرے مشاہدہ جلال و جمال کے ساتھ اپنی طلب سے بھی مستغنی ہو جاؤں۔ تو وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں معارف کے انوار یہانتک روشن کئے کہ انہوں نے تجھے پہچانا اور تیری وحدانیت کا اعتراف کیا۔ اور تو وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے اغیار کے تعلق یہانتک قطع کر ڈالے کہ انہوں نے تیرے سوا کسی کو محبوب نہ بنایا اور نہ تیرے سوا کسی دوسرے کا سہارا پکڑا۔ عالم کے کدورات نے جب

Marfat.com

انت الذی ھدیتھم حتی
استبانت لھم المعالم۔
ماذا وجد من فقدك
وما الذی فقد من وجدك
لقد خاب من رضی
دونك بدلا ولقد خسر من
بغی عنك متحولا۔ الٰھی (۲۱۲) کیف
یرجی سواك وانت ما
قطعت الاحسان وکیف
یطلب من غیرك وانت
ما بدلت عادۃ الامتنان
یا (۲۱۳) من البس اولیاءہ ملابس
ھیبتہ فقاموا بعزتہ
مستعزین انت الذاکر من
قبل الذاکرین وانت البادی
بالاحسان من قبل توجہ
العابدین وانت الجواد
بالعطاء من قبل طلب
الطالبین وانت الوھاب
ثم انت لما وھبتنا من
المستقرضین۔ الٰھی (۲۱۴) ان
رجائی لا ینقطع عنك و
ان عصیتك کما ان خوفی لا
یزایلنی وان اطعتك۔

ان کو متوحش و پریشان کیا تو تو ہی ان کا مونس ہوا اور حق کے راستے ان پر اسی لئے منکشف ہوئے کہ تو نے ہی ان کی رہنمائی فرمائی۔ جس نے تجھکو نہ پایا اس نے کیا پایا۔ اور جس نے تجھکو پایا اس نے کیا نہ پایا۔ جو تیرے بدلے کسی دوسرے سے راضی ہوا وہ خائب و خاسر رہا۔ اور جس نے تیری بارگاہ عالی سے دوسری طرف منہ موڑا۔ اس نے سخت نقصان اٹھایا۔

(۲۱۲) الٰہی! تو نے اپنا احسان کم نہیں کیا ہے تو پھر کس طرح سے تیرے سوا کسی دوسرے سے امید کی جائے اور تو نے اپنی بندہ نوازی کی عادت کو نہیں بدلا ہے تو تیرے غیر سے کیونکر سوال کیا جائے۔"

(۲۱۳) اے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کو اپنی ہیبت کا لباس پہنایا۔ تو وہ اس کی عزت کے ساتھ عزت والے ہو کر قائم ہوئے۔ ذکر کرنیوالوں کے وجود سے پیشتر تو اپنے احسان سے ان کو یاد کرنے والا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کی توجہ سے پہلے تو لطف و احسان کی ابتدا کرنیوالا ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے سوال سے پہلے تو بخشش کرنیوالا ہے۔ تو ہی بخشنے اور دینے والا ہے۔ پھر خود ہی دی کرائی عطا ہم سے بطریق قرض مانگنے والا ہے۔"

(۲۱۴) الٰہی! اگرچہ میں تیری نافرمانی کروں پھر بھی میری امید منقطع نہیں ہوتی جس طرح سے کہ اگرچہ تیری فرمانبرداری کروں تو تیرا خوف مجھ سے زائل نہیں ہوتا۔"

Marfat.com

۲۱۵ الٰهي كيف اخيب وانت املي وكيف اهان وعليك متكلي - ۲۱۶ يامن استوى برحمانيته على عرشه فصار العرش غيبا في رحمانيته كما صارت العوالم غيبا في عرشه

۲۱۷ يامن احتجب في سرادقات عزه عن ان تدركه الابصار

۲۱۸ يامن تجلى بكمال بهائه فتحققت عظمته الاسرار كيف تخفى وانت الظاهر ام كيف تغيب وانت الرقيب الحاضر۔

والله الموفق

وبه استعين

انتهى ما في الحكم منتقطا وملخصا۔

اقول

وانا العبد الفقير الى رحمة ربي محمد حسن الفاروقي عفى الله عنه

(۲۱۵) الٰہی! تو ہی میری اصل امید ہے تو پھر میں کیونکر ناامید ہو سکتا ہوں اور تو ہی میرا سہارا ہے پھر میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔"

(۲۱۶) اے وہ ذات! کہ جو اپنی رحمانیت سے عرش پر اس طرح مستوی و غالب ہوئے کہ عرش بھی اس رحمانیت میں غائب و مستور ہو گیا جس طرح کہ سارے عالم اس عرش کے اندر ہی غائب و پوشیدہ ہیں۔"

(۲۱۷) اے وہ ذات! جو اپنی عزت و عظمت کے پردوں میں آنکھوں کے ادراک سے بالاتر و محجوب ہے۔"

(۲۱۸) اے وہ ذات! جس نے اپنی صفات کمالیہ کے ساتھ عارفین کے قلوب پر تجلی فرمائی۔ تو اس کی بے نہایت عظمت ان کے قلوب کے اندر متحقق و راسخ ہو گئی۔ تو بھلا کیونکر چھپ سکتا ہے جبکہ تو ظاہر و آشکارا ہے۔ اور تو بھلا غائب کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ تو ہی نگہبان و حاضر ہے۔

"اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی سے ہم اعانت طلب کرتے ہیں۔"

یہاں تک حکم کے چیدہ مقامات کی تلخیص ختم ہوئی

فقط

میں ہوں اپنے پروردگار کی رحمت کا محتاج بندہ محمد حسن فاروقی اللہ تعالیٰ اپنے لطف خفی سے مجھے

Marfat.com

بلطفه الخفی۔

الٰھی ان تعذبنی فانی حقیق بالذی قد کان منّی و کم من زلّة لی فی الخطایا سترت و انت ذو فضل و منّ

یظنّ النّاس بی خیرا و انّی لشرّ النّاس ان لم تعف عنّی

فما لی حیلة الارجائی لعفوک ان عفوت و حسن ظنّی۔

الٰھی عبدک العاصی اتاکا مقرّ بالذّنوب و قد دعاکا فان تغفر فانت لذالک اھل و ان تطرد فمن یرحم سواکا

الٰھی ما عصیتک من عناد ولکن شقوتی بلغت مناھا

بخش دے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں یہ مناجات پیش کرتا ہوں۔

(۱) اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے عذاب دے تو بسبب ان گناہوں کے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں مَیں بیشک اس کا سزاوار ہُوں"

(۲) اور کتنی میری خطاؤں کی لغزشوں پر تم نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ بیشک تو صاحب فضل وکرم ہے"

(۳) لوگ مجھے اچھا اور نیک خیال کرتے ہیں اور مَیں سب سے بدتر ہونگا۔ اگر تو نے مجھے عفو نہ فرمایا"

(۴) میرے پاس میری نجات کیلئے کوئی حیلہ نہیں مگر ایک تیرے عفو کی امید اگر تو نے مجھے بخش دیا۔ اور دوسرا میرا حسن ظن جو تیرے لطف سے وابستہ ہے"

---

(۱) اے پروردگار۔ تیرا نافرمان بندہ تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے اس حال میں کہ اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہے۔ اور تجھے پکار رہا ہے"

(۲) اگر تم اسے بخش دوگے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے لائق ہو۔ اگر تم اسے ہکال دوگے تو تیرے سوا اس پر بھلا کون رحم کرے گا"

Marfat.com

فان تغفر فانت
لذالك اهل وان تطرد
ناهاثم اها
قد وقع الفراغ بحمد الله
وحسن توفيقه من تاليف
الرسالة
المسماة
بطريق النجاة
يوم الاثنين اول الشهر
الربيع الاول المبارك
المنسلك فی شهور سنة
تسع واربعين بعد الالف
وثلثمائة - اللهم اختم لنا
بالخير والسعادة ونجنا بفضلك
من اهوال يوم القيمة بجاه
من له العزة والكرامة
وصلى الله على سيدنا
محمد وآله واصحابه سفن
النجاة ونجوم الهداية امين

(۱) اے میرے پروردگار۔ کسی عناد یا سرکشی کی وجہ سے میں نے تیری نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ میری کمبختی اپنی آرزو کو پہونچ گئی۔

(۲) اگر مجھے بخش دوگے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے اہل ہو اور اگر ہکال دوگے تو نہایت افسوس کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی نیک توفیق سے رسالہ طریق النجات کی تالیف سے پیر کے دن اوائل ربیع الاول سنہ تیرہ سو انچاس (۱۳۴۹) ہجری میں فراغت حاصل ہوئی۔

اے میرے پروردگار۔ ہمارا خاتمہ سعادت و خوبی کے ساتھ کیجیو۔ اور اپنے فضل و کرم سے بحرمت ذات معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز قیامت کے ہولناک مصائب سے ہمیں نجات بخشیو۔ آمین

وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا
محمد وآله واصحابه وبارك
وسلم
امين

۱۳۴۹

Marfat.com

رسالة التنوير في بيان مسئلة تقدير

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اعلم وفقك الله تعالى ان مسئلة التقدير من ادق مسائل علم الكلام والايمان به واجب والبحث عن كنه ماهيتها ممنوع كما اشرنا اليه في اول كتاب طريق النجاة وكذلك مسئلة الروح قال الله تعالى ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا فنحن لا نبحث عن كنه ماهية هاتين المسئلتين لقصور افهامنا عن دركها ونفوض علمها الى الله العزيز العليم لكن البحث عن مسئلة التقدير من حيث تعلقها بافعال العباد والبحث عن الروح من حيث تعلقها بابدان العباد۔ فقوم انكروا القدر وهم القدرية۔ وقوم اثبتوه

رسالہ تنویر در بیان مسئلہ تقدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد الٰہی اور برگزیدہ بندوں پر سلام کہنے کے بعد جاننا چاہئے (اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے) کہ تقدیر کا مسئلہ علم کلام کے دقیق ترین مسائل میں سے ہے۔

حاصل یہ کہ تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی حقیقت اور ماہیت کے بحث میں پڑنا ممنوع ہے۔ جس کی طرف ابتدائی کتاب میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

مسئلہ روح کو بھی بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "کہ لوگ آپ سے (حضور کو خطاب ہے) روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہدیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تم لوگوں کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے"۔ اس لئے ہم بھی اپنی کوتاہی عقل کی بنا پر کہ ان دونوں مسئلوں کے درک سے ہمارا فہم قاصر ہے۔ ان کی حقیقت اور ماہیت کا بحث نہیں چھیڑتے۔ اور ان کا علم اللہ ہی کو سونپ دیتے ہیں۔ لیکن مسئلہ تقدیر کا اس حیثیت سے بحث کرتے ہیں کہ اس کو افعال عباد سے کیا تعلق ہے۔ اور مسئلہ روح کا یوں بحث کیا جاتا ہے کہ اس کو ابدان عباد سے کیا لگاؤ ہے۔

ایک گروہ نے تو قدر کا صاف انکار کر دیا ہے۔ ان کو "قدریہ" کہا جاتا ہے۔ اور ایک جماعت قدر

وجعلوا العبد مجبورا وهم المرجئة وهدى الله تعالى اهل السنة والجماعة الى الطريق الاوسط الاحوط - روى ابن عباس رضـ ان النبي صلى الله عليه وسلم قال صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام نصيب المرجئة والقدرية قال الشيخ علي القاري في المرقات المرجئة هم الذين يقولون الافعال كلها بتقدير الله تعالى وليس للعباد فيها اختيار فانه لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة- والقدرية هم المنكرون للقدر القائلون بان افعال العباد مخلوقة بقدرتهم لا بقدرة الله تعالى وارادته وانما نسبت هذه الطائفة الى القدر لانهم يبحثون في القدر كثيرا انتهى - والباعث علينا في البحث عن مسئلة التقدير نجات عقائد المسلمين عن الزيغ وعن نسبة الظلم الى الله تعالى وقد ابتلى بهذه المصيبة

کا تو اثبات کرتی ہے لیکن پھر اس کے ساتھ بندے کو بھی بالکل مجبور سمجھتے ہیں - ان کو "مرجیہ" کہا جاتا ہے - درمیانی اور محتاط طریقہ پر اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و الجماعت ہی کو ہدایت فرمائی ہے -

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ میری امت میں سے ایسے ہوں گے کہ جو اسلام سے بالکل بے بہرہ ہوں گے ایک مرجیہ اور دوسرے قدریہ۔

شیخ علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں کہ مرجیہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ کل افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں اور بندوں کو ان میں کوئی اختیار نہیں اس لئے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر رساں نہیں جس طرح سے کہ کفر کے بعد کوئی طاعت فائدہ مند نہیں - اور قدریہ وہ ہیں جو قدر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال بندوں کے ہی قدرت سے پیدا شدہ ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کو اس میں کوئی دخل نہیں - اس جماعت کو قدریہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسئلہ قدر میں بحث بہت کرتے ہیں - (انتہیٰ)

ہماری غرض مسئلہ تقدیر کے بحث سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقائد کجروی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرنے سے نجات پائیں - اور یہی بات ہمارے لکھنے کی باعث ہوئی کہ اس مصیبت میں بہت سے اللہ کے بندے مبتلا نظر

Marfat.com

كثير من العباد فانك ترى كثيرا من المنهمكين في الضلالة التاركين لفرائض الله تعالى اذا عاتبتهم بذلك يقولون هذا شيء قدره الله على قبل خلقي و انا ما اقدر على تغيير خلق الله- فمعنى هذه العبارة انى مجبور في ترك الواجبات وفعل المنهيات والمجبور معذور وكيف يعذبني الله تعالى على امر قدره الله على قبل خلقي - وهذه العقيدة منجرة الى ابطال الشرائع وفضول ارسال الرسل عياذا بالله تعالى وقد وقع لى مناظرة مع من يدعى العلم والصلاح في هذه المسئلة فقال العبد مجبور لان الله تعالى قال والله خلقكم وما تعملون فاعمال العبد لما كانت مخلوقة لله تعالى فكيف يقدر العبد على تغيير خلق الله. فقلت له العبد مختار في فعله وان كان مجبورا في اختياره لان الله تعالى يقول فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر نعلم

آتے ہیں۔ اور بہت دیکھا جاتا ہے کہ لوگ گمراہی میں منہمک اور فرائض الٰہی کو ترک کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر تم ان کو ملامت اور تنبیہ کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ "یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش ہی سے پہلے لکھ دیں تھیں اب ہمیں کیا قدرت و اختیار ہے کہ خلق الٰہی میں تغیر و تبدل کر سکیں۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ واجبات کے ترک کرنے اور اور محرمات کے ارتکاب پر ہم مجبور ہیں اور مجبور تو معذور ہی ہے اور اللہ تعالیٰ بھلا ہمیں ایسی بات پر کیونکر عذاب دے گا۔ جس کو ہماری پیدائش سے ہی پہلے اس نے ہماری تقدیر میں لکھدیا ہو" اصل میں یہ عقیدہ اس بات پر جاکر ختم ہوتا ہے کہ عیاذاً باللہ سب شریعتیں باطل اور بیکار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو فضول بھیجا ہے"

ایک ایسے شخص کے ساتھ جو علم و فضیلت کے دعوے کرتا تھا میرا اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ تو اس نے یہ کہا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔ پس جبکہ بندے کے اعمال اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہیں تو بندہ بے چارہ تغیر خلق الٰہی پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بندہ اپنے فعل میں مختار ہے اگرچہ اپنے اختیار میں مجبور ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے کافر بنے۔ اس سے ثابت ہوا کہ

Marfat.com

ان للعبد مشيّة والمشيّة هي الاختيار - فقال وما تشاؤن الا ان يشاء الله فمشيّة العبد منفية - قلت هذا هو معنى قولنا انه مجبور في اختياره فحركة الصحيح خلاف حركة المرتعش فالمرتعش مجبور في حركته والصحيح ليس مجبورا في تحركه لان تحركه بارادته لابد ان تكون لمصلحة دينية او دنيوية نفسية او روحية نعم الطاقة الارادية مخلوقة لله تعالى بعد عزمك لذلك الفعل وهذا معنى الاية والله خلقكم وما تعملون فسكت - ولمّا كان في المسئلة اغماض اردت نبذا من شرحها فنقول وبالله التوفيق -

اعلم

يا اخي

اولاً سعة علم الله تعالى من قوله تعالى وانّ الله قد احاط بكل شيء علما

بندہ مشیتہ (چاہنے کی قوت) رکھتا ہے اور مشیت ہی اختیار ہے۔

اس نے کہا کہ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بندہ مشیت نہیں رکھتا؟

میں نے کہا کہ یہی تو ہمارے اس قول کی معنی ہے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھو کہ تندرست آدمی کی حرکت اس آدمی کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے جس کو رعشہ کا مرض ہو۔ مرتعش اپنی حرکت میں مجبور ہوتا ہے اور تندرست حرکت دینے میں مجبور نہیں اس لئے کہ وہ تو اپنے ارادہ ہی سے حرکت دیتا ہے۔ جو ضرور ہے کہ کسی دینی یا دنیوی۔ نفسانی یا روحانی مصلحت کے بنا پر ہوگی۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ خود طاقت ارادہ یہ تمہارے عزم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے یعنی اللہ کی مخلوق ہے۔ اور یہی اس آیت کی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی۔ پس وہ شخص چپ ہو گیا۔ لیکن چونکہ ابھی اس مسئلہ میں پیچیدگی اور اشکال باقی ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اس مسئلہ کی پیچیدگی کو کچھ کھول دوں۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق مانگتا ہوں)

اے میرے عزیز بھائی! پہلے اللہ تعالیٰ کی وسعت علم کو خود اللہ ہی کے کلام سے معلوم کرو

Marfat.com

ومن قولہ تعالیٰ یعلم ما بین
ایدیھم وما خلفھم ولا
یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما
شاء ومن قولہ تعالیٰ عالم
الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ
فی الارض ولا فی السماء ولا
اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی
کتاب مبین ومن قولہ تعالیٰ
ولو ان ما فی الارض من شجرۃ
اقلام والبحر یمدہ من بعدہ
سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ
والمراد من کلمات اللہ معلومات
اللہ۔ والبرھان العقلی علی
سعۃ علمہ تعالیٰ انک تری ما
خلق اللہ فی الارض من النباتات
والجمادات وذوی الارواح
بحیث یتحیر عقلک فی عدھا
وتعلم یقینا ان خالق الجمیع
ھو اللہ تعالیٰ وھو رازقہ و
حافظہ وعلمہ کل شیٔ مقدم علی
خلقہ والخلق فرع من فروع
العلم لان من اراد خلق شیٔ لا بد ان
یعلم اولا غایتہ من نفعہ وضرہ و
خیرہ وشرہ وانفاسہ وارزاقہ وحالہ
ومآلہ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ارشاد ہے کہ وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ وہ نہیں احاطہ کر سکتے اس کے معلومات میں سے کسی چیز کا۔ اور ارشاد ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اس سے ذرہ برابر چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی "کوئی چیز ایسی نہ ہوگی" جو کتاب ظاہر میں موجود نہ ہو۔ اور ارشاد ہے کہ اگر جتنے کچھ زمین میں درخت ہیں قلم ہوں اور سمندر سیاہی ہو" کہ اس کے پیچھے سات سمندر اس کی مدد کریں۔ (جب بھی) اللہ کے کلامات تمام نہ ہوں گے: کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کے معلومات ہیں:

اللہ تعالیٰ کی وسعت علم پر عقلی دلیل یہ ہے کہ زمین پر جو چیزیں نباتات، جمادات، اور حیوانات اللہ کی پیدا کی ہوئی اس انداز میں دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے شمار میں عقل چکرا جاتی ہے۔ اور اس بات کو یقیناً ہر ایک جانتا ہے کہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ان کا رازق اور نگہبان ہی ہے۔ اور علم ہر ایک چیز کا اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ہوتا ہے اور خلق تو علم کے فروغ میں سے ہے اس لئے کہ جو شخص کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے ضرور ہے کہ پہلے اس کی غایت۔ نفع و نقصان۔ خیر و شر۔ انفاس و ارزاق۔ حال و مآل

Marfat.com

فبعد ما علم جميع ذلك يقدم على خلقه فبين العلم والخلق عموم وخصوص فلكل فرد من افراد المخلوقات الغير المتناهية علوم غير متناهية لخالق ذلك المخلوق وان نظرت في ملكوت السماوات وما فوقها من المخلوقات ترى الارض بمخلوقاتها بالنسبة اليها كقطرة الى البحر المحيط فكيف تفي اقلام الاشجار ومداد البحار المتناهية بكتابة العلوم الغير المتناهية. فسلّمنا القديم به قدير وان كان الحديث به ضعيفا. ثم اعلم ان علمه تعالى ليس كعلومنا حيث يتكوّن بعد ادراك المحسوسات والمعلومات فان المعلومات جميعها من الازل الى الابد صغيرها و كبيرها قديمها وحديثها منكشفة في علمه تعالى انكشافا تاما بسيطا بحيث لا يعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماوات وان ما اشرنا الى علمه تعالى بالانكشاف البسيط انما هو بحسب افهامنا القاصرة

سب کچھ جان لے۔ جب ان تمام امور کو جان لیتا ہے تو اس کے خلق پر اقدام کرسکتا ہے۔

اس صورت سے علم اور خلق میں عموم وخصوص کی نسبت ہوئی۔ پس افراد مخلوقات غیر متناہیہ کے ہر ایک فرد کے لئے اس کا خالق یقیناً علوم غیر متناہیہ رکھتا ہے۔ اگر تم عالم سمٰوت اور جو اس سے بھی اوپر ہیں ان کے مخلوقات کو دیکھو تو زمین کی مخلوقات ان کی بہ نسبت ایسے معلوم ہونگیں جو نسبت ایک قطرے کو بحر محیط کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ تو اب خود ہی سوچو کہ درختوں کی قلمیں اور دریاؤں کی سیاہیاں کہ جو سب متناہی ہیں علوم غیر متناہیہ کے لکھنے کے لئے کیسے کافی ہوسکتی ہیں۔ تو تمہیں تسلیم کرنا چاہئے کہ قدیم ان سب پر قادر ہے اگرچہ حادث اس کے جاننے سے عاجز ہے۔ اور اس بات کو بھی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے علوم کی طرح نہیں ہے کہ معلومات اور محسوسات کے ادراک کے بعد پیدا ہوتا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سارے معلومات چھوٹے اور بڑے نئے اور پرانے کہ جو ازل سے ابد تک ہونے والے ہیں سب کے سب ظاہر منکشف ہیں بانکشاف تام بسیط۔ اسطرح پر کہ ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز اس سے آسمان اور زمین میں پوشیدہ نہیں ہے۔

ہم نے جو علم الٰہی کی تعبیر "انکشاف تام بسیط" کے لفظ سے کی ہے تو یہ باعتبار ہمارے افہام ناقصہ کے

Marfat.com

والافعلہ تعالیٰ صفۃ ذاتیۃ
لہ تعالیٰ فکما لا نقدر علی
معرفۃ ذاتہ تعالیٰ کذلک لا
نقدر علی معرفۃ صفاتہ اذا
علمت ہذا فاعلم انہ تعالیٰ
علم فی الازل انی اخلق
العبد الفلانی فی یوم کذا فی
ساعۃ کذا من سنۃ کذا ویبقی
فی بطن امہ کذا من الشہور
والایام ویولد فعلم عمرہ وعملہ
ورزقہ واجلہ وخیرہ وشرہ
وصحتہ وسقمہ وکلامہ
وصمتہ وطاعتہ وعصیانہ
واکلہ وشربہ واخلاصہ و
نفاقہ وسعادتہ وشقاوتہ
وحرکتہ وسکونہ ونومہ ویقظتہ
وحیاتہ ومماتہ وجمیع اطوارہ
واوضاعہ من حین یولد الی
حین یموت وبعد الموت الی الابد
الآباد وعلم انہ یفعل کذا فی
ساعۃ کذا ویجازیہ بکذا وکان
ہذا العلم مستکنا فی خزائن العلوم
الغیر المتناہیۃ فلما ان اراد اللہ
تعالیٰ اطلاع بعض خواص عبادہ

ہے۔ ورنہ علم الٰہی خداوند تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے
اور جس طرح سے کہ ہم خداوند تعالیٰ وتقدس کی معرفت
ذات پر قدرت نہیں رکھتے۔ اسی طرح سے
معرفت صفات پر بھی ہم قادر نہیں ہیں۔
اس کے بعد یہ سمجھو کہ خداوند تعالیٰ نے ازل
میں جان لیا تھا۔ کہ میں فلاں بندہ کو فلاں
دن اور فلاں ساعت اور فلاں برس میں
پیدا کروں گا۔ اور یہ بندہ اپنی ماں کے
پیٹ میں اتنے مہینے اور اتنے دن رہیگا
اور اس کے بعد تولد ہوگا۔ اسی طرح سے
اس کی عمر اور عمل۔ رزق اور اجل
خیر وشر۔ تندرستی اور بیماری۔ گفتگو اور
خاموشی۔ فرمانبرداری اور نافرمانی۔
کھانا اور پینا۔ اخلاص اور منافقی۔ نیک
بختی اور بدبختی۔ حرکت اور سکون۔ سونا اور
جاگنا۔ حیات اور موت۔ اور سارے
اوضاع واطوار جب سے پیدا ہوا ہے
مرنے کے دم تک اور مرنے کے بعد ابدالآباد
تک سب جان لئے تھے۔ اور یہ بھی جان
لیا تھا کہ یہ بندہ ایسا کام فلانی ساعت
میں کرے گا۔ اور اس کی یہ جزا اسے
ملے گی۔ یہ علم دراصل خزائن علوم غیر
متناہیہ میں پوشیدہ تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ
نے ارادہ فرمایا کہ اپنے بعض خاص بندوں

Marfat.com

علیہ من الملئکۃ المقربین وارواح عبادہ الصالحین تابل ذلک العلم المکنون باللوح المحفوظ فظھر جمیع ذلک فی اللوح بطریق الانعکاس بواسطۃ القلم الربانی فذلک ھو التقدیر الذی امرنا بالایمان بہ والقضاء الذی امرنا بالرضاء بہ ولا بد ان یظھر جمیع ماکتب فی اوقاتہ المخصوصۃ المقدرۃ لہا لاتبدیل لکلمات اللہ تعالیٰ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جف القلم بما ھو کائن و فی ھذا المحل یمحو اللہ ما یشاء بسبب من الاسباب ویثبت مایشاء بسبب من الاسباب لان القادر علی الایجاد قادر علی الاعدام بالطریق الاولی

و

ذلک تقدیر العزیز العلیم

یعنی ملائکہ مقربین اور صالح بندوں کے ارواح کو اس سے اطلاع دے تو اس پوشیدہ علم کو لوح محفوظ کے سامنے کر دیا تو وہ سب لوح محفوظ میں بواسطہ قلم ربانی بصورت انعکاس ظاہر ہو گئے اسی کو تقدیر کہتے ہیں جس پر ایمان لانے کا امر کیا جاتا ہے اور یہی قضا ہے جس پر راضی رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اور ضرور ہے کہ جو کچھ وہاں لکھا جا چکا ہے وہ اپنے اوقات مخصوصہ معینہ پر ہی ظاہر ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیل کی گنجائش نہیں اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو چیزیں ہونے والی ہیں ان کو لکھکر قلم فارغ ہو گیا ہے۔ اور اسی محل میں یہ آیت وارد ہے کہ محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے کسی سبب سے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے کسی سبب سے۔ اس لئے کہ جو پیدا کرنے پر قادر ہو وہ ناپید کرنے پر بطریق اولیٰ قادر ہو گا۔

اور یہ خداوند غالب و دانا کی تقدیر ہے۔

Marfat.com

اذا علمت هذا فاعلم ان التقدير على نوعين النوع الاول ما كان لكسب العبد فيه مدخلٌ و تسببٌ كحصول الرزق و الافعال البدنية والحركات الارادية والنوم واليقظة والطاعة والعصيان وغيرها والنوع الثاني مالم يكن لكسب العبد فيه مدخلٌ كالحيوة والممات والصحة والسقم وعروض الافات الارضية والسماوية وتولد الذكور او الاناث من الاولاد وغيرها ولا كلام لنا فيما لم يكن لكسب العبد فيه مدخل واللازم على العبد فيها التسليم والرضا. واما النوع الاول وهو ما كان لكسب العبد فيه مدخل. فنقول ان عمل العبد سببٌ لتقديره تعالى خيرًا كان او شرًّا والجزاء

جب تمہیں یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہئے کہ تقدیر دو قسم پر ہے۔ پہلا قسم وہ ہے کہ جس میں بندے کے کسب وعمل کو اس میں دخل ہو اور کسب اس کا سبب بن جاتا ہو۔ جیسے حصول رزق۔ افعال بدنیہ اور حرکات ارادیہ نیند اور بیداری۔ طاعت وعصیاں وغیرہ۔

اور دوسرا قسم وہ ہے جس میں کسب عبد کو مطلق دخل نہیں جیسے حیات وموت صحت ومرض۔ آفات سماویہ وارضیہ کا عارض ہونا۔ اولاد میں نر ومادہ کا پیدا کرنا وغیرہ۔

اور اس صورت میں جس میں کہ بندہ کے کسب کو دخل نہیں ہماری گفتگو بے سود ہے بلکہ بندہ پر اس صورت میں یہ لازم ہے کہ تسلیم اور رضا کو اپنا مسلک بنالے۔

لیکن پہلا قسم "جس میں بندے کے کسب کو دخل ہوتا ہے" اس کے بارہ میں ہم تمہیں بتلا دیتے ہیں کہ بندہ کا عمل نیک ہو چاہے برا اللہ تعالی کی تقدیر کا سبب بن جاتا ہے۔ اور جزاء جو اس پر

Marfat.com

المرتب علیہ مسبب لہ لان العبد یعمل باختیارہ خیرًا کان او شرًا ویجزیہ اللہ تعالٰی علیہ ان کان خیرًا فخیر وان کان شرًا فشر ان لم تسبقہ العنایۃ بالتوبۃ او بالشفاعۃ او غیر ذلک حتی انہ لم یکتب علیہ شرہ برھۃ من الزمان لعلہ یتوب کما ورد فی الحدیث قال اللہ تعالٰی من عمل صالحًا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید و قال تعالٰی فاما من اعطٰی واتقٰی وصدق بالحسنٰی فسنیسرہ للیسرٰی	مرتب ہوتی ہے وہ اسی کا نتیجہ یا سبب ہوتی ہے اس لئے کہ بندہ بُرا یا بھلا عمل اپنے اختیار ہی سے کرتا ہے حق سبحانہ وتعالٰی پھر اس عمل کے لحاظ سے بُری یا بھلی جزا دے دیتا ہے بشرطیکہ عنایت ازلی نے توفیق توبہ سے اس کی دستگیری نہ کی اور شفاعت نے اس کو اپنے سایۂ رحمت میں نہ لیا وغیر ذلک۔ یہ صورت نہیں ہوتی کہ یکایک بُری جزا اس کے لئے لکھ دی جاتی ہے اس لئے کہ شاید توبہ کی توفیق اسے نصیب ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی حدیث شریف میں وارد ہو چکا ہے۔ حق تعالٰی کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کے لئے کیا اور جس نے بدکاری کی تو وبال بھی اسی پر ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اور ارشاد ہے کہ جس نے دیا اور تقوٰی کیا اور سچ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم آسان کردیں گے

Marfat.com

واما من بخل واستغنی و کذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ و انت تعلم ان فاء التعقیبیۃ تقتضی الترتیب والتعقب فعلم ان الجزاء یحدث بعد العمل والتقدیر الازلی و ھو علم اللہ تعالیٰ بھذہ القصۃ لا یجبر العبد علی العمل ولیس تقدیرہ تعالیٰ فی الازل سببا لمعصیۃ العبد حتیٰ یکون العبد مجبورا فی المعصیۃ و ینسب الظلم الی حضرت اللہ تعالیٰ وتقدس بتعذیبہ ایاہ بعد مجبوریتہ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا لان اللہ تعالیٰ

اسے آسانی کے لئے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم اس کو آسان کردیں گے سختی اور تنگی کے لئے "

اس آیۂ کریمہ میں (نحوی قاعدے) تم جانتے ہو گے کہ "فاء" تعقیبیہ ترتیب اور درپے ہونے کو چاہتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جزا عمل کے بعد ہی پیدا کی جاتی ہے۔ اور تقدیر ازلی یعنی علم الٰہی جو اس کام کے متعلق تھا بندہ کو اس کام کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اور تقدیر الٰہی جو ازل میں ہو چکی ہے بندے کی معصیت کا سبب نہیں بن جاتی یہاں تک کہ بندہ اپنی معصیت میں بالکل مجبور ہو۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی جا سکے کہ بندہ کے مجبور ہونے کے ساتھ اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔ "ظالموں کے اس کہنے سے حق سبحانہ وتعالیٰ برتر ہے اور بہت برتر"

اس لئے کہ خداوند تعالیٰ

Marfat.com

لیس بظلام للعبید بل هو ارحم الراحمین بعباده وکیف یکلف الله عباده بامره لهم بالا وامر ونهیه لهم عن المناهی والحال ان العباد لا یقدرون علے شئ من ذلك ویسلب التوفیق عنهم	اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنے بندوں پر ارحم الرحمین ہے۔ خود ہی سوچو کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو کیسے اس بات کی بھلا تکلیف دے سکتا ہے کہ وہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو اس حال میں کہ بندے بے چارے کسی چیز پر قدرت ہی نہ رکھتے ہوں اور توفیق ان سے چھین لی گئی ہو؟
کمن یامر الاعمی بقراءة کتاب لم یعرفه و قارا	یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص کسی اندھے کے سامنے کوئی کتاب کھول دے کہ اس کو بیٹھے پڑھا کرو جس کو وہ بے چارہ جانتا ہی نہ ہو"
قال الله تعالے لا یکلف الله نفسا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت	چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا۔
وهذه العقیدة من اخبث العقائد الفاسدة لان فیها ابطال الشرائع راسا وارسال الرسل فضولا	یہ عقیدہ سب عقائد فاسدہ میں نہایت ناپاک اور برا ہے اس لئے کہ اس کی بنا پر سب شریعتیں سرے سے بالکل باطل ٹھیریں گی۔ اور رسولوں کے مبعوث

Marfat.com

وعبثا عیاذا باللہ منہا۔
فان قلت کیف یکون عمل العبد الحادث سببا لتقدیرہ تعالیٰ وتقدیرہ تعالیٰ ازلی وتقدم السبب علی المسبب مسلم عند اھل العلم فیلزم تقدم المسبب علی السبب فی ذا غیر جائز۔ قلت التبس علیک العلم بالعمل فان علمہ تعالیٰ بان العبد الفلانی یفعل الفعل الفلانی فی الزمن الفلانی واجازیہ بالجزاء الفلانی ھذا ھو التقدیر الازلی ونسلم تقدمہ علی العمل الحادث للعبد ولیس ھذا التقدیر العلمی فی الحقیقۃ سببا ولا مسببا بل السبب عمل العبد الحادث والمسبب جزاء العمل الحادث قال اللہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون۔ فکما ان خلق العبد حادث ومباشرۃ الابوین سبب لہ

ہونے کو فضول اور عبث کہنا پڑیگا پناہ بخداہ۔

سوال ! بندے کا عمل جو حادث (نوپید) ہے تقدیر الٰہی ازلی کا کیسے سبب بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ سبب کا مسبب پر مقدم ہونا اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اس صورت میں تو مسبب سبب پر مقدم ہو رہا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں۔

جواب ! تم پر علم اور عمل کا التباس ہو گیا ہے اس وجہ سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے صورت واقعہ یہ ہے کہ علم الٰہی میں جو یہ بات تھی کہ فلاں بندہ فلانے زمانہ میں یہ کام کرے گا اور اس کو اس پر یہ جزادی جائے گی یہی تقدیر ازلی ہے اور اس کی تقدیم بندے کے حادث فعل پر ہم ضرور مانتے ہیں لیکن یہ تقدیر علمی درحقیقت نہ سبب ہے نہ مسبب۔ بلکہ اس کا سبب بندے کا وہ حادث عمل ہے اور اس حادث عمل کی جزا اس کا مسبب ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو۔ پس جس طرح سے کہ بندہ خود حادث ہے اور والدین کی مقاربت اس کا سبب

Marfat.com

كذلك خلق عمل العبد حادث ومباشرة العبد سببه وجزاء الله تعالى اياه بعد عمله الحادث مسبب لذلك الفعل فلا يلزم تقدم المسبب على السبب

فان قلت اما سمعت في الحديث الصحيح معاتبة موسى لآدم على نبينا وعليهما الصلوة والسلام في اكله الشجرة فقال له آدم عليه السلام بكم علمت تقديره علي امر قدره الله علي قبل خلقي باربعين عاما قال النبي صلى الله عليه وسلم فحج آدم موسى

ہے اسی طرح سے بندے کا عمل کرنا حادث ہے۔ اور خود بندے کا اس کام کو کرنا اس کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو اس کو اس عملِ حادث کے بعد جزا دے گا یہ اس عمل کا مسبّب ہے پس کہاں سبب مسبّب پر مقدم ہوا"

سوال! کیا تم نے صحیح حدیث میں نہیں دیکھا ہے کہ حضرت موسےٰ نے حضرت آدم کے ساتھ شجرہ کے کھانے کے بارہ میں مناظرہ اور معاتبہ کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس بات کی تقدیر میری پیدائش سے کتنا زمانہ پہلے ہو چکی تھی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا چالیس سال پہلے۔ تو حضرت آدم نے کہا کہ کیا تم مجھے ایسی بات پر ملامت کر رہے ہو جس کو حق تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی چالیس سال پہلے میرے لیئے مقرر کر رکھا تھا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

پس اس حجت میں حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر غالب ہو گئے"

لے عدلی قبل خلقی قال باربعین عاما قال افتلومنی

Marfat.com

فلولم یکن العبد مجبورا لقضاء اللہ تعالیٰ ماحجّ آدم موسیٰ۔

قلنا القصۃ صحیحۃ وھی تؤیّد مقصودنا من وجوہ الاوّل ان موسیٰ علیہ السلام کان نبیّا و رسولا اٰتاہ اللہ التوراۃ فیھا تبیان کل شیئ فلو کان آدم مجبورا فی اکلہ الشجرۃ ماعاتبہ علیہ۔ الثانی ان کان آدم علیہ السلام مجبورا فی فعلہ ذلک لقال فی عذرہ من خطیئتہ ربّنا انک ابتلیتنی بھذا ولکنہ قال ربّنا ظلمنا انفسنا فان لم یکن لہ اختیار لما نسب الظلم الی نفسہ و الثالث شھادۃ رب العٰلمین علیٰ آدم بقولہ وعصیٰ آدمُ ربّہ فغویٰ ثم تاب علیہ وھدیٰ۔

توسوال یہ ہے کہ اگر بندہ قضائے الٰہی سے مجبور نہ ہوتا تو کیسے حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آتے ؟

جواب :- یہ قصہ برابر صحیح ہے۔ لیکن یہ تو اور کئی وجوہ سے ہمارے مقصود کی تائید کر رہا ہے۔

وجہ اول یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول اور نبی تھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر تورات اُتاری تھی ؛ جس میں ہر ایک چیز کا بیان تھا پس اگر حضرت آدم اس شجرہ (گیہوں یا کھجور جو انہوں نے خلاف فرمان الٰہی جنت میں کھایا تھا) کے کھانے پر مجبور ہوتے تو حضرت موسیٰ ان پر عتاب و ملامت نہ کرتے ؛

وجہ ثانی یہ کہ اگر آدم علیہ السلام اپنے فعل میں مجبور ہوتے تو اپنی اس خطا کے عذر میں یوں کہتے کہ "اے پروردگار۔ تم ہیں نے تو مجھے اس کام میں مبتلا کیا۔ ...."

لیکن انہوں نے کہا تو یہ کہ "اے پروردگار ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے" تو اگر ان کا کچھ بھی اختیار نہ ہوتا تو ظلم کو اپنی طرف کیوں نسبت دیتے ؛

وجہ ثالث یہ کہ خود پروردگار عالم کی گواہی حضرت آدم پر ان الفاظ میں ہے کہ آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔ پھر ان پر توجہ فرمائی (ان کی توبہ قبول فرمائی) اور راہ راست پر

فلو کان مجبورا لما نسب العصیان والغوایۃ الیہ۔ بقی کلام فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام فحج ادم موسی ومفهومہ ان الله اعلم باسرار کلام حبیبہ ان ادم قال لہ ھذا امر قد فرغ منہ ومعنی ما اراد الله علیّ فی علمہ قبل خلقی فلا ینفع ایلامک لی فی ھذا الوقت فان قلت سلمنا ان للعبد اختیارا فی الفعل والترک و سلمنا ان فعل العبد سبب للجزاء المرتب علیہ فمن این حصل لہ الطاقۃ علی ذلک الاختیار قلنا ذلک من الله العزیز العلیم وذلک معنی قولنا مجبور فی اختیارہ بمعنی ان طاقۃ الاختیار حصلت لہ من الله تعالی۔ فان قلت اذا کان طاقۃ الاختیار من الله تعالی رجع الکلام الی اول البحث وصار العبد مجبورا فی اختیارہ فصار مجبورا فی افعالہ ولزم الدور

لائے تو اگر آدم علیہ السلام مجبور ہوتے تو نافرمانی اور گمراہی کی نسبت انکی طرف کیوں کیجاتی۔ البتہ یہاں پر یہ بات ایک کھٹکتی ہوئی رہجاتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ سلم کے اس فرمودہ کا کیا مقصد ہے کہ "حضرت آدم حضرت موسیٰ پر حجت میں غالب آگئے"؟ جبکہ ثابت ہو اکہ حضرت موسیٰ کا سوال ٹھیک تھا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیب کے کلام کے اسرار زیادہ جانتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں میری پیدائش سے پہلے میرے متعلق جو ارادہ فرمایا تھا وہ ہوچکا اور اسکا وقت گذرچکا۔ اب سوقت تمہاری ملامت سے آخر کیا فائدہ؟"

سوال: ہم نے تسلیم کرلیا کہ بندے کو کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے اور یہ بھی مان گئے کہ بندے کا فعل ہی اس جزا کا سبب ہے جو اسپر مرتب ہوگی۔ لیکن خود یہ اختیار کہاں سے آیا اور اسپر طاقت کس نے دی؟

جواب: اس اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کیجانب سے ہے اور یہی معنی ہے ہمارے اس قول کے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے

سوال: جب اختیار کی طاقت خداوند تعالیٰ سے ہی ہوئی اور بندہ اپنے اختیار سے مجبور رہا تو اپنے افعال میں بھی مجبور ہوا اس صورت میں دور لازم آجاتا ہے اور پھر ابتدا سے بحث شروع ہوجاتی ہے:

Marfat.com

قلنا ليس الامر كما زعمت لان الاختيار معناه تساوى الطرفين اعنى الفعل و الترك فترجيح احدى الطرفين على الاخر بقصده وعزمه و استعمال الجوارح فيما رجحه بقصده عمل العبد المترتب عليه الجزاء حسب فعله ان خيرا فخير وان شرا فشر و نسبة الاجبار فى الاختيار اليه سبحانه و تعالى مجازى ـ قال الله تعالى ومن يضلل الله فما له من هاد ـ ومن يشاء يضلله ـ ويضل الله الظالمين ويفعل ما يشاء فنسبة الاضلال اليه تعالى مجازى بعلاقة الارادة الازلية واعطاء القوة والقوت ومن هذا القبيل قول موسى على نبينا و عليه الصلوة والسلام ان هذا الا فتنتك ـ ومثاله ولله المثل الاعلى كوالد

جواب ! یہ صورت اس طرح پر نہیں جو آپکے خیال میں ہے اسلئے کہ اختیار کی معنی ہے دونوں طرف یعنے فعل اور ترک کا برابر ہونا تو جب ان میں سے ایک کو دوسرے پر اپنے قصد وارادہ سے ترجیح دیجائیگی اور جسکو ترجیح دی ہے اس کی سرانجامی کیلئے اعضاء بھی کام میں لگائے جائینگے تو یہ بندہ کا عمل ہوا جسپر جزا موافق عمل بُری یا بھلی مرتب ہو رہی ہے اور مجبوری کی نسبت جو اختیار میں حق سبحانہ وتعالے کی طرف کیگئی ہے۔ یہ مجازًا ہے ۔جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے جسکو اللہ گمراہ کرے اسکا کوئی رہبر نہیں۔ اور جسکو اللہ چاہے گمراہ کردے اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے ان سب مثالوں میں گمراہی کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ارادہ ازلیہ اور قوت بخشنے اور رزق دینے کے علاقہ سے مجازًا کی گئی ہے"

اور حضرت موسےٰ (ہمارے رسول اکرم پر اور ان پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور سلام ہوں) کا یہ قول بھی اسی قبیل سے ہے ۔کہ یہ تیرا فتنہ (آزمائش) ہی ہے"

اور اس کی مثال یہ ہے (اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے اعلےٰ مثال (صفت) ہے" جیسے کوئی شخص اپنے

Marfat.com

ولدہ والولد عاق لوالدہ ویعمل
الخبائث والوالد مکبٌّ علٰی
تربیتہ فیلوم الناس و
یقولون لہ انت اضللتہ
فالوالد وان کان یُربّیہ
لکنہ لا یرضٰی بضلالتہ
کذلک ربّنا یربّینا ولکن
لا یرضی بضلالتنا قال اللہ
تعالٰی ولا یرضی لعبادہ الکفر
قال صاحب الامالیۃ مرید
الخیر والشرّ القبیح ؛ ولکن
لیس یرضی بالمحال ؛ رجعنا
الی اصل البحث فالذی
یعتقد المجبوریّۃ للعبد و
یجیبنا بقولہ ھذا شیٔ
قدّرہ اللہ علیّ قبل خلقی
نراہ منھمکا فی حصول الرزق
جمیع عمرہ لا یفتر عنہ ساعۃ
حتّی انہ لا یفرق بین الحلال
والحرام فان عاتبہ احد علی
ذلک الانہماک یقول یا شیخ
نحن ماموروں بالسّعی فی
حصول الرزق وھذا العالم
عالم الاسباب اوما سمعت

بیٹے کی پرورش کر رہا ہو۔ اور بیٹا اپنے باپ کا نافرمان ہو اور بدکاریوں میں مبتلا ہو اس حال میں بھی باپ اس کی پرورش و تربیت میں بے حد کوشاں ہو۔ اس پر لوگ باپ کو ملامت کریں کہ تم نے اپنے بیٹے کو گمراہ کر دیا ہے باپ اگرچہ اس کی پرورش کر رہا ہے لیکن اس کی گمراہی سے وہ کبھی بھی راضی نہیں۔ اسیطرح سے ہمارا پروردگار ہماری پرورش کرتا ہے لیکن ہماری گمراہی سے کسی طرح وہ راضی نہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر سے رضی نہیں۔ قصیدۂ امالیہ والے فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ بھلائی اور برائی دونوں کا ارادہ کرتا ہے لیکن محال سے وہ راضی نہیں"

اب ہم پھر اصل بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "وہ لوگ جو بندوں کی مجبوری کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمیں ہر سوال پر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش سے پہلے ہی لکھدیا تھا" انکو ہم رات دن رزق کے حاصل کرنے میں منہمک پاتے ہیں اور وہ عمر بھر اس طلب سے ایک گھڑی بھی غافل نہیں ہوتے یہانتک کہ اس گرمجوشی میں حلال اور حرام کے فرق کو بھی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی انہیں اس انہماک پر ملامت کرنے لگے تو بید دھڑک کہدیتے ہیں کہ حضرت رزق حاصل کرنیکی کوشش پر تو ہم مامور ہیں اور یہ تو عالم اسباب ہے بغیر اسکے چارہ نہیں اور کیا آپنے نہیں سنا کہ

Marfat.com

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلبوا الرزق من ابوابها و الکاسب حبیب اللہ الی غیر ذلک وما یحصل لہ من الرزق ینسبہ الی سعی نفسہ ویقول انا حصلتُ کذا انا فعلتُ کذا ولا یذکر قولہ هذا شیٔ قدّرہ اللہ علیّ قبل خلقی یعدّ نفسہ مجبورا فی الطاعات وترک الواجبات ویعد نفسہ مختارا فی حصول الارزاق حلالها وحرامها. وان دخل اللصّ بیتہ لاخذ شیٔ من مالہ یعاربہ یقاتلہ وربما یقتلہ وان سبّہ احدٌ یسبّہ باغلظ منہ ولا یلتفت الی عقیدتہ انہ مجبور فی دخول بیتہ وسبّہ کما هو بنفسہ مجبور فی ترک الفرائض والهجوم علی ما نهی اللہ تعالیٰ عنہ وهذا غایۃ الحماقۃ والسفاهۃ نسأل اللہ تعالیٰ العفو والعافیہ والاستقامۃ علی منهاج

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرما ہی دیا ہے کہ رزق کی طلب رزق کے دروازوں سے کرو۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ کمانیوالا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے، وغیرہ وغیرہ۔" تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ کما لیتے ہیں اسکی نسبت اپنی ہی کوشش کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ چیز کمائی ہے اور مَیں نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ یہاں کبھی یہ نہ کہیں گے کہ بس اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھا تھا۔ اپنے آپکو عبادات اور واجبات کے ترک میں تو بالکل مجبور سمجھیں لیکن حلال و حرام رزق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کو مختار کل جانیں۔ عجب حساب ہے۔

اور سنئے! اگر کوئی چور مال اٹھانے کیلئے انکے گھر میں گھس پڑے تو خوب داد شجاعت دیکر اُن سے لڑینگے اور جو بس چلا تو گردن مارنے میں بھی دریغ نہ کرینگے۔ اسیطرح اگر انہیں کوئی گالی دے تو اُس سے بڑھکر غلیظ گالیاں بکنے لگینگے۔ ایسے مقام پر انکی نظر التفات کبھی اپنے عقیدے کیطرف نہ اٹھیگی کہ وہ بیچارہ بھی گھر میں گھسنے یا گالی دینے میں ایسا ہی مجبور ہے جیسا کہ ہم خود فرائض کے ترک اور محرماتِ الٰہی پر جھک پڑنے میں مجبور ہیں"۔ خود ہی سوچو کہ یہ کس قدر حماقت اور سفاہت ہے"۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالے ہمیں عفو و عافیت نصیب فرمائے اور اہلسنت والجماعت کے طریقہ پر

اهل السنة والجماعة ولنختم
الرسالة بتائية الشيخ
اسماعيل المقرى رح قال
رحمة الله تعالى ـ ۵

(۱) الى كم تمادى فى غرور وغفلة
وكم هكذا نوم الى غير يقظة
(۲) لقد ضاع عمر ساعة منه تشترى
بملإ السما والارض اية ضيعة
(۳) اترضى من العيش الرغيد وعيشة
مع الملإ الاعلى بعيش البهيمة
(۴) فيا درة بين المزابل القيت
وجوهرة بيعت بابخس قيمة
(۵) افان بباق تشتريه سفاهة
وسخطا برضوان ونارا بجنة
(۶) اانت صديق ام عدو لنفسك
فانك ترميها بكل مصيبة
(۷) ولو فعل الاعدا بنفسك بعض ما
فعلت لمستهم لها بعض رحمة
(۸) لقد بعتها هونا عليك رخيصة
وكانت بهذا منك غير حقيقة
(۹) كلفت بها دنيا كثيرا غرورها
تقابلنا فى نصحها بالخديعة
(۱۰) اذا اقبلت ولت وان هى احسنت
اساءت وان صافت فبالكدورة

استقامت بخشے"

ہم اپنے رسالہ کو شیخ اسمٰعیل مقری رحمہ اللہ تعالیٰ کے "قصیدہ تائیہ" پر ختم کرتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں:۔

(۱) کبتک غرور اور غفلت میں پڑے رہو گے اور کبتک ایسی نیند سوتے رہو گے جسکی انتہا بیداری پر نہیں ہوتی (۲) تمہاری ایسی بے بہا عمر ضائع ہو چکی ہے کہ اگر اس کی ایک گھڑی بھی آسمان و زمین بھر کر دینے سے خرید سکتے۔ تو اسکو ضائع نہ کیا جاتا (۳) کیا؟ بہترین زندگی اور اس زندگی کے بدلے جو ملاء اعلیٰ کیساتھ ہو چوپایوں کی سی زندگی بسر کرنے پر راضی ہو گئے ہو؟" (۴) افسوس ہے کہ دُر یکتا کو گندگی میں پھینکا گیا ہے اور جوہر بے بہا کو ادنیٰ قیمت پر فروخت کر دیا گیا ہے"
(۵) کیا سفاہت اور نادانی سے تم فانی کو باقی کے عوض اور غضب کو رضائے الٰہی کے بدلے اور دوزخ کو جنت کے عوض خریدتے ہو؟"
(۶) کیا تم اپنے نفس کے دشمن ہو یا دوست کہ اسکو ہر ایک مصیبت میں ڈالدیتے ہو؟" (۷) اگر تمہارے دشمن تم پر ان مظالم میں سے ایک حصہ بھی کر گذریں جو تم نے اپنے نفس پر کئے ہیں تو انکو بھی ضرور کچھ نہ کچھ تم پر رحم آجاتا!" (۸) تم نے اپنے نفس کو بہت ہی سستا بیچا ہے اس لئے کہ وہ تمہارے سامنے بیقدر رہے۔ اور در اصل اسکی اس قدر بیقدری کرنا تمہیں شایان اور مناسب نہیں"! (۹) تم نے اپنے نفس کو ایسی دنیا میں مشغول رکھکر تکلیف دی ہے کہ جس کے دھوکے بیحساب ہیں اور جو خیر خواہی اور نصیحت کیجاتی میں بھی غدر اور بدخواہی سے پیش آتی ہے"! (۱۰) اسکی تو یہ حالت ہے کہ جب وہ سامنے آتی ہے (تو فی الحقیقة) اسکی روگردانی ہوتی ہے اور جب وہ بھلائی کرتی ہے تو وہ در اصل اسکی برائی ہوتی ہے اور اگر وہ صاف اور ستھری بجائے تو تم اسکے مکدر اور گندہ ہونے پر یقین رکھو"!

Marfat.com

(۱۱) وعيشك فيها الف عام وينقضي
كعيشك فيها بعض يوم وليلة
(۱۲) عليك بما يجدي عليك من التقى
فانك في سهو عظيم وغفلة
(۱۳) تصلي بلا قلب صلاة بمثلها
يصير الفتى مستوجبا للعقوبة
(۱۴) تخاطبه اياك نعبد مقبلا
على غيره فيها لغير ضرورة
(۱۵) ولو رد من ناجاك للغير طرفه
تميزت من غيظ عليه وغيرة
(۱۶) تصلي وقد اتممتها غير عالم
تزيد احتياطا ركعة بعد ركعة
(۱۷) فويلك تدري من تناجيه معرضا
وبين يدي من تنحني غير مخبت
(۱۸) ذنوبك في الطاعات وهي كثيرة
اذا عددت تكفيك عن كل زلة
(۱۹) تقول مع العصيان ربي غافر
صدقت ولكن غافر بالمشيئة
(۲۰) وربك رزاق كما هو غافر
فلم لم تصدق فيهما بالسوية
(۲۱) فكيف ترجي العفو من غير توبة
ولست ترجي الرزق الا بحيلة
(۲۲) وما هو بالارزاق كفل نفسه
ولم يتكفل للانام بجنة

(۱۱) (بالفرض محال) اگر تم دنیا میں ہزار برس بھی رہو تو وہ بھی اسی طرح گذر جائینگے جیسے تمہرا ایکرات اور دن گذر جاتے ہیں۔" (۱۲) اپنے اوپر پرہیزگاری کو اور اُن چیزوں کو جو نفع رسان ہوں لازم کر رکھو اسلئے کہ بتحقیق تم ایک بڑی بھول اور غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔" (۱۳) حضور قلب کے سوا تم ایسی نماز پڑھتے ہو جس سے آدمی اور سزا و عقوبت کا مستحق ہوجاتا ہے۔" (۱۴) حق سبحانہ و تعالی کو اسطرح پر مخاطب ٹھیراتے ہو کہ "ایاک نعبد" (ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں) درآنحالیکہ تمہاری توجہ بے ضرورت ماسوا اللہ کی طرف ہوتی ہے۔" (۱۵) برخلاف اسکے اگر کوئی شخص جو تم سے سرگوشی کررہا ہے اگر غیر کیطرف منہ موڑلے تو فرط غیظ و غضب سے تم اسپر برس پڑتے ہو۔" (۱۶) نماز پڑھ رہے ہو اور اس کے ختم ہونیکی خبر ہی نہیں کہ احتیاطاً ایک رکعت کے بعد دوسری بڑھا دیتے ہو۔" (۱۷) وائے تمپر! کہ جس سے تم سرگوشی کررہے ہو اسکو روگردان سمجھتے ہو اور جس کے آگے تم جھکتے ہو اس جھکنے میں بھی عجز و نیاز سے خالی ہو۔" (۱۸) تمہارے گناہ عبادتوں میں ہی اسقدر کثیر ہیں کہ انکا شمار کرنا ہی کافی ہے دوسرے گناہوں اور لغزشوں کے شمار کی کیا ضرورت ہے۔" (۱۹) تم کہتے ہو کہ گناہوں کی کیا پرواہ میرا پروردگار بخشنے والا ہے۔" ہم کہتے ہیں سچ کہتے ہو لیکن بخشش بھی مشیت اور ارادہ کے بعد ہے۔" (۲۰) تیرا رب تو جسطرح کہ بخشنے والا ہے ایسا ہی رزق دینے والا بھی ہے پھر کیوں ان دونوں وصفوں کی یکسان تصدیق نہیں کرتے ہو۔" (۲۱) جبکہ تم رزق کی امید بغیر حیلہ و جستجو کے نہیں کرتے تو کسطرح اسکے عفو کی امید بغیر توبہ کے کئے بیٹھے ہو۔" (۲۲) حالانکہ باریتعالی نے رزق کیلئے اپنے آپکو کفیل ٹھیرایا ہے لیکن لوگوں کیلیے جنت کا ضامن نہیں بنا ہے۔"

Marfat.com

۲۳ وما زلت تسعیٰ بالذی قد كفيته وتهمل ما كلفته من وظيفة
۲۴ تسیئ به ظنا وتحسن تارة علی حسب ما يقتضی الهوی بالقضية

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام علی المرسلين والحمد لله رب العلمين۔ اللّٰهم انك تعلم انی ما اردت بكتابة هذه الرسالة الا الاصلاح والصيانة لعقائد المسلمين فان كان صوابا فمنك ولك المنة وان كان خطاء فمن نفسی واسئلك الهداية والتوفيق لما تحب وترضی وصلی الله علی سيدنا محمد واله واصحابه وسلم

واما مسئلة الروح فانها وان كانت موعودة فی اول الرسالة لكنی اضربت عنها لوجهين۔ الاول قلة

(۲۳) (عجب بات ہے) جن امور میں تیری کفایت اور کفالت کی گئی ہے انہیں تو تم ہمیشہ کوشاں رہتے ہو اور جن فرائض کی بجا آوری کیلئے تمہیں تکلیف دی گئی ہے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتے ہو۔ (۲۴) خداوند تعالے کیساتھ کبھی تو حسن ظن سے کام لیتے ہو اور کبھی بدگمانی کرتے ہو مقصد یہ کہ ہر ایک بات میں اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہو"

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام علی المرسلين والحمد لله رب العلمين

اے میرے پروردگار: تم تو جانتے ہو کہ میں نے اس رسالہ کے لکھنے سے صرف اصلاح اور عقائد اہل اسلام کی حفاظت ہی کی نیت اور ارادہ کیا ہے اگر یہ واقعی ٹھیک اور صواب ہے تو میں اس کو تیرے ہی فضل وکرم کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اور تیرا احسان مانتا ہوں۔ اور اگر خطا اور بے جا ہے۔ تو اس کو میں اپنے نفس ہی کی طرف سے جانتا ہوں۔ اور میں تم سے ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور جن باتوں سے تم راضی ہوتے ہو اور ان کو پسند فرماتے ہو۔ ان کی توفیق چاہتا ہوں۔ وصلے اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

مسئلہ روح کے بارے میں اگرچہ ابتدائے رسالہ میں وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن دو وجوہ کی بنا پر میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

وجہ اول یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو بہت ہی

ادراكنا لها و ورود النهي
عن بيان ماهيتها. والثاني
رايت الاكابر قد بحثوا
عنها في كتبهم كالغزالي رح
وغيره من حيث تعلقها
بابدان العباد و
محلها وتصرفها في
البدن الى غير ذلك
من احوالاتها المعقولة
للانسان وقد اشرت
الى بعض احوالاتها
في كتابي الاصول الاربعة
وبعضهم افردوا
التاليف
في بيان مسئلة الروح
ككتاب الروح للشيخ
ابن القيم
وكتاب باب الفتوح في
احوال الروح للشيخ
عبدالهادي المصري وكتاب البرزخ
للشيخ التوكلي الهندي وغيرهم
فاكتفيت بتصانيف الاكابر
ورايت تكرارها تحصيل
الحاصل فان شئت الاطلاع عليها
فعليك بكتب القوم

بہت ہی کم سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس کی ماہیت وحقیقت کے بیان کرنے پر نہی و منع بھی وارد ہو چکی ہے"

وجہ دوم یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ بزرگوں نے اپنی کتابوں میں اس مسئلہ کا بحث کیا ہے۔ جیسے امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ لیکن اس حیثیت سے کہ ابدان عباد کے ساتھ روح کو کیا تعلق ہے۔ اور اس کے محل اور اس کے تصرف کو جو بدن میں ہے۔ انھوں نے بیان کیا ہے۔ مقصد یہ کہ یہ اور ان جیسے وہ حالات جو انسان کی سمجھ میں آسکتے ہیں، انہوں نے لکھ دیئے ہیں جن میں سے بعض حالات کی طرف میں نے اپنی کتاب "اصول اربعہ" میں بھی اشارہ کیا ہے۔

بعض بزرگوں نے تو اس مسئلہ پر جداگانہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جیسے شیخ ابن القیم کی کتاب "الرّوح" اور شیخ عبدالہادی مصری کی کتاب "باب الفتوح فی احوال الرّوح" اور شیخ توکلی ہندی کی کتاب "البرزخ" وغیرہ۔ اس لئے میں نے انہی کی تصانیف کو کافی سمجھا۔ اور اس مسئلہ کو پھر دہرانا تحصیل حاصل جانا۔ اگر تم اس مسئلہ کے جاننے کا شوق رکھتے ہو تو انہیں کی کتابیں دیکھو!

Marfat.com

رزقنا اللہ وایاک الاستقامۃ علی الطریقۃ المنجیۃ المرضیۃ والسلام علی من اتبع الہدیٰ وانا العبد الفقیر محمد حسن الفاروقی احسن اللہ حالہ ومآلہ ۱۳۴۹ھ	حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں نجات دہندہ اور پسندیدہ طریقہ پر استقامت بخشے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ میں ہوں فقیر محمد حسن فاروقی۔ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کو بہتر بنائے ۱۳۴۹ھ

فقد اطّلعت علی ہذا الکتاب فوجدت فیہ
ما ھو حق صحیح موافق للکتاب والسنۃ
واجماع الامۃ واقوال العلماء

منظور نظر عبد الحکیم آرواسی
حسین حلمی بن سعید عبید عاصی

Marfat.com

"اس وقت میں محسوس کر رہا تھا گویا میرے دل میں شمع ایمان کبھی جل رہی ہے کبھی بجھ رہی ہے۔ یہ میرے ایمان و یقین کے لئے نہایت صبر آزما اور امتحانی دور تھا۔ ایمان اور بے دینی کی دھوپ چھاؤں میں چھ سال تک میں امید و بیم سے گزرتا رہا۔ اس میں میرے کئی دوست جو پہلے نماز روزہ کے پابند تھے ان اساتذہ سے متاثر ہو کر خدا کو فراموش کر گئے۔"

مگر الحمد للہ حلمی صاحب نے ان حالات کا کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ بلکہ اندر ہی اندر مضطرب اور پریشان رہے اور ان کے دل میں ایک کشمکش جاری تھی۔ ایک رات جو شب قدر تھی اور گھر کے سب لوگ آرام کر رہے تھے۔ یہ اسے فکر مند تھے کہ نیند آنکھوں سے غائب تھی۔ گھر سے نکل کر باہر آئے اور دریائے گولڈن ہارن کے کنارے بیٹھ گئے چاندنی رات میں پوری فضا خاموش تھی مگر نصرت کا غیبی ان کی بیقراری کو تسکین دے رہا تھا۔ "پریشان نہ ہو تو ہی حق پر ہے۔" اب وہ مطمئن دل لے کر گھر لوٹے ان کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو جھڑ رہے تھے۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی، بارگاہ حق میں سجدہ ہو کر خوب خوب روئے اور علم دین کا شوق ابھر پڑا۔ خواب میں حضرت شیخ عبد الحکیم اروا سی کو دیکھا پھر ایک روز ان سے مسجد میں ملے ابتدائی عربی و فارسی ان سے سیکھتے رہے۔ ایک طرف فیکلٹی آف کیمیکل انجینئرنگ کی تعلیم لیتے رہے دوسری طرف دینی علوم بھی سیکھتے رہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔ تعلیم مکمل کر کے ملٹری میڈیکل اسکول میں ملازمت کر لی، مگر دینی تعلیم بھی برابر حاصل کرتے رہے۔ حضرت عبد الحکیم اروا سی کے وصال فرمانے کے بعد ان کے صاحبزادے سید احمد مکی سے فقہ تفسیر حدیث اصول اور معقولات کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۵۲ء میں اس حلقۂ درس سے باقاعدہ سند حاصل کی۔

روحانی طور پر حلمی صاحب سلسلۂ نقشبندیہ سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔ مکتوبات امام ربانی وغیرہ ضخیم کتابوں کی اشاعت اور سلسلہ کے مشائخ کے دیگر کئی مجموعہ مکتوبات کی اشاعت ان کے مشرب کو واضح کرتی ہے۔ حسین حلمی کی سرگزشت بجائے خود نہایت سبق آموز ہے۔ اسی کا ردعمل ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ترکی میں جب اسلام کے احیار کی راہیں ہموار ہوئیں اور سالوں کا دبی چھپی آرزو نے اذان سحر کا روپ دھارن کیا۔ اور کمال پاشا کے استبدادی پنجہ سے قوم کو آزادی ملی تو حلمی کے سینے کا موس بھی کر دٹے لئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ تبلیغ اسلام و سنیت کا اتنا نمایاں کام کر رہے ہیں جو متمول طبقہ کے لئے قابل تقلید اور لائق ستائش ہے۔ ایک خط کے ذریعہ آپ سے جب استفسار کیا گیا کہ آپ کے یہاں خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کی تعداد کیا ہے؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"ایں جا مرتداں و بد مذہباں بسیار اند اور اسی مکتوب سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ مکتبہ تن تنہا ان کی اپنی جانفشانیوں کا نتیجہ ہے۔"

آج بھی مکتبہ ایشیق سے جہاں جہاں کتابیں بھیجی جاتی ہیں ہر جگہ یہ پیغام پہونچتا ہے کہ۔

"اپنے احباب اور اہل علم حضرات کے پتے فراہم کیجئے تاکہ ان کے نام ہم اپنی کتابیں بھیج سکیں۔"

مولا پاک تبلیغ اسلام کی اس سرسبز و شاداب شاخ کو اور زیادہ بار آور کرے۔ اور دنیا کو اس سے مزید فیض اٹھانے کی توفیق ہو ـــــ آمین۔ ثم آمین۔

ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۸۶ء

Marfat.com

جناب حسین حلمی استنبول | قوم ملت کی تعمیر و تاسیس کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ لمبی چوڑی تنظیمیں جماعتیں اور پارٹیاں ہوں بسا اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ کسی فرد واحد سے پروردگار عالم نے ایسے ایسے کام لئے ہیں جو صدیوں کے کارناموں پر بھاری ہوں۔ اسلام و سنیت کی خدمت کرنے والوں کی یوں تو آج بھی کمی نہیں ہے مگر مدتوں سے اہل میکدہ ایسے جام و پیمانہ کے لئے رو رہے تھے جو اپنی گردش سے محفل عالم کو بیخود اور متوالا بنا لے۔

آج کے ترقی پذیر دور میں لٹریچر کی طاقت اور افادیت سے ہر خاص و عام واقف ہے۔ دنیا کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اس کی قوت سے عقل و دماغ کو مسخر کرنے میں مصروف ہیں۔ اہل سنت و جماعت ہی شاید وہ سب سے کم مایہ جماعت ہے جو صحیح عقائد و نظریات رکھنے کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے کوئی تنظیم نہیں رکھتی جو باقاعدہ تبلیغ و اشاعت دین کر سکے انفرادی طور پر بہت سے لوگ اس ضرورت کا احساس کرتے رہے۔ الحمد للہ کہ گزشتہ چند سالوں میں اس احساس نے عمل کی راہ اختیار کی ہے۔ بالخصوص پاکستان کے کچھ علماء تصنیف و تالیف کی طرف مائل ہوئے ہیں۔

تبلیغ سنیت کے سلسلے میں اس وقت جس نے پوری دنیا میں سب سے نمایاں کام کیا ہے وہ کوئی اور جماعت یا ادارہ نہیں بلکہ عالیجناب حسین حلمی ایشیق ہیں۔ جنھوں نے تھوڑی مدت میں استنبول (ترکی) سے سیکڑوں تبلیغی کتابیں اور رسائل شائع کرکے ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ مکتبہ ایشیق سے شائع شدہ کتابوں کی تعداد لگ بھگ سو تک پہونچ گئی ہے۔ جن میں بعض کتابوں کی ضخامت چھ سو اور چار سو صفحات تک ہے[1] تمام کتابیں فوٹو آفسٹ کی طباعت اور خوبصورت جاذب نظر رنگین ٹائیٹل پیج سے آراستہ ہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ یہ تمام کتابیں اپنے خرچ سے دنیا کے ہر حصے میں بلاقیمت بھیجتے ہیں۔ یقیناً ایک نہایت حاتمانہ کارنامہ ہے جو حالات حاضرہ کے لحاظ سے نہایت اہم اور ضروری تھا، ہم میں حلمی صاحب جیسے لاکھوں متمول افراد پڑے ہوئے ہیں جنکی دولت و ثروت کا اندازہ لگانا مشکل ہے مگر تبلیغی سلسلہ کا اتنا اہم کام کرنے کی توفیق یہ بھی انعامات الٰہیہ میں سے ایک ہے حلمی صاحب کا یہ جذبہ تبلیغ مسلمانوں کے متمول طبقہ کے لئے راہبر و راہنما ہے۔

سچ ہے۔ ؏ ہر کسے را بہر کارے ساختند

حلمی صاحب کے جذبۂ تبلیغ و ہدایت کے پیچھے ان کی سرگزشت حیات کے کچھ نازک موڑ ہیں۔ جو ایک احساس مند، باحوصلہ، اور قوی الاعتقاد مرد مومن کو ملتے ہیں تو اس کی قوت عمل میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایسی کشتی ہے جو ہواؤں کے رخ کے برادر تیز چلنے لگتی ہے۔ حسین حلمی صاحب نے ابتدائی تعلیم ایوب سلطان کے رشادیہ نمونہ اسکول واقع استنبول میں حاصل کی ۱۹۲۴ء میں حابیجی اوغلو جونیر ہائی اسکول میں پہونچے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ترکی کے اسکولوں میں قرآن مجید اور مذہبی علوم کے حصول پر پابندیاں لگائی جاچکی تھیں۔ وہ اس اسکول میں اپنا کوئی مذہبی ہمخیال ڈھونڈھتے ہے تاکہ اپنے دینی مزاج کی برقراری کا سامان کر سکیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے ایک استاد سے یہ امید وابستہ کی مگر حلمی صاحب کو ان سے مایوسی ہوئی کیونکہ انھوں نے ان کے معتقدات اور مذہبی خیالات کا تمسخر کیا اور مذاق اڑایا۔ اس وقت کی کیفیات اپنی کتاب Endless Bliss میں جس انداز سے بیان کی ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے۔

---

[1] کتب میں عربی فارسی اردو انگریزی فرنچ جرمن ملیالم اور تلگو زبانیں ہیں

کتابهای فارسی درکتبخانه حقیقت کتاب أوی

۱- مکتوبات امام ربانی (دفتر اول) صفحه ۷۷۲ ۱۹۷۷

۲- مکتوبات امام ربانی (دفتر دوم وسوم) صفحه ۶۰۸ ۱۹۷۷

۳- منتخبات ازمکتوبات أمام ربانی صفحه ۴۱۶ ۱۹۷۸

۴- منتخبات ازمکتوبات معصومیه ویلیه
مسلك مجدد الف ثانی (باترجمهٔ اردو) صفحه ۳۹۱ ۱۹۷۹

۵- مبدأ ومعاد صفحه ۸۸ ۱۹۷۷

۶- کیمیای سعادت (امام غزالی) صفحه ۱۱۶ ۱۹۷۷

۷- ریاض الناصحین صفحه ۱۵۶ ۱۹۷۷

۸- مکاتیب شریفه (حضرت عبدالله دهلوی) صفحه ۱۸۱ ۱۹۷۶

۹- درالمعارف (ملفوظات حضرت عبدالله دهلوی) صفحه ۱۶۱ ۱۹۷۷

۱۰- ردّ وهّابی ویلیه سیف الأبرار المسلول علی الفجار صفحه ۱۵۲ ۱۹۷۹

۱۱- الاصول الاربعة فی تردید الوهابیة صفحه ۱۲۷ ۱۹۷۸

۱۲- زبدة المقامات (برکات احمدیه) صفحه ۴۲۲ ۱۹۷۷

کتابهای بزبان عربی مع اردو، فارسی مع اردو، اردو درکتبخانهٔ حقیقت کتاب أوی

۱- طریق النجات (عربی مع اردو) صفحه ۲۵۳ ۱۹۸۰

۲- المدارج السنیة فی الرد علی الوهابیة ویلیه
العقائد الصحیحة فی تردید الوهابیة النجدیة صفحه ۱۵۲ ۱۹۷۹

۳- عقائد نظامیه (فارسی مع اردو) مع شرح
قصیدة بدأ الامالی صفحه ۱۲۲ ۱۹۷۷

۴- تأیید أهل سنت (فارسی مع اردو) صفحه ۹۶ ۱۹۸۰

۵- الخیرات الحسان (اردو) صفحه ۲۴ ۱۹۷۶

Marfat.com

هذا الكتاب (طريق النجات) الفه الفاضل الاجل العارف الاكمل منبع الفيوضات احد علماء الاسلام فى الهند محمد حسن جان صاحب المجددى الفاروقى دامت بركاته باللغة العربية ثم ترجم الكتاب الى اللغة الاردية يحتوى الكتاب معلومات طويلة فى العقل ويبين المصادر الاربعة للعلوم الدينية المسمى بالادلة الاربعة وايضا يبين شروط الايمان الستة وشروط الاسلام الخمسة ووجوب تقليد احد المذاهب الاربعة ويعرف الاخلاق الحميدة والسيئة ويكتب ٢١٨ عددا من اقوال احمد بن عطاء الله الاسكندرانى فى التصوف. اضاف المؤلف الى آخر الكتاب (رسالة التنوير) الباحث عن القضاء والقدر. الف الكتاب فى سنة ١٣٤٩ هـ (١٩٣١ م) و طبع فى الهند وايضا طبع ونشر مكتبتنا الكتاب (العقائد الصحيحة فى ترديد الوهابية) والكتاب (الاصول الاربعة فى ترديد الوهابية)

المكتبة الحقيقة

This book, **Tarîqunnajât**, was written by Muhammed Hasan Djan, one of the Islamic savants in India and a descendant of hadrat Imâm-i Rabbânî, and was later on translated into Urdu language. The book gives lengthy information on wisdom, tells about the four sources of religious knowledge, termed **Adilla-i erba'a**, the six principles of îmân and the five fundamentals of Islam, states that it is necessary to follow one of the four madhhabs, defines good and bad habits, and quotes two hundred and eighteen of Ahmad bin Atâullah-i Iskenderî's utterances on tasawwuf. A pamphlet telling about Qadâ and Qadar, namely **Risâlatuttanwîr**, has been appended to the book. The book was written in 1349 [1931], and was published in India. Also, the books **Al-aqâidussahîha fî-terdîdil-wahhâbiya** and **Al-usûlul-erba'a fî-terdîdil-wahhâbiya** have been reproduced by our Kitâbevi.

WAQF IKHLÂS

Marfat.com

İşbu (**Tarikunnecat**) kitabını Hindistandaki islâm âlimlerinden ve İmâmı Rabbânî hazretlerinin soyundan olan Muhammed Hasan Can arabca olarak yazmış, sonra urdu diline terceme edilmiştir. İçinde Osmanlıca yazı hiç yoktur. Kitabda akıl hakkında uzun bilgi vermekte, sonra (**Edille-i erbea**) denilen, din bilgilerinin dört kaynağını bildirmekte, îmânın altı şartını, islâmın beş şartını ve dört mezhebten birine tâbi olmak lâzım geldiğini bildirmekte, güzel ahlâkı ve kötü huyları tanıtmakta ve Ahmed bin Atâullahı İskenderînin tasavvuf hakkındaki kıymetli sözlerinden ikiyüzonsekiz adedini yazmaktadır. Kitabın sonuna, kaza ve kaderi anlatan (**Risâletüttenvir**) eklenmiştir. Kitap 1349 [m. 1931] de yazılmış ve Hindistanda basılmıştır. Ayrıca (**El-akaidüssahiha fi-terdidil-vehhabiye**) ve (**El-usûlül-erbea fiterdîdil-vehhabiye**) kitabları da Kitabevimiz tarafından bastırılmıştır.

HAKÎKAT KİTABEVİ

HIZMET BOOKS, INC
Nonprofit Organization
960 Main Street
Paterson, N.J. 07503
(201) 345-3160

Price: 100TL.

Marfat.com

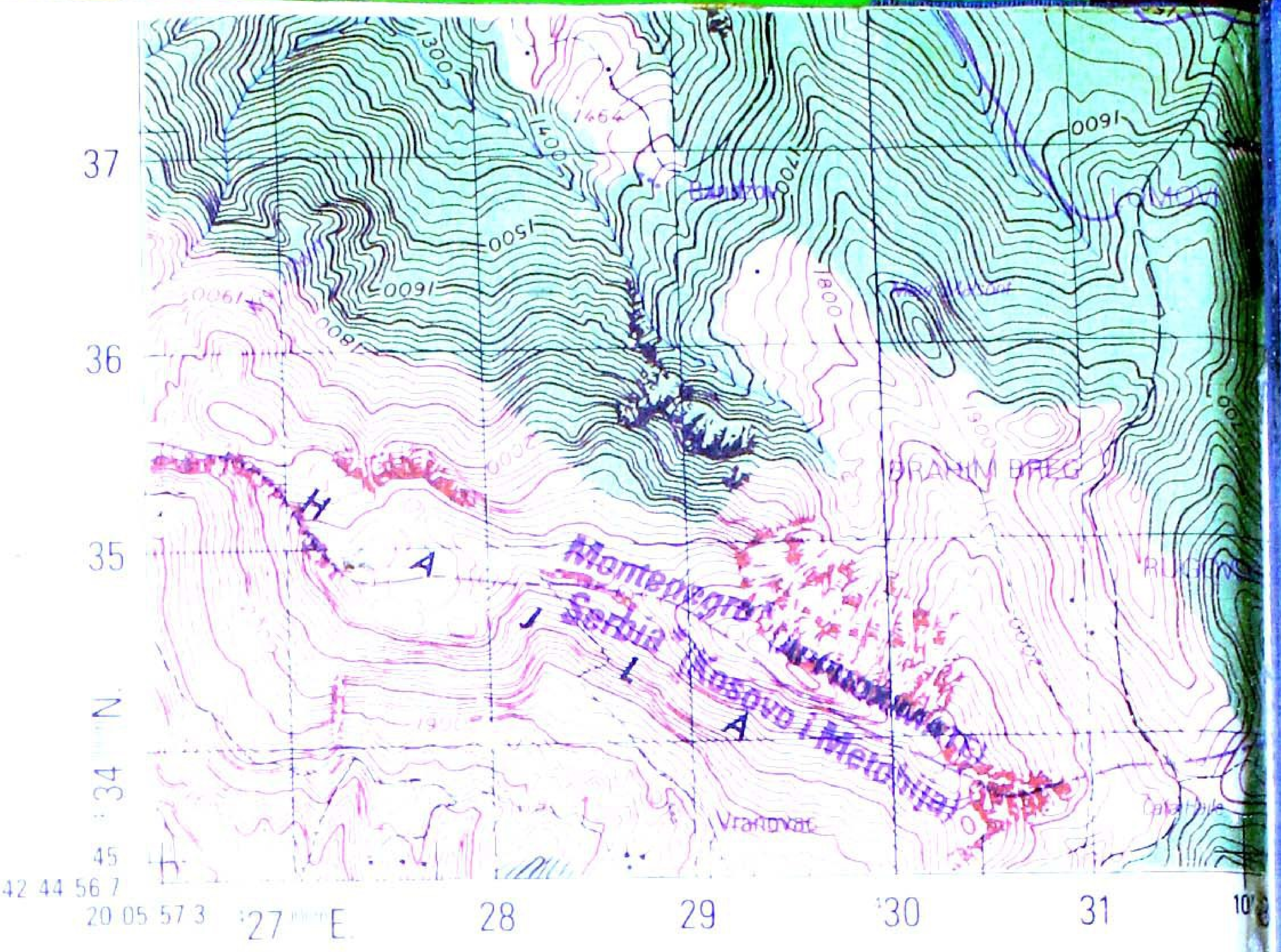

LIMITED REVISIONS IN PURPLE AS OF 1995 MAP INFORMATION AS OF 1993

Prepared by the Army Map Service (S&H), Corps of Engineers, U. S. Army, Washington, D. C. Compiled in Nordwestbalkan, 1:50,000, Generalstab des Heeres, Sheets 123/2, edition 1944; 124/1, edition 1943. Plani... photo-planimetric methods. Map not field checked.

Prepared and published by the National Imagery and Mapping Agency.

LEGEND ΥΠΟΜΝΗΜΑ

Black figures along roads indicate road widths in meters.

On this map a lane is generally considered as being 8 to 12 feet (2.5 to 3.6 meters) in width. Known exceptions are indicated on the face

3 LANES

Built up area

Area name

Bench mark, monumented; Horizontal control point

Lighthouse; Windmill; Water mill

School; Shrine; Christian; Moslem

Church; Mosque; Synagogue; Chapel

Cemetery: Christian; Moslem; Hebrew

Woods; Brushwood; Scrub

Orchard; Vineyard or hops

Depth curves and soundings in meters

Sunken rocks; Foreshore flats

Rocks awash; Reef

Limit of danger; Submerged reef

Wreck: Sunken; Exposed

Wharf or pier; Sea wall

Marsh or swamp

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

۱۲۹

طریق النجات

از افاضات عالیه فاضل اجل عارف اکمل منبع فیوضات
قدسی صفات، معرفت وحقیقت دستگاه آیة من آیات الله
شد ازمن حضرت مولانا قبله محمد حسن صاحب مجددی فاروقی دامت برکاتهم

مع اردو ترجمه

از عالیجناب فضائلمآب مولانا مولوی حکیم حافظ حضرت آقا
محمد هاشم صاحب مجددی ابن حضرت مصنف ممدوح عم فیضهم

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمي بن سعيد استانبولى

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

HAKİKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57 Tel: 523 45 56
Fatih/İSTANBUL-TURKEY
1983

Marfat.com